حالم
www.facebook.com/nemrah.ahm
اتوار
بائیس جنوری
جونکر اسٹریٹ
ملاکہ
حالم :نمرہ احمد
باب: 21
قسط 21
نمرہ احمد
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

حالم (نمرہ احمد)

اکیسواں باب:

''اتوار۔بائیس جنوری۔جونکر اسٹریٹ۔ملاکہ۔''

اتوار کی شام تھی۔

بائیس جنوری کی تاریخ تھی۔

اکیسویں صدی کی جونکر اسٹریٹ سامنے تھی۔

اور یہ ملائیشیا کا شہر ملاکہ تھا۔

اس نے اپنے سامنے پھیلی جونکر اسٹریٹ پہ چلتے لوگوں کو دیکھا تو یاد آیا کہ جمعہ' ہفتہ اور اتوار وہ دن تھے جب اس اسٹریٹ کو پیدل چلنے والوں کی گزرگاہ بنایا جاتا تھا۔سڑک کے کنارے اسٹالز اور بنچ لگ جاتے تھے۔اور لوگ خریداری کرتے ہوئے' کھاتے پیتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے تھے۔

قدیم ملاکہ میں ایک ماہ گزارنے کے باعث اسے اس شور ہنگامے اور رونق کی عادت نہیں رہی تھی۔ ہر شے مختلف تھی۔صرف تاریخ اور دن وہی تھا۔اتوار' بائیس جنوری کو وہ تینوں وقت میں پیچھے گئے تھے۔پھر اسی تاریخ اور اسی دن میں اس کی ''واپسی'' ہوئی تھی۔مگر یہ واپسی ویسی نہیں تھی جیسی اس نے چاہی تھی۔ یہ واپسی بہت سفاک تھی اور اس کا دل توڑ گئی تھی۔چند گھنٹے پہلے پیش آنے والے حالات کا صدمہ ابھی تک اس کے حواسوں پہ طاری تھا۔اتنے شور میں تنہا بنچ پہ بیٹھے اسے معلوم تھا کہ اب زندگی کبھی ویسی نہیں رہے گی۔وقت نے اسے.... بلکہ ان تینوں کو بہت سخت سزا دے ڈالی تھی۔

اب وہ کیا کرے؟ ساری محنت یہاں واپس آنے کے لیے کی تھی۔اب یہاں سے وہ کہاں جائے؟

اس نے آنکھیں بند کیں تو پل بھر کے لیے ساری دنیا اندھیر ہو گئی۔دھیرے دھیرے اس کا ذہن قدیم ملاکہ کی طرف جانے لگا...

☆☆==========☆☆

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official
#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

مرسل شاہ کے بھائی کے قتل کے دو دن بعد:

شہزادی تاشہ کی خواب گاہ میں اندھیرا پھیلا تھا۔جانے وہ کتنی دیر سے سو رہی تھی۔ یا تکیہ منہ پہ رکھے ہوئے تھی جب پردہ کھینچنے کی آواز آئی۔ساتھ ہی احساس ہوا کہ کمرے میں روشنی در آئی ہے۔

تالیہ نے تکیہ ہٹایا تو تیز دھوپ سے آنکھیں چندھیا گئیں۔ایک ہیولہ سا نظر آیا جو کھڑکی کے ساتھ کھڑا تھا۔اس نے آنکھیں پھر سے بند کر لیں اور دوسری جانب کروٹ موڑ لی۔

"آپ کیوں آئے ہیں؟" بے مروتی سے پوچھا۔

وہ بازو سینے پہ لپیٹے کھڑکی کے سامنے کھڑا تھا۔سفید کرتا پاجامہ پہنے' بالوں کو ماتھے پہ بکھیرے نرمی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں یہ بتانے کہ آنکھیں بند کر لینے سے حقیقت نہیں بدل جاتی' تالیہ۔دو دن کمرے میں بند رہنے سے تو بالکل بھی نہیں۔"

وہ رخ موڑے بند آنکھوں سے بولی۔"میں بھول جانا چاہتی ہوں کہ دو دن پہلے کیا ہوا تھا۔"

"میں یاد کروائے دیتا ہوں۔" وہ تحمل سے بولا۔"مرسل شاہ نے اپنے چھوٹے بھائی کو قتل کر دیا تھا جس کے بارے میں ہم نہیں جانتے تھے۔"

تالیہ کی بند پلکیں بھیگنے لگیں۔"مجھے کیوں معلوم نہ ہو سکا کہ وہ ایسا کر سکتا ہے؟ کاش میں وہ شرائط نہ رکھتی۔"

"اس میں تمہارا قصور نہیں ہے' تالیہ۔" وہ نرمی سے کہتے ہوئے آگے آیا۔اس کی چاپ سن کے تالیہ نے کروٹ واپس موڑی تو دیکھا' وہ جھک کے اس کی تپائی پہ دھری دوا کی شیشی اٹھا رہا تھا۔وہ بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھے گئی۔

"میں نے آریانہ جتنے بچے کو مارنے کی شرط رکھ دی۔"

"تم نے ایڈم کو بچانے کے لئے شرط رکھی تھی۔"

"میں آخری شرط کچھ اور رکھ سکتی تھی مگر میں نے خون لینے کی بات کیوں کی؟ کے ایل کے لوگ درست سمجھتے ہیں۔میں واقعی ایک قاتل ہوں۔"

وہ دوائیں اٹھا اٹھا کے ایک پوٹلی میں ڈال رہا تھا۔تالیہ تکیے پہ گال رکھے' بہتے آنسوؤں کے ساتھ کہہ رہی تھی۔

"مجھ میں اور عصرہ میں کوئی فرق نہیں رہا' فاتح۔میرے ہاتھ پہ بھی ایک بچے کا خون ہے اب۔"

"اب تم بات بڑھا رہی ہو۔" وہ دروازے تک گیا اور باہر کھڑے دربان کو پوٹلی تھمائی۔پھر آہستہ آواز میں اسے اس کو پھینکنے اور تازہ چائے لانے کی ہدایت کی۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official   #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM   RSPK.PAKSOCIETY.COM   ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN   PAKSOCIETY1   PAKSOCIETY

''جب میں نے ذوالکفلی کو وہ چائے پلائی تھی... تو وہ سمجھا تھا میں نے اسے زہر دے دیا ہے۔ مگر آپ کو یقین تھا کہ میں کسی کی جان خطرے میں نہیں ڈال سکتی۔ میں بھی سمجھتی تھی' میں ایسا نہیں کر سکتی۔ مگر میں نے ایسا کیا۔'' اس نے بھیگی آنکھیں بند کیں۔ گرم آنسو گالوں پہ لڑھک کے تکیے میں جذب ہونے لگے۔

''میرا باپ بنگارایا ملایو کا بہت بڑا فین تھا۔'' وہ ابھی تک چوکھٹ پہ کھڑا تھا۔ اسے چائے کا انتظار تھا۔ ''اس نے بچپن میں مجھے اس کتاب سے ڈھیروں قصے سنائے تھے۔ ہم نے اس کتاب اور وانگ لی کے مجسمے کی وجہ سے وہ گھر لیا تھا۔ وہ سرخ گھر۔''

باہر سے کسی نے اسے طشت پکڑائی تو فاتح اسے اندر لے آیا۔ اور تالیہ کے پلنگ کے ساتھ میز پہ اسے رکھا۔ اس طشت میں چینک تھی اور شیشے کی دو پیالیاں۔

''وانگ لی کا وہ مجسمہ مجھے ایک پرانے دوست کی طرح لگا کرتا تھا۔ میری ماں مجسموں کے خلاف تھی۔ مگر وہ تاریخی ورثہ تھا اس لئے کسی نے اس کو نہیں گرایا۔ مجھے اس مجسمے کو دیکھ کے عجیب ناسٹلجیا ہوتا تھا۔ جیسے کبھی کسی زمانے میں ہم مل چکے ہوں۔ جیسے اس کا مجھ پہ کوئی احسان ہو۔''

وہ نرمی سے کہتا جھک کے پیالیاں نکال رہا تھا۔ وہ بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھے گئی۔

''پھر ایک دن کھیل میں' میں نے ایک بچے کو گرا دیا۔ آریانہ جتنے بچے کو۔ سلطان کے بھائی جتنے بچے کو۔ اس کے گھٹنے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس کے ماں باپ نے مجھے اتنا زدوکوب نہیں کیا جتنا میں نے خود کو کیا۔ میں مجسمے کے سامنے بیٹھ کے کافی دیر روتا رہا تھا۔ اور پھر..... میرا باپ میرے پاس آیا۔''

وہ پیالی میں چینک سے چائے کی دھار ڈال رہا تھا۔ اس کی خوشبو نے دو دن سے بند کمرے کی مایوس فضا کو معطر کر دیا۔

''میرے باپ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میں نے جان بوجھ کے اس لڑکے کو مارا تھا؟ کیا میری نیت اس کو نقصان پہنچانے کی تھی؟ میں نے کہا ظاہر ہے نہیں۔ میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا تھا اور تب مجھے میرے باپ نے وہ بات بتائی جو اس نے بنگارا یا ملایو میں وانگ لی کے حوالے سے پڑھی تھی۔ نہ جانے سچ تھی یا جھوٹ۔ مگر وہ اس طرح تھی۔''

اس نے ایک چوکی کھینچ کے پلنگ کے ساتھ رکھی۔ پھر اس پہ بیٹھا اور نرمی سے تالیہ کو دیکھتے ہوئے چائے کی پیالی اس کی طرف بڑھائی۔

''کیا بات؟'' وہ اٹھ کے تکیوں کے سہارے بیٹھی۔ پھر آنکھیں رگڑیں اور پیالی تھام لی۔ وہ گرم تھی۔ اور تالیہ کے ہاتھ ٹھنڈے تھے۔ ٹھنڈے اور بے جان۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"وانگ لی کہتا تھا' ہم انسان زندگی میں بہت سے ایسے فیصلے کرتے ہیں جن کا نتیجہ ہمیں شرمندہ کر دیتا ہے۔ اور دکھی بھی۔ لیکن سچ یہ ہے کہ ہم نتیجے کے ذمے دار نہیں ہوتے۔ اگر ہماری نیت اس غلط نتیجے کی نہیں تھی تو ہم قصوروار نہیں ہو سکتے۔"

ذرا توقف سے اس کی آنکھوں میں جھانک کے بولا۔ "کیا تم چاہتی تھی کہ مرسل اپنے بھائی کو مار دے؟"

"ہرگز نہیں۔ مجھے تو معلوم ہی نہیں تھا کہ اس کا کوئی بھائی بھی ہے۔"

"تو پھر تم اس چیز کے لئے کیسے ذمہ دار ہو جس کا نہ تم نے ارادہ کیا اور نہ کوشش؟" وہ دوستانہ انداز میں سمجھا رہا تھا۔ تالیہ کی پلکیں پھر سے بھیگنے لگیں۔

"آپ اچھے دوست ہیں۔ مجھے ٹراما سے نکالنے آئے ہیں۔ لیکن میں اس منظر کو کیسے بھلاؤں جو میں نے دیکھا تھا؟ وہ خون کا پیالہ.... وہ لاش؟"

"کس نے کہا کہ بری یادوں کو بھولنا ضروری ہوتا ہے؟ بھولتے تو ہم کچھ بھی نہیں ہیں۔ جو ظلم ہمارے ساتھ ہوئے۔ جو ظلم ہم نے کیے۔"

"بھولنے کے علاوہ کوئی حل ہے کیا؟ اس یاد کا اثر لینا کیسے چھوڑوں؟"

"یہ تو تمہیں خود معلوم ہوگا کہ تمہیں ایسا کون سا کام کرنا چاہیے جو پچھلے غم کے اثر کو زائل کر دے۔" وہ اٹھتے ہوئے بولا۔ "میرے تجربے کو اچھے تجربے سے زائل کرنا سیکھو۔ چائے پیو اور یہ بستر چھوڑو۔ ہمیں اپنے لائحہ عمل پہ کام کرنا ہے۔"

"کس چیز کا لائحہ عمل؟" وہ گھونٹ بھرتے ہوئے چونکی۔ جواباً فاتح نے اسے گہری نظروں سے دیکھا۔

"واپس جانے کا تالیہ۔ میرے خیال میں ہم یہ طے کر چکے تھے کہ تم اس کریزی دنیا میں نہیں رہنا چاہتیں۔" وہ زور دے کر بولا تو وہ چپ ہوگئی۔ نظریں جھکا دیں اور چائے کے گھونٹ بھرنے لگی۔

"آپ کو یاد ہے ہم کس تاریخ کو یہاں آئے تھے؟"

"ہاں۔ 22 جنوری 2017۔ اتوار کا دن۔"

"ہم ذوالکفلی کے گھر کے تہہ خانے سے وقت کے سفر پہ نکلے تھے۔ اس گھر کے سامنے ہی جونکر اسٹریٹ تھی۔ اس روز اس پہ بہت رش تھا۔" وہ چائے کی پیالی میں جھانکتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"ہمارا لائحہ عمل کامیاب ہو جائے گا اور ہم بہت جلد واپس اسی وقت اور اسی تاریخ میں پہنچ جائیں گے۔"

تالیہ نے نظریں اٹھا کے اسے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سا خوف تھا۔

"مجھے وہ خواب پھر سے نظر آنے لگے ہیں۔ میں دیکھتی ہوں کہ جونکر اسٹریٹ سامنے ہے۔ اس پہ معمول کا رش ہے۔ اور

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official
#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

کوئی بنچ پہ بیٹھا ہے۔"

"کون؟" وہ چونکا۔

"میں نہیں جانتی۔ایک سایہ سا نظر آتا ہے۔اس وجود سے اداسی ٹپکتی ہے۔ دنیا اس کے گرد تیزی سے رواں دواں ہے لیکن وہ وجود...... وہ تنہا اور اداس بیٹھا ہے۔ مجھے نہیں معلوم اس کا کیا مطلب ہے لیکن میں یہ خواب بار بار دیکھتی ہوں۔"

"یہ سب مسلسل بستر سے لگے رہنے کا نتیجہ ہے۔ تم کب اس بستر کو چھوڑ رہی ہو؟"

"بستر نہ چھوڑنے سے کیا فرق پڑتا ہے؟" اپنی بات رد کیے جانے پہ وہ برا مان کے بولی۔ "یہ بستر ہی تو ہمارا دوست ہوتا ہے۔"

"اچھا؟" اس نے تعجب سے ابرو اٹھایا۔

"ہاں۔ ہماری زندگی کے بڑے بڑے لمحات کا گواہ ہوتا ہے یہ۔ انسان اس پہ جنم لیتا ہے۔ انسان اس پہ مرتا ہے۔ اگر اس پہ نہ بھی مرے تو مرنے کے بعد اسی پہ لٹایا جاتا ہے۔ شادی کے وقت بھی اسی کو سجایا جاتا ہے۔ بیماری میں اسی سے لگا دیا جاتا ہے۔" وہ تلخی سے کہہ رہی تھی۔ "ہم اس پہ روتے ہیں۔ بڑے بڑے فیصلے اسی پہ کروٹیں بدلتے ہوئے لیتے ہیں۔ اس پہ لیٹے ہوئے خواب بنتے ہیں۔ اسی پہ خوابوں کے ٹوٹنے کے غم میں روتے ہیں۔ اسی پہ اگلے دن کے ادھورے کاموں کو پلان کرتے ہیں۔ شاید ہمارا سب سے بڑا غم گسار یہ بستر ہی ہوتا ہے۔"

"لیکن اس سے لگ کے رہنا تمہارے غم کو بڑھا دے گا' تالیہ۔ غمگین انسان کے لئے سب سے مشکل کام بستر چھوڑنا اور تیار ہو کے کمرے سے باہر نکلنا ہوتا ہے۔ یہ عمل آدھا غم دور کر دیتا ہے۔ جب تم اس سے باہر نکلو گی تو خود بخود ٹھیک ہو جاؤ گی۔"

وہ جس خاموشی سے آیا تھا' اسی طرح نکل گیا۔ تالیہ نے کھلے دروازے سے دیکھا' کہ باہر کھڑے دربانوں نے وان فاتح کو سر جھکا کے تعظیم پیش کی تھی۔ وہ سر کو خم دیتا' تنی ہوئی بھنوؤں کے ساتھ آگے بڑھ گیا تھا۔ اس کو قدیم ملاکہ میں بھی اپنا مقام واپس مل گیا تھا۔ وہ یہاں ایک شاہی مہمان کی طرح رہتا تھا نہ کہ غلام کی طرح۔

وان فاتح بالآخر آزاد ہو چکا تھا۔

اس نے چائے کی پیالی رکھ دی اور ٹیک لگا کے چھت کو دیکھنے لگی۔ لکڑی کی اونچی چھت سے موم بتیوں کا فانوس لٹک رہا تھا۔ ان کے کناروں پہ پگھلی ہوئی موم کی دھار جم کے بے حد حسین نظر آ رہی تھی۔ تالیہ نے کرب سے آنکھیں بند کیں۔

وہ سوچتی تھی' کوئی کسی کو بچانے نہیں آتا۔ مگر کسی کے لئے کوئی آ بھی جاتا ہے۔ جیسے فاتح اس کے لئے آیا تھا۔ لیکن کوئی آ

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جائے' تب بھی وہ ہمیں ہمارے ڈپریشن سے نہیں نکال سکتا۔ اپنے بستر سے انسان کو خود ہی نکلنا ہوتا ہے۔

وہ سیدھی لیٹی' اور لحاف چہرے پہ تان کے ایک دفعہ پھر سے آنکھیں بند کر لیں۔

☆☆=========☆☆

اتوار۔ بائیس جنوری۔ جونکر اسٹریٹ۔ ملاکہ۔

اس کے بنچ کے ارد گرد لوگ ہنوز خوش باش چہل قدمی کرتے آگے بڑھ رہے تھے۔ کوئی کچھ کھا رہا تھا۔ کوئی ہنس رہا تھا۔ ایک اس کی دنیا تھی جو ویران ہوئی تھی۔

اس نے سوچنا چاہا کہ وہ یہاں اس بنچ پہ کیوں ہے؟ اس سے اٹھا کیوں نہیں جا رہا؟ چلا کیوں نہیں جا رہا؟ پھر اس نے کوشش کی کہ اٹھے... لیکن دماغ ابھی تک ماؤف تھا۔ ٹانگوں میں جان نہ تھی۔ وہ سُن تھیں۔ برف تھیں۔ پتھر تھیں۔

اس نے سوچا تھا کہ واپس اپنی دنیا میں آ کے سب ٹھیک ہو جائے گا۔ لیکن اب لگ رہا تھا کہ ہر شے کھو دی تھی۔ سب رشتے۔ سب محبتیں۔ اس کے پاس واقعی کوئی نہ بچا تھا۔ کس سے بات کرے۔ کس کے پاس جائے؟ اس نے وقت کے باقی دونوں مسافروں کو بھی کھو دیا تھا۔ ایک ذرا سی غلطی نے ان تینوں کو جدا کر دیا تھا۔

یہ باتیں بار بار اپنے ذہن کو بتانے کے باوجود اسے ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا۔ یہ سب ہوا کیسے؟ اس نے کیسے سب کچھ کھو دیا؟ بس ایک لمحے میں؟

☆☆=========☆☆

سلطنت محل میں دربار سجا تھا۔ تخت ابھی خالی تھا البتہ درباریوں اور وزراء کی کرسیاں بھری تھیں۔ سب اکٹھے ہو چکے تھے۔ سلطان نے تین روز بعد آج دربار بلایا تھا۔ ابھی تک اس کے بھائی کے قتل کی خبر عام نہیں ہوئی تھی اس لئے دربار میں موجود لوگوں کے تاثرات نارمل تھے اور وہ معمول کی کارروائی نمٹانے آئے تھے۔

اگر کوئی شدید پریشانی کا شکار تھا تو وہ بندا ہارا مراد راجہ تھا۔

"اس قلعے والے واقعے کے بعد آج تن باؤ سلطان سے ملنے آ رہا ہے۔" مراد اپنے ساتھ موجود فاتح سے دبی آواز میں مخاطب تھا۔ "پچھلے چار روز وہ چینی سفارت کاروں کے ساتھ مصروف رہا ہے۔ میرے آدمی اس کا تعاقب کرتے رہے ہیں۔ وہ نہ ملکہ سے ملا ہے نہ سلطان سے۔"

"یعنی ابھی تک اس نے سلطان یا ملکہ کو اس بارے میں نہیں بتایا۔" فاتح نے گہری سانس لی۔ مراد نے غور کے اسے دیکھا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Paksociety.com

"ہاں کیونکہ محل میں بن بلائے آنا دشوار ہوتا ہے۔ مگر آج اس کے پاس موقع ہے' ڈان فاتح۔ وہ سلطان سے ملے گا اور بھرے دربار میں بتائے گا کہ ہم نے کیسے اسے بے قصور کے حراست میں لینا چاہا۔ وہ چینی سفیر ہے اور ہم اس کے ساتھ ایک سنگین زیادتی کے مرتکب ہوئے ہیں۔"

فاتح خاموش رہا۔ سیاہ قبا کندھوں پہ ڈالے' بازو پیچھے باندھے وہ بظاہر پرسکون نظر آتا تھا۔ لیکن اندر سے وہ جانتا تھا کہ سفارت کاروں سے زیادتی کرنا قدیم زمانے میں بھی اتنا ہی بڑا جرم تھا جتنا کہ 2017 میں۔

"اگر سلطان نے پوچھا تو ہم کیا جواب دیں گے؟" مراد کی پریشانی واضح تھی۔ مگر فاتح نے جواب نہیں دیا۔ وہ سامنے دیکھ رہا تھا۔ مراد راجہ نے اس کی نظروں کا تعاقب کیا۔

ان کے مخالف سمت ایک کرسی پہ فربہ چینی سفیر اپنا جبہ سنبھالتا بیٹھ رہا تھا۔ بیٹھ کے اس نے چھوٹی چمکدار آنکھوں سے مسکرا کے ان دونوں کو دیکھا۔ استہزائیہ مسکراہٹ اور فاتحانہ نظریں مراد راجہ کے اندر تک گڑ گئیں۔ اس نے تنفر سے رخ پھیر لیا۔

"میں سلطان کو جواب دے دوں گا۔" فاتح نے خاموش نظروں سے وانگ لی کو گھورتے ہوئے مراد سے کہا۔ "غلط فہمی' غلط اطلاع' کچھ ایسا کہہ دوں گا۔"

"مگر سلطان....."

"آپ بے فکر رہیں اور جواب میرے اوپر چھوڑ دیں۔ مجھ پہ بھروسہ کریں' راجہ۔" اس کا انداز یقین دلانے والا تھا اور اس آدمی کا یہی انداز تھا جس پہ مراد راجہ دھیما پڑ جاتا تھا۔ اسے قدرے تسلی محسوس ہوئی۔

مرسل شاہ تخت پہ براجمان ہوا تو اس کے انداز میں ایک واضح بدلاؤ محسوس ہوتا تھا۔ وہ تھکان کا شکار لگتا تھا۔ آنکھوں کے سیاہ حلقے رتجگوں کے غماز تھے۔

ایک بے گناہ انسان کی جان لینا ایسا گناہ تھا جو دھیرے دھیرے قاتل کے دل کا ایک حصہ بالکل مار دیتا تھا۔ بے چینی' پریشانی' خوف' احساسِ گناہ.....اور پھر بے حسی سے اپنے عمل کو درست کرنا.....اس کی حالت ٹھیک نہیں لگتی تھی۔

مرسل شاہ کو غور سے دیکھتے ہوئے اسے بے اختیار عصرہ یاد آئی تھی۔ وہ بھی آریانہ کے بعد ایسے ہی بدلی تھی۔ دھیرے دھیرے۔ راتوں کو ڈر جاتی تھی..... نیند سے محروم..... بے چین.....خوفزدہ..... جھنجھلائی ہوئی.....

اس نے سر جھٹکا اور توجہ دربار کی کارروائی پہ مرکوز کی۔ سب سے پہلے وانگ لی کو بولنے کا موقع ملا تھا۔

دربار میں باادب سا سناٹا تھا اور وانگ لی تخت کے زینوں کے سامنے کھڑا' ہاتھ باندھے اپنے بادشاہ کا پیغام سلطان تک پہنچا رہا تھا۔ یہ معمول کی کارروائی تھی۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official
#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

فاتح دم سادھے سنے گیا۔ مراد راجہ بھی کرسی پہ بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا۔

"اور کچھ؟" وانگ لی کو اپنا جواب اسے لکھوا کے مرسل شاہ نے رسماً پوچھا۔ وانگ لی نے ہلکا سا توقف کیا۔ اور پھر سر جھکا دیا۔

"نہیں' آقا۔ بہت شکریہ۔" سر اٹھایا' ایک بے نیاز نظر مراد اور فاتح پہ ڈالی اور واپس اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

مراد راجہ نے ایک گہری سانس خارج کی۔ اس کے تمام اعضاء پرسکون ہو کے ڈھیلے ہو گئے۔

"اس نے نہیں بتایا۔ بہت خوب۔ وہ جانتا ہے کہ وہ مجھ سے معاملہ نہیں بگاڑ سکتا۔"

مراد زیرِ لب مسکرایا۔ لیکن دان فاتح تعجب سے وانگ لی کو دیکھ رہا تھا۔

(یہ کیسے ہوا؟ وانگ لی نے شکایت کیوں نہیں لگائی؟ اس کے پاس بہترین موقع تھا۔ کیا وہ ڈر گیا یا اس نے رحم کھایا؟ یا کوئی تیسری بات تھی؟) وہ الجھ گیا تھا۔

☆☆==========☆☆

تالیہ کے کمرے کا ماحول اس شام بھی ویسا ہی تھا۔ ویران' مایوس' اندھیر۔ دربان نے دروازہ کھولا اور فاتح اندر داخل ہوا تو دیکھا' وہ پلنگ پہ ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ بال گول مول بندھے تھے اور چہرے پہ بے رونقی تھی۔

سامنے مسہری پہ ایڈم بیٹھا تھا۔ بیساکھی اپنے پہلو سے لگا رکھی تھی۔ کرتے پاجامے میں ملبوس' نحیف اور لاغر سا لگتا تھا۔ آنکھوں میں زمانے بھر کی نقاہت تھی۔

"تم نے بتا دیا تالیہ کو جو مجھے بتایا تھا؟" فاتح نے اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔ دونوں نے نظریں اٹھا کے اسے دیکھا۔ دونوں اتنے بیمار اور نحیف لگتے تھے کہ چونکتے بھی نہیں تھے۔ بس آہستہ سے نظروں کا رخ موڑتے تھے۔

"جی۔" تالیہ نے سر ہلایا۔ "بابا کے پاس چابی نہیں ہے نہ ہی اسے بنانے کا طریقہ ہے۔ انہوں نے ہمیں ایک اور دھوکہ دیا ہے۔ کوئی نئی بات نہیں ہے۔"

"مراد راجہ صرف مجھے مارنا چاہتے ہیں۔" ایڈم نے مایوسی سے سر جھکا دیا۔ "ان کا کہنا ہے کہ میں "عام" ہوں۔ مجھے خاص لوگوں میں نہیں رہنا چاہیے۔"

فاتح کمرے کے وسط میں کھڑا تھا۔ کمر پہ ہاتھ باندھے' اس نے ترحم سے باری باری ان دونوں کے چہرے دیکھے۔

"جب میں نے کہا ہے کہ تم دونوں کو واپس لے جاؤں گا تو اتنے مایوس کیوں ہو؟ دوا کے اجزائے ترکیبی مکمل ہیں۔ میں ابھی راجہ سے کہتا ہوں کہ وہ ہمیں دوا بنا کے دے' تاکہ کم از کم تم میں سے ایک کی بیماری تو ختم ہو۔"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پھر تالیہ کو افسوس سے دیکھا۔وہ ابھی تک بستر سے نہیں نکلی تھی۔"اور تم.... تم اب اپنا فیصلہ نہیں بدلو گی۔ ہے نا؟"

تالیہ نے نظریں جھکا دیں۔فاتح کے چہرے پہ ناراضی اتری۔

"اس روز تم نے مجھے کہا کہ میں تمہیں واپس لے جاؤں۔وہ جذبات کے زیر اثر کہا تھا کیا؟"

تالیہ نے جھکے سر کے ساتھ نفی میں گردن ہلائی۔"میں واپس جاؤں گی۔میں اپنے فیصلے پہ قائم ہوں۔لیکن....." بھیگی نظریں اٹھائیں۔"میں کس منہ سے خود کو بے گناہ کہوں گی؟ میں کیسے کہوں گی میں نے عصرہ کو نہیں مارا جبکہ میں نے ایک بچے کو...." اس نے لب کاٹے۔

"وہ ایک دوسری دنیا کا مسئلہ ہے' تالیہ۔جب ہم وہاں جائیں گے تو اس کو حل کریں گے۔ابھی کے لئے...." وہ آگے آیا اور اس کے پلنگ کے کنارے رکا۔پھر غور سے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"تم نے اپنے بابا کو یہ یقین دلانا ہے کہ تم کہیں نہیں جا رہیں۔"

تالیہ نے چونک کے اسے دیکھا۔"یعنی ایک جادوگر کو کون کرنا ہے؟"

فاتح نے اثبات میں گردن ہلائی۔

"اپنی بہترین اداکاری جاری رکھو۔سلطان سے شادی پہ اعتراض نہ کرو۔ظاہر کرو کہ تم یہاں خوش ہو۔مراد راجہ کو شک نہیں ہونا چاہیے۔" وہ انگریزی میں کہہ رہا تھا۔یہ زبان ان کی گفتگو کو بھرے مجمع میں بھی خفیہ رکھنے کے لئے کافی تھی۔

تالیہ نے دھیرے سے گردن موڑ کے ایڈم کو دیکھا۔"تم نے بنگارایا ملایو میں جھوٹ کیوں لکھا؟"

"میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا ہے۔میں نے ابھی تک کچھ نہیں لکھا کیونکہ مجھے سرکاری طور پہ سلطان کے بھائی کے مرنے کی اطلاع نہیں ملی۔نہ ہی آخری شرط کے پورے ہونے کی۔ایڈم کبھی جھوٹ نہیں لکھے گا۔"

"اور وانگ لی کے قلعے کے بارے میں کیا لکھا ہے؟"

"مجھے کیا معلوم وانگ لی کے قلعے کا کیا قصہ ہے۔سرکاری طور پہ مجھے کوئی اطلاع ملی ہی نہیں ہے۔"

"کیا وانگ لی نے آپ کی شکایت کی ہے؟" تالیہ کو یاد آیا۔ایک دم اٹھ بیٹھی۔

"نہیں۔اس نے کچھ نہیں کہا۔" فاتح بازو سینے پہ لپیٹے سامنے کھڑا کچھ سوچنے لگ گیا تھا۔

"کیا مطلب؟ اس کے پاس بہترین موقع تھا۔"

"یہی تو میں سوچ رہا ہوں کہ وانگ لی نے وہ قصہ کیوں چھپایا۔حالانکہ اب تک وہ اس شے کو قلعے سے غائب کر چکا ہوگا۔"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کیا وہاں کچھ ایسا نہ تھا جو مشکوک ہو؟'' ایڈم نے سوچتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ وہاں صرف آگ جلانے کا سامان تھا۔''

''ہوسکتا ہے اس سامان میں کچھ ہو۔''

''نہیں ایڈم۔ اس میں کچھ نہیں تھا۔'' وہ بےزار ہوا۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ ذہنی دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔

''کیا معلوم زمین میں کچھ دبایا ہو۔ یا دیواروں میں چن دیا ہو؟'' وہ اب بالکل سیدھی ہو کے بیٹھ چکی تھی۔ ایڈم نے بھی کمر سیدھی کر لی تھی۔

کمرے کا ویران ماحول دھیرے دھیرے بدل رہا تھا۔ فضا میں کچھ ایسا در آیا جو اتنے دن سے وہاں نہ تھا۔

دلچسپی کا عنصر۔ معمہ حل کرنے کی خواہش۔

''اتنا وقت نہیں ملا مگر زمین پہ گھاس تھی۔'' وہ اب بےچینی سے دائیں بائیں ٹہلنے لگا۔ کوئی سرا تھا جو ہاتھ نہ آتا تھا۔

''کیا معلوم.....'' ایڈم کی سوئی وہیں اٹکی تھی۔ ''آگ جلانے کے سامان میں کچھ ہو؟''

''نہیں ایڈم۔ پندرہویں صدی کے ملاکہ میں آگ جلانے کا سامان عام چیز ہوتی ہے۔''

''دیٹس اِٹ۔'' ایڈم نے بیساکھی آہستہ سے نیچے رکھی اور فاتح کو دیکھا۔ اس کی نقاہت زدہ آنکھوں میں بالآخر چمک در آئی تھی۔ جیسے ایک سرا اس کے ہاتھ لگا تھا۔ ''آپ ہر چیز کو پندرہویں صدی کے ملاکہ کے تناظر میں دیکھ رہے ہیں۔''

''یعنی؟''

''فاتح صاحب.....وہ چیز پندرہویں صدی کے لوگوں کو اتنے عرصے سے کیوں نہیں ملی؟ شاید اس لیے کہ اسے ڈھونڈنے کے لیے اکیسویں صدی کے آدمی کی طرح سوچنا ہوگا۔''

''ایڈم کا مطلب ہے کہ اگر ہمارے زمانے میں کسی وانگ لی کو کسی قلعے میں وزیراعظم کے گارڈز جا گھیرتے۔ اس کی ہزیمت ہوتی۔ لیکن وہ کچھ برآمد نہ کر سکتے اور ناکام لوٹ جاتے.....تو وانگ لی کو کیا کرنا چاہیے؟''

''عدالت میں جائے۔ ہراسمنٹ کی شکایت کرے۔'' وہ اب دائیں سے بائیں کمرے میں ٹہلنے لگا تھا۔

''لیکن اگر وانگ لی پولیس یا عدالت کے پاس نہ جائے.....تو اس کا کیا مطلب ہوگا؟''

وہ ٹہلتے ٹہلتے پلنگ کی پائنتی کے پاس رکا۔ نظریں کھڑکی سے آتی روشنی پہ مرکوز کیں۔

''اگر وہ پولیس کو ملوث کرتا تو پولیس پہلا سوال پوچھتی کہ.....'' اور چار دن بعد اس ایک پل میں.....ڈوبتی شام کی نیلگوں روشنی دیکھتے ہوئے وان فاتح کے ذہن میں بجلی کا کوندا سا لپکا۔ ''.....کہ یہ قلعہ کس کا ہے۔''

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official
#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

''اوہ۔وہ قلعہ کس کا ہے؟''

فاتح نے تاسف سے ماتھے کو چھوا۔''اوہ تو...بن باؤ نے قلعے کے اندر کچھ نہیں چھپایا تھا۔اس نے اس ''قلعے'' کو چھپا رکھا تھا۔''

''کیا مطلب؟''

''بن باؤ کی رنگت مجھے دیکھتے ہی زرد ہوگئی تھی۔مگر جب میں نے سپاہیوں کو اندر سے مشکوک شے لانے کو کہا اور وہ کچھ نہ لا سکے تو وہ مطمئن ہوگیا۔پہلے وہ سمجھا تھا کہ میں اس قلعے کو پکڑ چکا ہوں۔وہ قلعہ بذات خود خفیہ شے تھی۔ہمیں سمجھنے میں غلطی ہوئی۔''اس نے افسوس سے سر جھٹکا۔

''آپ لوگوں نے یہ معلوم نہیں کروایا کہ وہ قلعہ کس کا تھا؟''

''نہیں۔کیونکہ پندرھویں صدی میں لینڈ اونرشپ کے قوانین مختلف ہیں۔ہم نے یہ فرض کر لیا تھا کہ وہ قلعہ بن باؤ کا تھا۔ لیکن اگر تم اکیسویں صدی کے تناظر سے دیکھو تو پہلا سوال بنتا ہے کہ جائے واردات کا مالک کون ہے؟''وہ افسوس سے سر نفی میں ہلا رہا تھا۔

ایڈم کے بے رونق چہرے پہ بالآخر چمک در آئی۔''ارے واہ۔ہم نے اتنا بڑا معمہ حل کرنے میں آپ کو مدد دی ہے۔''

دان فاتح نے ایک بے نیاز نظر اس پہ ڈالی اور کندھے اچکائے۔''میں ویسے بھی معلوم کر لیتا۔کتنا اچھا ہو کہ تم دونوں اس وقت اپنے معمے حل کرنے پہ توجہ دو۔''

باری باری دونوں پہ ایک اچٹتی نظر ڈالی اور سر جھٹک کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔تالیہ نے دائیں ابرو اٹھا کے اسے جاتے دیکھا۔

''وہ سمجھتے ہیں ہم بے کار ہو چکے ہیں۔''

''کیا غلط سمجھتے ہیں؟''

تالیہ نے ایک گھورتی نظر اس پہ ڈالی اور لحاف مٹھیوں میں دبوچ کے پرے پھینکا۔

''میرے پاس صرف ایک چیز بچی ہے بچانے کو۔وہ میری اصل دنیا ہے۔کے ایل کی تالیہ مراد کی دنیا۔مجھے اپنی دنیا واپس چاہیے۔میں ہار نہیں مانوں گی۔''

وہ بستر سے اتری اور پیر جوتوں میں ڈالے۔اسے اپنے غم سے خود کو خود ہی نکالنا تھا۔

☆☆=========☆☆

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اتوار۔ بائیس جنوری۔ جونکر اسٹریٹ۔ ملاکہ۔

وہ بنچ سے اٹھی اور بے مقصد انداز میں سڑک کنارے چلنے لگی۔ دونوں اطراف کی دکانیں پُررونق اور گاہکوں سے بھری تھیں۔ شور اتنا تھا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی لیکن وہ کچھ نہیں سن رہی تھی۔ سر پہ اسکارف لپیٹے' خالی خالی نظروں سے سامنے دیکھتی وہ قدم اٹھانے لگی۔ اس کو ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ اپنی اس دنیا کے لیے وہ واپس آئی تھی۔ اس دنیا کے لیے اس نے ساری اداکاری کی تھی۔ اور یہاں آ کے معلوم ہوا تھا کہ اس کے پاس کچھ بچا ہی نہیں تھا۔

وہ چلتے چلتے دو سڑکوں کے سنگم پہ آ رکی تھی۔ وسط چوک پہ بھورے رنگ کا گھنٹہ گھر کھڑا تھا جو اندھیرے میں زرد روشنیوں سے سجا بے حد خوبصورت نظر آتا تھا۔ وہ ویران نظروں سے اس پہ لگی گھڑی کو دیکھے گئی۔

وقت نے سب کچھ چھین لیا تھا اس سے۔ چند لمحوں کی غلطی نے صدیوں کی سزا دے ڈالی تھی۔

اب وہ کیا کرے؟

☆☆==========☆☆

مراد راجا اپنے نیم روشن دیوان خانے میں کھڑا تھا۔ وان فاتح اس کے مقابل موجود تھا ایسے کہ دونوں کے درمیان ایک میز تھی اور دونوں سنجیدہ لگتے تھے۔

"میں نے معلوم کر لیا ہے کہ تن باؤ کس شے کو چھپانا چاہ رہا تھا۔ ہم ایک دفعہ پھر اس کو رنگے ہاتھوں پکڑنے جا رہے ہیں۔" وہ رازداری سے کہہ رہا تھا۔

"وہ شے کیا ہے؟"

"آپ خود دیکھ لیں گے' راجہ۔" اس کا انداز مبہم تھا۔ "بس مجھ پہ اعتماد کریں۔"

مراد کا چہرہ تاریکی میں تھا' مگر اتنا معلوم ہوتا تھا کہ وہ مطمئن ہے۔ شاہی قبا میں ملبوس' ماتھے پہ سرخ پٹی باندھے' ہاتھ کمر پہ باندھے وہ ہمیشہ کی طرح بارعب نظر آ رہا تھا۔

"تمہیں یقین ہے کہ تم تن باؤ کا پتہ صاف کر دو گے؟"

"یہ آپ مجھ پہ چھوڑ دیں۔"

راجہ نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔ "پہلے بھی چھوڑا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ تن باؤ نے آقا کو کچھ نہیں بتایا ورنہ....."

"وہ نہیں بتائے گا۔ بے فکر رہیں۔ مگر....." وان فاتح نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔ "آدم کہہ رہا تھا کہ آپ کے پاس

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Paksociety.com

وقت کی چابی بنانے کا کوئی کلیہ نہیں ہے۔"

"میں نے تمہیں پہلے دن ہی بتایا دیا تھا کہ جس چابی کے ذریعے تم لوگ آئے ہو وہ تمہارے شکار بازی کی تھی۔ مجھے تمہیں واپس بھیجنے کے لئے نئی چابی بنانی پڑے گی۔"

"اور آدم کا کہنا ہے کہ آپ وہ نہیں بنائیں گے۔" فاتح چبھتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ایک مرتا ہوا آدمی مایوسی کے علاوہ کیا کہے گا؟" مراد جھک کے میز پہ پھیلے نقشے کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

"یعنی آپ چابی بنا دیں گے؟"

"بالکل۔ میں نے جو وعدہ کیا تھا اُسے پورا کروں گا۔ مگر میری ایک اور شرط بھی ہے۔"

مراد سیدھا ہوا اور فاتح کو دیکھ کے مسکرایا۔ نیم اندھیر کمرے کے کونے میں چلتی واحد مشعل نے ماحول کو عجیب پُر اسرار بنا رکھا تھا۔

"نئی شرط؟ راجہ ہمارا اور آپ کا معاملہ پہلے سے طے پا چکا ہے۔" وہ بہت ضبط سے بولا۔ "چابی کے بدلے تخت۔"

"کیا تم اس آدمی سے ایسے بات کرو گے جو تمہیں تمہاری دنیا میں بھیجنے کی واحد امید ہے؟"

فاتح نے تلخ گھونٹ حلق سے نیچے اتار لیا۔ "آپ شرط بتائیں۔"

"تم نے میری بیٹی سے خفیہ طور پہ نکاح کیا تھا۔ اس کی ایک نقل یان سوفو کے پاس تھی۔ باقی دونوں نقول شہزادی تاشہ اور تمہارے پاس تھیں۔ مجھے تمہاری نقل چاہیے۔"

فاتح کے ابرو تعجب سے اکٹھے ہوئے۔ "وہ ایک خطرناک کاغذ ہے۔ اس کو شہزادی کے خلاف استعمال کر کے انہیں نقصان پہنچایا جا سکتا ہے۔ آپ اسے کیوں حاصل کرنا چاہتے ہیں؟"

"میں نے اپنی شرط بتا دی ہے۔" مراد واپس نقشے پہ جھکا اور چند مقامات پہ لکیریں کھینچنے لگا۔ "میں مزید انتظار نہیں کر سکتا۔ ہمیں مرحوم سلطان کے بیٹوں کو پیغام بھیج دینا چاہیے۔ ہم بغاوت کے لیے تیار ہیں۔ میں تخت پہ بیٹھوں گا تو تمہیں چابی ملے گی۔"

"مگر....." فاتح نے بدقت ضبط کر کے آواز دھیمی کی۔ "مگر راجہ۔ ہماری ساری سودا بازی آدم کی دوا کے لئے تھی۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں ایک ماہ کی معیاد میں آپ کے لئے کام کروں گا اور آپ کو تخت کے قریب لے جاؤں گا۔ آپ فوراً سلطان نہیں بنیں گے۔ پہلے مرحوم سلطان کے بیٹے تخت پہ قابض ہوں گے۔ پھر ان کو ہٹانے میں کچھ وقت لگے گا۔ اس کے بعد آپ سلطان بنیں گے۔ جبکہ آدم اور مجھے واپس جانا ہے....." وہ رکا اور گہری سانس لی۔ "یا شاید آپ چاہتے ہیں کہ میں

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

واپس نہ جاؤں؟"

"تم عقلمند آدمی ہو فاتح۔ اس لئے اپنے دوست کی دوا کی بجائے میرے تخت کی فکر کرو۔ تمہیں واپس جانے سے پہلے مجھے تخت پہ بٹھانا ہوگا۔"

حتمی انداز میں کہہ کے مراد نے نقشہ لپیٹا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

فاتح ضبط کے گھونٹ بھرتا' اسے جاتے دیکھتا رہا۔

یہ طے تھا کہ بنداہارا مراد راجہ کے وعدے اور اقوال صدق سے خالی تھے۔

☆☆=========☆☆

فاتح کو دیوان خانے میں چھوڑ کے مراد راجہ اپنے دربار کی طرف بڑھ گیا۔ یہ بنداہارا کے محل کا دربار تھا اور گو کہ یہ مرسل شاہ کے سلطنت محل جیسا عالی شان نہ تھا' مگر اس کے دفتری کاموں کے لیے کافی تھا۔ روز اس وقت یہاں درباریوں اور اعلیٰ افسران کی موجودگی لازم ہوتی تھی۔ لیکن آج دربار خالی پڑا تھا۔

مراد بغلی دروازے سے اندر آیا تو ٹھٹکا۔ دربار میں کوئی ذی نفس نظر نہیں آتا تھا۔ پنکھا جھلنے والے غلام اور دربان تک موجود نہ تھے۔ کس کی ہمت تھی اس کے افسران کو ابھی تک باہر کھڑا رکھنے کی؟ وہ برہمی سے دربان کو آواز دینے لگا لیکن پھر.....اسے نظر آ گیا کہ یہ کس کی ہمت ہو سکتی تھی۔

وہ کھڑکی کے سامنے کھڑی تھی۔ مراد کی طرف پشت اور دھوپ کی طرف چہرہ تھا۔ کامدار جامنی لباس پہنے' بالوں کو آدھا باندھ کے سر پہ تاج سجائے' وہ باہر دیکھتی گم صم نظر آ رہی تھی۔

آج پانچ روز بعد اسے مراد نے کمرے سے باہر دیکھا تھا۔ وہ مسکرایا اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس کے قریب آیا۔

"تمہیں دیکھ کے خوشی ہوئی۔"

وہ آہستہ سے اس کی طرف مڑی۔ ایسے کہ چہرے پہ اب بھی دھوپ پڑ رہی تھی۔

"آپ جانتے ہیں سلطان نے کیا کیا ہے؟" اس کا انداز کسی بھی تاثر سے خالی تھا۔

مراد نے نرمی سے اس کے کندھوں پہ ہاتھ رکھے۔ "میں جانتا ہوں تم اس بچے کی موت سے....."

"ہماری دنیا میں ایک کہاوت بولی جاتی ہے بابا۔ کہ پہلا تاثر آخری تاثر ہوتا ہے۔" وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتی مسکرا کے گویا ہوئی۔ "مرسل شاہ کے بارے میں میرا پہلا تاثر یہ تھا کہ وہ ایک کم عقل' عیاش اور بے حس سا آدمی ہے۔ پانچ دن پہلے مجھے معلوم ہوا کہ وہ شاطر اور سفاک بھی ہے۔ اسی غم نے مجھے گرا دیا۔ لیکن میں غلط تھی۔ میرا پہلا تاثر درست تھا۔ وہ سفاک ہو

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official
#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سکتا ہے' شاطر نہیں۔"

مراد کے ہاتھ دھیرے سے اس کے کندھوں سے ہٹے۔ اسے معلوم تھا تالیہ کے اگلے الفاظ کیا ہوں گے۔

"یہ شاطر پن اس میں کسی اور نے ڈالا ہے۔"

"تاشہ....."

"اسے میری آخری شرط کو پورا کرنے کا راستہ "آپ" نے دکھایا تھا' ہے نا؟" نظریں مراد کی آنکھوں پہ جمی تھیں اور لب سرگوشی میں حرکت کر رہے تھے۔ "آپ نے اسے مشورہ دیا تھا کہ وہ اس بچے کو مار دے۔ اتنی عقل مرسل شاہ میں خود سے نہ تھی۔ یوں آپ نے اس کا اعتماد بھی جیت لیا اور اپنے تخت کے راستے میں حائل ایک ننھے جانشین کو بھی ہٹا دیا۔ وہ بھی خوش ہو گیا کہ اس نے میری شرائط پوری کر دی ہیں۔"

"تاشہ.....میری جگہ اگر....."

"بابا۔" اس نے نرمی سے مراد کے دونوں ہاتھ تھام لیے اور سمجھ کے سر ہلایا۔ "آپ نے جو کیا مجھے اس کا دکھ ہے' مگر آپ نے صحیح کیا۔ تخت کے لئے بڑی بڑی قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ میں سمجھ سکتی ہوں۔"

مراد نے گہری سانس لی اور ہلکے سے کندھے اچکائے۔ "تمہیں اس سے شادی نہیں کرنی پڑے گی۔ ہم بہت جلد اس کا تختہ الٹ دیں گے۔ پھر تم اور میں.....ہم دونوں ملاکہ کے حکمران ہوں گے۔"

وہ مسکرا دی۔ "میں بھی یہی چاہتی ہوں۔ یہ رہا وہ نکاح نامہ جو آپ نے مانگا تھا۔" اس نے کھڑکی کی منڈیر پہ رکھا رول شدہ کاغذ مراد کی طرف بڑھایا۔ "میں ملاکہ پہ حکومت کرنے واپس آئی ہوں۔ میں آپ کے ہر فیصلے میں آپ کا ساتھ دوں گی۔"

مراد نے کاغذ لیا اور کھلے دل سے مسکرایا۔ "تم پوچھو گی نہیں کہ میں اس کا کیا کروں گا؟"

"مجھے آپ پہ پورا بھروسہ ہے۔" تالیہ کی مسکراتی آنکھوں میں عجیب سی سرد مہری تھی جسے مراد راجہ نہیں پہچانتا تھا۔

"لیکن آپ نے اپنا وعدہ نبھانا ہے۔ ایڈم کی دوا اور فاتح کی چابی۔"

"مجھے یاد ہے۔ میں دوا کی ترکیب تمہارے پاس لانے ہی والا تھا۔ سلطان کے سپاہیوں نے تمام اجزائے ترکیبی پہنچا دیے ہیں۔ تم اور آدم دوا بنانا شروع کر سکتے ہو۔" مراد نے پیٹی سے ایک کاغذ نکالا اور اس کی طرف بڑھایا۔

"آپ اسے خود نہیں بنائیں گے۔"

"یہ جادو نہیں ہے۔ دوا ہے۔ اس کو بنانے کے لیے سارا دن ساری رات مجھے اس کے سر پہ کھڑا ہونا پڑے گا اور وہ میں نہیں کر سکتا۔ مجھے بغاوت کی تیاری کرنی ہے۔ تم اسے اپنے دوست کے لیے خود بھی بنا سکتی ہو۔"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تالیہ کی آنکھوں میں چمک در آئی۔اس نے مسکرا کے سر ہلایا' تعظیم پیش کی اور کاغذ لئے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

اس کے جانے کے بعد کافی دیر تک مراد وہاں تنہا کھڑا رہا۔اس کا ذہن کسی گہری سوچ میں الجھا تھا۔عارف آیا اور کھنکھارا تو وہ چونکا۔

"راجہ..... آپ نے وہ ترکیب شہزادی کو دے دی؟"

"ہوں۔"اس نے کھڑکی سے باہر دھوپ سے چمکتے دالان کو دیکھتے ہوئے ہنکارا بھرا۔عارف نے آواز دھیمی کی۔

"جب شہزادی کو علم ہوگا کہ یہ اصل ترکیب نہیں ہے تو وہ بہت واویلا کریں گی۔"

"اسے کبھی علم نہیں ہوگا' عارف۔" مراد نے چہرہ موڑ کے اطمینان سے اسے دیکھا۔"میرے علاوہ سارے ملاکہ میں ایسا کوئی جادوگر نہیں ہے جس کے پاس اصل ترکیب ہو۔"

"اگر آپ نے ان کو غلط ترکیب دینی تھی تو درست اجزائے ترکیبی کیوں بتائے؟"

"تب میرا خیال تھا میں اس کے لیے دوا بنا دوں گا لیکن اب میں ایسا نہیں چاہتا۔وہ ٹھیک ہو گیا تو مجھے چابی بنانی پڑے گی۔"

"بجا فرمایا' راجہ۔" پھر عارف کو خیال گزرا۔"لیکن یہ غلط دوا اس کے ساتھ کیا کرے گی؟"

مراد نے بے نیازی سے شانے اچکائے۔"وہ اس نوجوان کا قصہ تمام کر دے گی۔" پھر تخت کے زینے چڑھتے ہوئے اس نے ہدایت دی۔"تاشہ کو دوا بنانے کا سامان تہہ خانے میں اکٹھا کر کے دے دو۔ بظاہر اس کے کسی حکم کی تعمیل میں دیر نہیں ہونی چاہیے۔"

عارف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔اور وہ واپس مڑ گیا۔دربار کے لگنے کا وقت ہوا چاہتا تھا۔

☆☆=========☆☆

رات اپنے سیاہ پر پھیلائے قدیم ملاکہ کو اپنی آغوش میں لے چکی تھی۔آج آسمان پہ تاریک بادل چھائے تھے جو پانی کے بوجھ سے لدے تھے۔جیسے ہی شہر کے مکین سونے چلے گئے' ان بادلوں سے مزید بوجھ سہارا نہ گیا۔

پہلے تیز ہوا چلی' پھر زور زور سے بجلی کڑکنے لگی۔بادلوں کی گرج چمک' اور خوفناک آواز نے سارے شہر کو خوف کو مبتلا کر دیا تھا۔

سلطان مرسل شاہ کی آنکھ اسی آواز سے کھلی تھی۔اس نے پلکیں جھپکائیں۔اوپر چھت پہ لگے فانوس کی مشعلیں بجھی تھیں۔ٹھنڈی ہوا اندر آ رہی تھی۔وہ کھڑکیاں بند کر کے سونے کا عادی تھا۔مگر کوئی کھڑکی کھلی رہ گئی تھی۔شاید ہوا سے فانوس بجھا تھا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔محافظ کمرے کے باہر ہوتے تھے اس لئے ان کو آواز دے کر بلانا ہوتا تھا۔مرسل نے لب کھولے تو اسے احساس ہوا اس کے منہ میں کچھ ہے۔لوہے کا ٹکڑا جو اس کے دانتوں کے درمیان پھنسا ہے۔جس کے باعث وہ آواز نہیں نکال سکتا۔

اس کے اعصاب دھیرے دھیرے بیدار ہونے لگے۔اس نے تیزی سے ہاتھ اٹھانے چاہے مگر.... ہاتھ رسیوں سے بندھے تھے۔پیر ہلانے چاہے۔وہ بھی جکڑے ہوئے تھے۔منہ سے غوں غاں کے سوا آواز نہیں نکلی تھی۔

مرسل نے گردن تکیے پہ ادھر ادھر ماری مگر بے سود۔خوف اس کے سارے وجود پہ چھانے لگا۔پھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے اندھیرے میں دیکھنا چاہا۔

اور تب اسے وہ چہرہ پہلی دفعہ نظر آیا۔

سر پہ سیاہ ٹوپی اور نیچے سیاہ پاجامہ کرتا پہنے' وہ بازو سینے پہ لپیٹے اس کے سرہانے کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔

مرسل کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔

"حیرانی ہوئی مجھے یہاں دیکھ کے؟ اوہ تمہیں لگا تھا میں تمہارے کمرے میں صرف دلہن بن کے آؤں گی۔چچ چچ۔" وہ اس کے قریب فرش پہ پنجوں کے بل بیٹھی اور چہرہ اس کے اوپر جھکایا۔

"مگر وہ کیا ہے کہ میں ان نازک شہزادیوں میں سے نہیں ہوں جو سلطان کی دلہن بننے کا خواب دیکھتی ہیں۔میرے خواب کچھ دوسرے تھے۔"

مرسل نے پوری قوت سے ہاتھوں کو جھٹکا دیا اور گردن دائیں بائیں ہلائی۔تالیہ نے ایک دم تیزی سے حرکت کی اور ایک چمکدار تیز چاقو اس کی گردن پہ رکھ دیا۔مرسل کے جسم کی پھڑپھڑاہٹ ختم ہو گئی۔سانس بھی تھم گیا۔

"تاشہ کو اس وقت صرف ایک چیز واپس چاہیے۔اس کی دنیا۔اور اگر اس کے لیے اسے تمہاری گردن پہ چھری بھی چلانی پڑی تو وہ چلا سکتی ہے۔"

مرسل شاہ کے ماتھے پہ پسینہ پھوٹ رہا تھا۔خوف اس کے سارے وجود کو جکڑے ہوئے تھا۔

"ایسے ہی خنجر سے تم نے اس بچے کو مارا تھا؟ اور اس خون کو میرے سر ڈال دیا؟" اس کے سرہانے پہ جھکے وہ غرائی۔"میں نے وہ شرائط اس لئے رکھی تھیں تاکہ تم.... تم جان لو کہ تم میرے قابل نہیں۔مگر تم نے ایک بچے کو مار ڈالا۔کیا اس کو بھی ایسے باندھا تھا؟ ایسے بے بس کیا تھا؟"

مرسل نے خوف سے نفی میں گردن ہلانا چاہی مگر جسم نے ہلنے سے انکار کر دیا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official
#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"اس کا خون کہاں سے نکالا تھا؟ گردن سے؟ تمہیں تمہیں ویسے ہی ذبح کروں؟ مجھے بتانا کیسا لگتا ہے۔ ہوں؟"

مرسل نے خوف سے آنکھیں بند کر لیں۔ چاقو کا ٹھنڈا پھل اسے گردن پہ محسوس ہو رہا تھا۔

"مگر میں اسے تمہاری گردن پہ نہیں چلاؤں گی۔ بلکہ..... میں تمہیں ایک موقع دوں گی۔"

مرسل نے آنکھیں کھولیں اور اسے دیکھا۔ وہ وہیں زمین پہ بیٹھے بیٹھے کہہ رہی تھی۔ "تم صبح ہوتے ہی مجھ سے شادی سے انکار کر دو گے۔ ورنہ ہر رات میں تمہیں ملنے آؤں گی۔ اسی طرح۔ بالکل اسی طرح۔ اور جانتے ہو میں کیا کروں گی؟"

اس نے خنجر گردن سے ہٹایا اور اس کے بالوں کی ایک لٹ پکڑی۔ پھر زور سے اسے کاٹ ڈالا۔

"میں ہر رات تمہارے بالوں کا کچھ حصہ کاٹ کے تمہارے سینے پہ رکھ جاؤں گی۔" اس نے کٹے ہوئے بال اس کے سینے پہ رکھے اور پیچھے ہوئی۔

"مضحکہ خیز بات لگتی ہے۔ ہے نا؟ مگر زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ جب روز درجنوں محافظوں کے نرغے میں سو گے۔ خوف سے نیند بھی نہیں آئے گی۔ محل کی حفاظت بڑھا دو گے.... پھر بھی ہر صبح اٹھو گے تو تمہاری ایک کٹی ہوئی لٹ تمہارے سینے پہ پڑی ہو گی۔" وہ سرگوشی میں بولتی ہوئی کھڑی ہوئی۔

"اور ہر صبح تمہیں احساس ہو گا کہ میرا خنجر تمہاری گردن کے کتنا قریب تھا۔ ہر رات میں تمہاری جان بخشا کروں گی۔ لیکن اگر تم نے یہ شادی والا ناٹک ختم نہ کیا تو کسی روز یہ خنجر تمہاری شہ رگ پہ چل بھی سکتا ہے۔"

خنجر واپس میان میں اڑسا اور اپنی ہتھیلی اس کے قریب لائی۔ وہ دیکھ سکتا تھا کہ ہتھیلی میں سیاہ رومال ہے۔ اس نے دائیں بائیں گردن مارنا چاہی مگر وہ بھیگا رومال سختی سے اس کی ناک پہ جما چکی تھی۔ مرسل شاہ کا ذہن چند لمحوں میں تاریکی میں ڈوب گیا۔

ایک جھٹکے سے اس کی آنکھ کھلی تو سارے کمرے میں روشنی تھی۔ وہ تیزی سے سیدھا ہو کے اٹھ بیٹھا اور اپنی کلائیوں کو چھوا۔ وہ آزاد تھی۔ ان پہ رسیوں کا نشان تک نہ تھا۔ نہ ہی کمرے کی کوئی شے ہلی ہوئی تھی۔ وہ بستر سے اترا اور اپنی گردن جھاڑی۔ بالوں کی کوئی لٹ' کوئی کٹے ہوئے بال وہاں نہ تھے۔ کھڑکی بھی اندر سے بند تھی۔ مرسل بھاگ کے کھڑکیوں تک گیا اور ایک ایک کی کنڈی دیکھی۔ سب مقفل تھیں۔

وہ زور سے چلا کے سپاہیوں کو بلانے لگا۔ چند ثانیے میں سب دوڑے چلے آئے۔

"میرے کمرے میں رات کو کون آیا تھا؟ سوتے رہتے ہو تم لوگ؟" وہ لال چہرے کے ساتھ کہہ رہا تھا۔ "دیکھو ڈھونڈو۔ وہ کہاں سے آیا تھا۔"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آئی تھی' کہنے کی جراءت اس میں نہ تھی۔ایک عورت اس کے ہاتھ پیر باندھ کے چلی گئی؟اونہہ۔(اس نے اپنی کلائیوں کو سہلایا۔سپاہی سارے میں پھیل گئے۔خواب گاہ اور آس پاس کے کمرے چیک کیئے ہر جگہ کی تلاشی لی۔پھر واپس آئے اور اطلاع دی۔

"آقا۔کوئی نہیں آیا رات کو۔کسی کے آنے کا سراغ تک نہیں ہے۔"

پھر اس محافظ نے ڈرتے ڈرتے سر اٹھایا۔"شاید آقا نے کوئی برا خواب دیکھا ہو؟"

مرسل نے ہاتھ جھلا کے اسے دفعان ہونے کو کہا۔وہ سب چلے گئے تو وہ آئینے کے سامنے آیا۔گہرے سانس لیئے۔اس کی رنگت بحال ہونے لگی تھی۔شاید وہ صرف ایک برا خواب تھا۔شہزادی تاشا ایسی بھیانک حرکت کیسے کرسکتی ہے؟اونہوں۔

وہ اپنے عکس کو دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلا رہا تھا۔اعصاب نارمل ہونے لگے تھے۔اور تب اس نے آئینے میں دیکھا....

اس کی سامنے والی لٹ چھوٹی تھی۔جیسے نیچے سرے سے خنجر کے وار سے کاٹ ڈالی گئی ہو۔

مرسل کے کندھے ڈھیلے پڑ گئے اور رنگت ایک دفعہ پھر سفید پڑنے لگی۔

☆☆==========☆☆

اتوار۔بائیس جنوری۔جونکر اسٹریٹ۔ملاکہ۔

وہ اب گھنٹہ گھر کے سامنے کھڑی تھی۔گردن اٹھائے خالی خالی نظروں سے گھڑیال کو دیکھ رہی تھی۔اس کی سوئیاں رات گہری ہونے کا اشارہ کر رہی تھیں۔اس دنیا میں واپس آنے کے ارادے نے اسے کتنا نے خوف بنا دیا تھا۔مرسل نے اس بچے کو مارا تھا'تالیہ نے نہیں۔خود کو یہ یقین دلا کے وہ مرسل شاہ کو ڈرانے گئی تھی۔اور یہ سب اس کی توقع سے زیادہ آسانی سے ہوگیا تھا۔یا شاید وہ انتہائی حد تک بے خوف ہو چکی تھی۔اس نے خود کو سنبھال لیا تھا۔

ایک مراد تھا جس کے لیے وہ واپس قدیم ملاکہ گئی تھی۔ایڈم کو وہ ال جائے گی اور وہ اپنے باپ کے ساتھ رہ لے گی۔کے ایل کی کسی جیل میں سڑنے سے یہ بہتر تھا۔لیکن جب اسے یہ احساس ہوا کہ مراد اور مرسل' دونوں نے مل کے اس بچے کو مارا تھا' تب سے اسے قدیم ملاکہ اجنبی لگنے لگا تھا۔اس نے طے کر لیا تھا کہ وہ واپس کے ایل جائے گی۔فاتح اور ایڈم اس کے لیے بہت تھے۔وہ دونوں اس کے ساتھ ہوں گے تو اپنی دنیا کے الزامات کا سامنا کرنا آسان ہوگا۔

لیکن....گھڑیال کو دیکھتے ہوئے اس کی آنکھیں پھر سے بھیگنے لگیں.....آہستہ آہستہ اسے یقین آنے لگا....وہ دونوں اس کے ساتھ نہیں تھے۔وہ ان دونوں کو وقت کے اس چکر میں کھو چکی تھی۔

اب وہ کیا کرے؟یہ دنیا بھی اپنی نہیں رہی تھی۔اب یہاں سے وہ کہاں جائے؟

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official
#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

☆☆=========☆☆

بندا ہارا کے محل کے کتب خانے میں دروازے کی چرچراہٹ سنائی دی تو سارے میں چھائی مقدس خاموشی ٹوٹ گئی۔اپنے کمرے کا دروازہ کھولتا ایڈم باہر نکل رہا تھا۔بیساکھی کے سہارے چلتا' سفید کرتے پاجامے میں ملبوس' سر پہ ٹوپی جمائے' وہ قدم اٹھا رہا تھا۔جیسے ایک نئے دن کے آغاز کے لئے تیار ہوا ہو۔البتہ چہرے کی نقاہت برقرار تھی۔

وہ بیساکھی سے ٹک ٹک چلتا آگے آیا تو ٹھہرا۔

کتب خانے میں عین سامنے....کتابوں کے ایک ریک کے ساتھ....کرسی پہ فاتح بیٹھا تھا۔اس کی میز پہ موم بتی جل رہی تھی اور وہ ایک کاغذ پہ جھکا کچھ لکھ رہا تھا۔اس نے سرمئی کرتے کے آستین چڑھا رکھے تھے اور شیو ہلکی بڑھی تھی۔گویا وہ پوری رات سے ادھر تھا۔

ایڈم چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس کے قریب آیا۔وہ سر جھکائے لکیریں کھینچ رہا تھا۔ایڈم کھنکھارا۔"سر؟"

"تمہیں لگتا ہے میں نے تمہاری بیساکھی کی آواز نہیں سنی؟"اس نے سر اٹھائے بغیر کہا۔

"اوہ۔شاید جن چیزوں کی عادت ہو جائے' ان کی موجودگی کا احساس کم ہو جاتا ہے۔" اس نے کرسی کھینچی' بیساکھی رکھی اور فاتح کے مقابل بیٹھا۔"آپ کو کون سا کام اتنا مصروف رکھے ہوئے ہے؟"

وان فاتح نے نظریں اٹھائیں۔پھر مسکرایا۔مسکرانے سے اس کی آنکھوں کے گرد لکیریں نظر آتی تھیں۔چہرے پہ تکان تھی مگر لگتا تھا اس کی ہمت نہیں ٹوٹی۔

"میں ہم تینوں کو بحفاظت یہاں سے نکالنے کا لائحہ عمل ترتیب دے رہا ہوں۔"

"آپ کو واقعی لگتا ہے ہم یہاں سے نکل سکیں گے؟" ایڈم بے یقین سا لگتا تھا۔

نیم اندھیر کتب خانے کی ساری کتابیں چونک کے ان کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"اس دنیا میں معجزے نہیں ہوتے' ایڈم۔یہاں cause اور ایکشن کا قانون رائج ہے۔کچھ پانا ہے تو اس کے لئے کچھ کرنا تو پڑے گا۔"

"مجھے بھی کرنا چاہیے تھا مگر میں جلدی ہمت ہار جانے والوں میں سے ہوں۔"

"تم نے کیا تو ہے۔بہت کچھ۔تم اسٹار رپورٹر بن چکے ہو۔" (تصحیح کی)۔"بن چکے تھے۔ہماری دنیا میں۔"

"میں کیریئر کی بات نہیں کر رہا۔" ایڈم نے ٹوپی اتار کے میز پہ رکھی تو اس کے بال نظر آنے لگے۔وہ کہیں کہیں سے جھڑ گئے تھے۔اور کہیں سے سفید ہو رہے تھے۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''پھر؟'' وہ چونکا۔ ایڈم اب قطار در قطار پڑے ریکس کو دیکھ رہا تھا۔

اس کو نہیں معلوم تھا کہ دائیں طرف کی کتابیں... اور بائیں طرف کی کتابیں... اور سامنے رکھی کتابیں... اور پیچھے رکھی کتابیں..... سب اپنے اپنے سانس روکے اس کا جواب سننے کی منتظر تھیں۔

''مجھے کسی کو بتانا چاہیے تھا کہ میرا دل ملاکہ میں کیوں خالی ہو گیا تھا۔ مگر میں ہمت نہیں کر سکا۔''

فاتح کے لکھتے ہاتھ رک گئے۔ چند لمحے تک اس نے چہرہ نہیں اٹھایا۔

''ہاں۔ تمہیں بتانا چاہیے تھا۔'' اس کے جواب پہ ایڈم چونکا۔

کتابوں نے بھی ٹھٹک کے نظروں کا رخ فاتح کی طرف موڑا جو سادگی سے کہہ رہا تھا۔

''ہم جس کے بارے میں جو محسوس کرتے ہیں' اس کا احساس سامنے والے کو دلانا چاہیے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ cause کے بغیر کوئی ایکشن وجود میں نہیں آتا۔''

میز پہ جلتی موم بتی کے شعلے سے موم کا آنسو ٹپکا اور کنارے پہ لڑھکتا گیا۔ پھر میز پہ یوں ہوتے ہی وہیں جم گیا۔ ہمیشہ کے لئے امر۔

''آپ تو کہتے تھے یہ میری low سیلف اسٹیم ہے۔ محبت نہیں۔'' ایڈم نے شکایتی نظروں سے اسے دیکھا۔

''میں غلط تھا۔ تمہارے جذبے نے وقت کا امتحان سہا اور یہ کم نہیں ہوا۔ میں اس کی قدر کرتا ہوں۔ لیکن....'' اس نے گہری سانس لی' قلم رکھا اور پیچھے ہوتے ہوئے ایڈم کو سنجیدگی سے دیکھا۔

''ہم دونوں جانتے ہیں کہ اب اس سب کا وقت گزر چکا ہے۔''

کتابوں نے اداسی سے پلکیں جھکا دیں۔ وہ ان کہی باتوں کے مطلب سے آشنا تھیں۔ ان کو راز چھپانے کی عادت تھی۔

''آپ نے ان سے شادی کیوں کی تھی؟ یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں کیا محسوس کرتا ہوں؟'' آج وہ ساری شکایتیں کرنا چاہتا تھا۔ جانے اسے پھر موقع ملے نہ ملے۔

ریک میں سجی کتابوں نے دم سادھ لیا۔ سب کی نظریں نیم اندھیر کتب خانے کی میز کے دونوں کناروں پہ بیٹھے دو اشخاص پہ جمی تھیں۔

فاتح چند لمحے خاموش رہا۔ جیسے ایڈم کے سوال کا جواب مہذب طریقے سے دینے کے لئے الفاظ ڈھونڈ رہا ہو۔

''میں نے یہ سب اسے مرسل شاہ سے شادی سے بچانے کے لئے کیا تھا۔ اور ہمیں ملکہ کی مدد چاہیے تھی۔''

''لیکن اب تو سارے جواز ختم ہو چکے ہیں۔ پھر آپ نے اس تعلق کو ختم کیوں نہیں کیا؟''

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں نہیں کر سکتا۔'' اس نے ایڈم کو دیکھتے ہوئے سادگی سے شانے اچکائے۔ ''شاید کبھی کرنا ہی نہیں تھا۔''

ایڈم نے نڈھال انداز میں سر جھکا دیا۔ اس نے اپنی ہار تسلیم کر لی تھی۔

''اگر ہم واپس چلے گئے.....تو کیا آپ اس تعلق کو قائم رکھیں گے؟''

کتب خانے میں اتنا گہرا سناٹا چھایا تھا کہ کتابوں کے سانس لینے کی آواز تک نہ آتی تھی۔

''ایڈم.....اگر مجھے یہ تعلق ختم کرنا ہوتا تو میں اس کے ساتھ واپس کیوں آتا؟ میں اسے اپنی دنیا میں واپس لے جانے پہ زور کیوں دیتا؟''

قدیم صفحات نے گہری سانس خارج کی۔

''کیا آپ نے یہ بات جے تالیہ کو بتائی ہے؟''

''نہیں۔ کیونکہ اس نے کہا ہے وہ میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔''

''کیا کبھی کسی عورت نے اتنی آسانی سے وہ کہا ہے جو اس کے دل میں ہوتا ہے؟''

''اسے لگتا ہے اگر وہ میرے ساتھ رہے گی تو وہ لوگوں کا سامنا نہیں کر سکے گی۔ لوگ اس کو گھر توڑنے والی اور عصرہ کی قاتل سمجھیں گے۔''

''کیا اس سے پہلے آپ دونوں نے مشکل فیصلے نہیں کیے؟'' ایڈم نے شکایتی نظروں سے اسے دیکھا۔ اس کی بات پہ فاتح چپ رہ گیا۔ کتب خانے کی کتابوں نے تمسخرانہ مسکراہٹوں کا تبادلہ کیا۔

''میں اسے نہیں چھوڑنا چاہتا لیکن مجھ سے تعلق تالیہ کے لئے مزید مشکلات لائے گا۔''

''کیا انہوں نے اس سے بڑی مشکلات نہیں دیکھ رکھیں؟''

کتابوں کی نگاہوں میں اب دلچسپی در آئی تھی۔ وہ ریکس کے درمیان سے گردن نکال نکال کے اس کا مکالمہ سن رہی تھیں۔

''تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟''

''میں جے تالیہ کی خوشی چاہتا ہوں۔'' وہ آگے ہوا اور زور دے کر کہنے لگا۔ ''میں ان کو اپنے بارے میں اس لیے نہیں بتاتا کہ اب دیر ہو چکی ہے بلکہ اس لیے کہ وہ میرے اوپر ہمیشہ آپ کو منتخب کریں گی۔ اس لیے آپ کو چاہیے کہ آپ ان کو بتائیں کہ آپ دونوں اب بھی ایک نئی زندگی شروع کر سکتے ہیں۔ کے ایل میں۔ ان کو واپس لے جانے کے لیے کوئی خواب تو دکھائیں۔''

''تم یہ سب دل سے کہہ رہے ہو؟''

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ایڈم بن محمد عرصہ ہوا ہے تالیہ سے دستبردار ہو چکا ہے۔ ایڈم شادان کی خوشی دیکھنے کے لیے زندہ بھی نہ رہے لیکن یہ خیال کہ وہ خوش ہیں ایڈم کے لیے کافی ہوگا۔''

پھر وہ بیساکھی کے سہارے اٹھا اور کرسی پیچھے دھکیلی۔ فاتح نے نظریں اٹھا کے اسے دیکھا۔

''آئی ایم سوری۔'' جانے اس نے کس چیز کے لئے افسوس کیا تھا۔

''مجھے نہیں لگتا وان فاتح کہ میں واپس جا سکوں گا۔ مجھے نہیں لگتا کہ مراد راجہ کی دوا سے میں ٹھیک ہو سکوں گا۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ دونوں واپس ضرور جائیں اور ایک اچھی زندگی گزاریں۔''

''ہم تینوں واپس جائیں گے ایڈم۔'' اس نے زور دے کر کہا۔ ''اور مراد راجہ کی دوا ضرور اثر کرے گی۔''

''مجھے کوئی دوا نہیں بچا سکتی۔'' ایڈم نے تمسخرانہ نظروں سے اسے دیکھا۔ ''کیونکہ آپ نے مجھے سکھایا تھا کہ جو ہمیں خود کرنا آتا ہے صرف وہی ہماری جان بچاتا ہے۔''

''اور تمہیں کیا کرنا آتا ہے؟''

وہ سوگواریت سے مسکرایا۔ ''مجھے کتابیں پڑھنی آتی ہیں۔'' پھر گردن موڑ کے خاموش رکھے ریکس کو دیکھا۔ ''اور وہ ابھی مجھے بلا رہی ہیں۔''

''کیا؟'' فاتح نے تعجب سے ابرو اٹھایا۔

''کیوں؟ آپ کو لگا یہ کتابیں مردہ ہیں؟ اونہوں۔'' وہ مسکرایا۔

''یہ جیتی جاگتی' سانس لیتی کتابیں ہیں۔ ورنہ مردہ چیز سے کوئی کیسے جینے کا راستہ سیکھ سکتا ہے۔ جب میں سوتا ہوں.... ساتھ والے کمرے میں... تو مجھے لگتا ہے یہ مجھے آواز دے کر بلا رہی ہیں۔ مجھے لگتا ہے ان کو بھی مجھ سے اتنی ہی محبت ہے جتنی مجھے ان سے۔''

''ایڈم....'' فاتح نے تاسف سے اسے دیکھا۔

''نہیں سر۔ میں نے اتنے دن ضائع کیے ہیں۔ میں اتنے دن کتابیں نہیں پڑھ سکا۔ اگر یہ میری زندگی کے آخری دن ہیں تو میں انہیں کتابوں کے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں۔ میں نے شاہی مورخ کے عہدے سے آج صبح استعفیٰ دے دیا ہے۔'' وہ مڑا اور بیساکھی کے سہارے چلتا ہوا شمالی کونے کی طرف بڑھ گیا۔

وہاں پڑے ریک اندھیرے میں ڈوبے تھے۔ فاتح نے ترحم سے اسے جاتے دیکھا۔

وہ بیماری کے باعث چیزیں تصور کرنے لگا تھا۔ یقیناً ایسا ہی تھا ورنہ کتابیں کہاں کسی کو آواز دے سکتی ہیں۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جواب میں کتابوں نے اسے اسی ترحم سے دیکھا اور پھر ان سب کی نظریں ایڈم کی طرف متوجہ ہوئیں۔

وہ ان کی طرف آ رہا تھا۔ کتب خانے کی ساری کتابوں کے چہروں پہ مسرت آن ٹھہری۔ اتنے دن سے وہ اسے بلا رہی تھیں۔ بالآخر وہ ان کی سن چکا تھا۔

ویسے تو ان کے پاس اپنے ہر پڑھنے والے کے لئے کچھ خاص ہوتا تھا۔ اس کے دل کو ڈھارس دینے یا اس کے علم میں اضافہ کرنے کے لئے..... لیکن ایڈم بن محمد کے لئے ان کے پاس کچھ اور بھی تھا۔

☆☆=========☆☆

یہ چوتھی صبح تھی جب مرسل شاہ نے محل کی حفاظت بڑھا دی تھی۔ سینکڑوں پہرے دار دروازوں پہ پہرہ دے رہے تھے۔ اس کی خواب گاہ کی کھڑکیوں کے آگے لوہے کی سلاخیں لگائی گئی تھیں۔ غرض کوئی چڑیا کا بچہ بھی وہاں پر نہیں ما سکتا تھا۔

آدھی رات تک مرسل کو خوف کے مارے نیند نہ آتی تھی۔ وہ خنجر تکیے تلے رکھ کے سوتا تھا۔ کمرے میں مسلسل دو پہرے دار اس کے اوپر پہرہ دیتے تھے۔ کبھی وہ وحشت کے مارے ان کو نکال دیتا۔ کبھی واپس بلا لیتا۔

ساری رات وہ کروٹیں بدلتا۔ فجر کے قریب نیند آتی۔

اور پھر صبح میں جب وہ جاگتا تو محسوس ہوتا کہ اس کی گردن پہ کچھ رکھا ہے۔ وہ چونک کے اسے جھاڑتا تو بالوں کی ایک تازہ کٹی ہوئی لٹ سینے سے نیچے فرش پہ گرتی۔ وہ تیزی سے آئینے میں اپنے بالوں کا جائزہ لیتا۔ ہر روز ایک نئی جگہ سے بال کٹے ہوتے تھے۔

یعنی گزشتہ رات وہ پھر آئی تھی؟ اس کا خنجر ایک دفعہ پھر مرسل شاہ کی گردن کے اتنا قریب تھا؟ وہ ہر رات کیسے اس کے محل میں پہنچ جاتی تھی؟ یہ خیال اس کے سارے جسم پہ کپکپی طاری کر دیتا۔

آج صبح وہ محل کے سبزہ زار میں فوارے کے کنارے کھڑا تھا۔ اس نے ہاتھ پیچھے باندھ رکھے تھے۔ شاہی قبا پہن رکھی تھی۔ سر کی پگڑی سے سونے کی تاروں سے بنی لڑیاں نیچے گرتی کندھے تک آتی تھیں۔

وہ خاموش نظروں سے پانی کو دیکھ رہا تھا۔ گھنے درختوں کے باعث فوارے کے حوض کا پانی سبز نظر آتا تھا۔

اس کے دو خاص مشیر عقب میں کھڑے تھے۔ وہ سب کسی کے منتظر تھے۔ پھر انتظار ختم ہوا اور دو سپاہیوں کی معیت میں ایک آدمی آگے آیا۔

"آقا.....مورخ آ چکا ہے۔"

مرسل شاہ دھیرے سے مڑا اور سامنے کھڑے نوجوان کو تنقیدی نظروں سے دیکھا۔ وہ سادہ پوشاک پہنے ہوئے تھا اور

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کندھے پہ ایک تھیلا تھا۔

''یہ آدم بن محمد تو نہیں ہے۔'' مرسل نے سوالیہ نظروں سے مشیر کو دیکھا۔

''آقا... آدم بن محمد نے کل استعفیٰ دے دیا ہے۔ اس کی حالت بہت خراب ہے۔ شاید ہی دو چار روز جی پائے۔ شہزادی تاشہ نے بھی اس کے لئے رحم کی درخواست کی ہے۔ اس مورخ کو بھی شہزادی نے ہی تلاشا ہے اور یہاں بھیجا ہے۔''

تاشہ کے ذکر پہ مرسل کے تاثرات بدلے۔ جبڑے بھنچ گئے۔ مگر اس نے بس ہوں پہ اکتفا کیا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم اس کو اپنا مورخ تعینات کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔''

''شکریہ آقا۔'' نوجوان نے سر جھکا کے کہا۔ پھر سیدھا ہوا اور گلہ آمیز انداز میں کہنا شروع کیا۔ ''آقا... وہ آدم بن محمد دراصل ایک چور ہے۔ اس نے میرا تھیلا چرایا تھا ایک سرائے میں۔ اور یہ بگاڑا یا ملا یو میری کتاب کا نام تھا جو اس نے نقل کر کے...''

مرسل نے اکتا کے ہاتھ اٹھایا۔

''تمہیں یہاں اپنے مسئلے سلجھانے نہیں بلایا میں نے۔ تم وہ لکھو جس کا حکم میں دے رہا ہوں۔ شکل کیا دیکھ رہے ہو؟ لکھنا شروع کرو۔'' اسے اشارہ کیا۔ عبداللہ بن ابو بکر نے گڑبڑا کے ادھر ادھر دیکھا۔ پھر جلدی سے سر ہلا دیا۔

''جو بتا رہا ہوں اسے خوب سن لو اور سمجھ لو۔ آج تم کتاب میں ان صفحات کا اضافہ کرو گے۔ اور ظہر سے پہلے اسے دربار میں پڑھ کے سناؤ گے۔ دربار میں پڑھی کتاب سارے ملاکہ میں پھیل جاتی ہے۔''

مرسل نے واپس رخ فوارے کی طرف موڑ لیا۔ کمر پہ ہاتھ باندھے وہ پانی کے اچھلتے قطروں کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''لکھو کہ شہزادی کی آخری شرط پوری کرنے کے لئے مرسل شاہ نے خود اپنی جان لینے کی کوشش کی۔''

مورخ نے چونک کے سلطان کی پشت کو دیکھا۔ البتہ مشیر اور سپاہی نہیں چونکے۔ وہ سر جھکائے سپاٹ کھڑے رہے۔ سچ وہی ہوتا تھا جو سلطان کے منہ سے نکلتا تھا۔

''مگر جب وہ خنجر سے اپنی کلائی کاٹنے لگا تو شہزادی تاشہ اس کے کمرے میں آئی اور.....''

''گستاخی معاف آقا... شہزادی تاشہ کیسے آئیں؟ بنا اجازت؟'' مورخ نے بات کاٹی تو مرسل کے ماتھے پہ بل پڑے۔

''لکھ دو کہ جادو سے آئی۔'' وہ گرجا۔ ''اور اس نے کہا کہ اس نے یہ ناممکن شرط اس لئے رکھی تھی تاکہ سلطان انکار کر دے۔ یہ شادی ناممکن ہے۔ یوں اس نے سلطان کی جان بچائی اور اسے خودکشی سے روک دیا۔ سلطان نے تاشہ کو آزاد کر دیا۔ اور اب ان دونوں کے راستے الگ ہیں۔''

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سلطان نے گہری سانس لی۔ مورخ تیزی سے کاغذ پہ اہم نقاط نوٹ کر رہا تھا۔ بار بار جھک کے درخت کے کنارے رکھی دوات میں قلم بھی ڈبوتا تھا۔

"مگر آقا.....وہ آپ کے کمرے میں جادو کے ذریعے آئی؟" اس کی سوئی وہیں اٹکی تھی۔ جادو سلطنت میں ممنوع تھا۔ اور سلطان مرسل جادوگروں کے کتنا خلاف تھا' سب جانتے تھے۔ پھر جادو کے لئے اس نے تاشہ کو کیسے معاف کر دیا؟

مرسل ضبط سے پلٹا اور چبا چبا کے بولا۔ "وہ کالے علم والی جادوگرنی کی طرح نہیں..... بلکہ کسی.... کسی نورانی علم والی ساحرہ کی طرح آئی تھی۔"

مورخ کی آنکھیں چمکیں۔ "پسونا.....ایسی ساحرہ جس کا جادو خدا کا بخشا ہوتا ہے۔"

"ہاں ہاں یہی لکھ دو۔ اور شکل گم کرو۔"

(تاشہ پسونا۔ واہ۔ ایسے لقب پہ شہزادی اس کو انعام واکرام سے ضرور نوازے گی۔) مورخ جلدی جلدی چیزیں سمیٹنے لگا۔ اس نے شکل گم کر لی تو مرسل نے ہاتھ جلا کے سب کو وہاں سے بھیج دیا۔ خود ایک دفعہ پھر وہ پانی کو دیکھنے لگا۔ مشیر خاصا بھی تک وہاں کھڑا تھا۔ وہ دھیرے سے گویا ہوا۔

"آقا.....آپ ناخوش لگ رہے ہیں۔"

"کیونکہ میں ناخوش ہوں۔" وہ برہمی سے بولا۔

"تو آپ نے شہزادی کو سزا کیوں نہیں دی؟ ان سے بلسی خوشی علیحدگی کیوں اختیار کر لی؟"

مرسل نے عجیب سی نظروں سے مشیر کو دیکھا۔ "تاکہ شک خود پہ آنے دوں؟"

"کس شے کا شک؟"

"تمہیں کیا لگتا ہے.....ایک عورت مجھے یوں انکار کرے گی اور میں اسے جانے دوں گا؟ اونہوں۔"

مشیر کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر دوڑ گئی۔ "آپ چاہتے ہیں کہ شہزادی تاشہ کو....."

"اس کو بھی اسی بچے کے پاس بھیج دو جس کے مرنے کا اسے بہت غم ہے۔ مگر کسی کو ہم پہ شک نہیں ہونا چاہیے۔"

وہ سرد انداز میں کہہ رہا تھا۔ مشیر نے تعظیماً سر جھکایا۔ پھر دھیرے سے بولا۔

"جو حکم آقا۔" پھر وہ ہچکچایا۔ "میں نے سنا ہے کہ آج کل شہزادی زیادہ وقت بندا بارا کے غیر ملکی مشیر کے ساتھ گزارتی ہیں۔"

مرسل بری طرح چونکا۔ "کون ہے وہ؟"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"وہی سیاہ قباوالا جو اس دن دربار میں بولا تھا.... آپ کے سامنے۔ جو آج کل ہر جگہ بنداہارا کے ساتھ نظر آتا ہے۔"

"ہوں۔اس پہ نظر رکھو۔ مجھے دونوں کے پل پل کی خبر چاہیے۔"

مرسل کی سرد آنکھوں میں انتقام کے شعلے جلنے لگے تھے۔

☆☆=========☆☆

قدیم ملاکہ کے بازار میں معمول کی رونق اور چہل پہل تھی۔ بازار میں ایک جگہ چائے کے ڈھابے پہ مراد راجہ عوام کے درمیان بیٹھا ان کے مسائل سن رہا تھا۔ وہ عام لوگوں کے ساتھ خوش نظر آتا تھا۔ اس کے مداحوں کی تعداد بڑھ گئی تھی۔ لوگ اس سے گلہ کر رہے تھے کہ کیسے سلطان کے سپاہیوں نے سونے کے پُل کی تعمیر اور مچھر وغیرہ اکٹھے کرنے میں ساری دولت برباد کر دی تھی۔

وہاں سب کو سلطان سے شکوے تھے۔ کوئی یہ نہ کہتا تھا کہ شرائط تاشہ نے رکھی تھیں۔ جب سے یہ خبر پھیلی کہ سلطان اور تاشہ کے راستے الگ ہیں کیونکہ تاشہ نے یہ شرائط اس لئے رکھی تھیں تاکہ سلطان خود عقل کرے اور انکار کر دے تو سلطان مزید بے وقوف نظر آنے لگا تھا۔ اور تاشہ معتبر۔ اس نے سلطان کے ہاتھوں ملاکہ کے عوام کی دولت مزید ضائع ہونے سے بچالی تھی۔ وہ تاشہ پسونا کہلوائی جانے لگی تھی۔

اس وقت جب مراد لوگوں کے مسئلے سن رہا تھا' بنداہارا کے محل کے تہہ خانے میں الاؤ جل رہا تھا۔ اس پہ ایک کڑاہی رکھی تھی جس میں کچھ پک رہا تھا۔ دھواں اوپر اٹھتا اور روشن دان سے باہر نکل جاتا۔ کمرے میں چند ایک موم بتیاں جلی تھیں۔ تالیہ بڑی سی ڈوئی کو کڑاہی میں چلا رہی تھی۔ اور اس اٹھتی بدبُو سے منہ کے برے برے زاویے بناتی تھی۔

"آپ رہنے دیں' میں کر لوں گا۔ آخر یہ میری دوا ہے۔" ایڈم بیساکھی کے سہارے چلتا قریب آیا تو وہ پلٹی۔

"اتنا تو میں کر سکتی ہوں تمہارے لئے۔" پھر اس نے میز پہ رکھے نسخے سے کچھ پڑھا۔ اور ایک پیالے میں موجود شے کڑاہی میں انڈیل دی۔ مائع کا رنگ بدلنے لگا۔

"ہم باری باری کر لیں گے۔ ابھی بہت دن لگیں گے' چے تالیہ۔"

تالیہ نے گہری سانس لی' اور ایک کرسی کھینچ کے الاؤ کے قریب لائی۔ ایڈم اس پہ بیٹھ گیا تو اس نے ایڈم کو ڈوئی تھما دی۔

"تم اس دوا کو پینے سے بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے' ایڈم۔" اس نے تسلی دی تھی۔

ایڈم زخمی سا مسکرایا۔ "ہاں۔ یہ میری واحد امید ہے۔"

"میں چلتی ہوں۔ مجھے کچھ اور کام کرنے ہیں۔" وہ ہاتھ پونچھتی دروازے کی طرف بڑھی۔ تو ایڈم نے پکارا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"اگر میں واپس نہ جا سکا۔۔تو میری ایک بات مانیں گی؟"

وہ دروازے کے قریب ٹھہر گئی۔ پھر دھیرے سے مڑی اور شاکی نظروں سے ایڈم کو دیکھا۔"ایسے مت کہو۔"

"اگر میں واپس نہ جا سکا۔۔۔" اس نے دہرایا۔۔۔"تو آپ وان فاتح کو مجبور کیجیے گا کہ وہ اپنا استعفیٰ واپس لے لیں۔ اور اپنے خوابوں سے دستبردار نہ ہوں۔"

"اب کیا فائدہ؟ وہ تو استعفیٰ دے چکے ہیں۔"

"ہم بائیس جنوری۔۔۔ اتوار کے روز یہاں آئے تھے۔ سوموار کی صبح ان کی سیکرٹری نے استعفیٰ جمع کروانا تھا۔ وقت وہاں ٹھہرا ہوا ہے۔ وہ واپس جاتے ہی اپنے استعفے کو خود پھاڑ سکتے ہیں۔"

تالیہ ایک دم چونکی۔"اوہ۔۔۔ یعنی ابھی تک کوئی نقصان نہیں ہوا۔ فاتح اب بھی پارٹی چیئر مین ہیں۔"

"Technically speaking, yes!" ایڈم مسکرایا۔

"اگر میں ان کو راضی کر لوں تو وہ وزیراعظم کا الیکشن ضرور لڑیں گے۔"

وہ اتنی پر جوش تھی کہ تیزی سے باہر بھاگ گئی۔ وقت ابھی ان کے ہاتھ سے نہیں نکلا تھا۔ وہ فاتح کو اس کے خوابوں سے دستبردار ہونے سے روک سکتی تھی۔

☆☆=========☆☆

اتوار۔ بائیس جنوری۔ جونکر اسٹریٹ۔ ملاکہ۔

گھڑیال کو دیکھتے ہوئے اس کے ذہن سے ایک اداس سا خیال گزرا۔

تب اسے لگا تھا وقت اس کے ہاتھ میں ہے۔۔۔۔ لیکن وقت کب کس کے ہاتھ آیا ہے؟

اس نے شاکی نظروں سے گھڑی کی سوئیوں کو دیکھا۔۔۔۔ اور پھر آگے بڑھ گئی۔۔۔ وہ ایک دفعہ پھر سے بازار کی رونق کی طرف جا رہی تھی۔ کوئی بھی چیز اسے یقین نہیں دلا پا رہی تھی کہ جو اس کے ساتھ ہوا وہ حقیقت تھی۔ اسے اب بھی لگ رہا تھا کہ وہ ایک خواب ہے۔ شاید بازار کی آوازیں اس کو جگا دیں۔ اور سب پہلے جیسا ہو جائے۔ وہ دونوں اس کو واپس مل جائیں۔

کتنی خوش تھی وہ اس دن جب اسے احساس ہوا تھا کہ وہ فاتح کو استعفیٰ دینے سے روک سکتی تھی۔ جب سے اس نے استعفے کے بارے میں سنا تھا' اس کا دل بوجھل تھا۔ فاتح اپنے خوابوں کو کیسے چھوڑ سکتا تھا؟ لیکن اس روز تہہ خانے میں ایڈم نے اسے امید دلائی تھی۔ وہ اس امید کا تعاقب کرتی فاتح کے پیچھے بازار تک گئی تھی۔

اس کا ذہن پھر سے قدیم ملاکہ کی طرف جانے لگا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

☆☆==========☆☆

قدیم ملاکہ کا بازار معمول کی رونق سے معمور تھا۔

مراد راجہ اپنے 'عوام' میں گھرا باتوں میں مصروف تھا اور وان فاتح ایک دکان کے ساتھ کھڑا چیزیں الٹ پلٹ کے دیکھ رہا تھا۔ سیاہ قبا پہنے' سنجیدہ تاثرات چہرے پہ سجائے وہ گاہے بگاہے نظر اٹھا کے ہجوم کی طرف بھی دیکھ لیتا۔ جب سے اس نے نکاح نامہ مراد کے حوالے کیا تھا' مراد نے جابی کے بارے میں کوئی بات نہیں کی تھی۔ اب اسے کیا کرنا چاہیے؟ وہی جو اس نے سوچ رکھا تھا یا کچھ اور؟

پھر جیسے ہلچل سی مچی۔ دبی دبی سرگوشیاں بلند ہوئیں۔

اس نے چونک کے سر اٹھایا۔

دوسری طرف سے تالیہ چلی آ رہی تھی۔

ہجوم دوسری جانب تھا۔ اس لئے مراد یہاں متوجہ نہ ہوا۔ البتہ لوگوں نے فوراً راستہ چھوڑ دیا تھا۔

وہ مسکراتی ہوئی اس کی طرف آئی۔ سادہ لباس میں ملبوس' وہ سفید گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے تھی۔ کوئی مصاحب یا کنیزیں ساتھ نہ تھی۔ وہ اکیلی تھی پھر بھی لوگوں نے اسے پہچان لیا تھا۔

وہ اسے دیکھ کے مسکرا دیا اور اس کی طرف بڑھا۔ دونوں ایک دکان کے چھپر تلے آمنے سامنے رک گئے۔

"شہزادی!"

اس سے پہلے کہ وہ جواب دیتی' ایک بچہ آگے آیا اور آہستہ سے مسکرا کے بولا۔ "تاشہ پسوتا۔" تالیہ نے چونک کے اسے دیکھا تو وہ شرما کے دکان میں واپس بھاگ گیا۔ وہ مسکرا دی اور بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

"مرسل شاہ نے مجھے مزید پاپولر بنا دیا ہے۔" انگریزی میں بولی تو وہ بھی مسکرایا۔

"حالانکہ یہاں نہ انٹرنیٹ ہے نہ ٹی وی مگر خبر کتنی جلدی پھیلتی ہے۔"

تالیہ نے گردن دائیں بائیں گھمائی اور اس قدیم طرز کے بازار کو دیکھا۔

"شاید اسی لئے یہاں سکون ہے۔"

"سکون تو کہیں بھی نہیں ہے' شہزادی۔ ہر دور کے اپنے مسئلے ہوتے ہیں۔ بس شور کم ہے۔" ساتھ ہی فاتح نے ایک محتاط نظر دور موجود ہجوم پہ ڈالی۔ مراد راجہ چائے پیتا' باتیں کرتا مصروف نظر آ رہا تھا۔

"تم نے بتایا نہیں کہ مرسل شاہ نے شادی سے انکار کیسے کیا؟"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تالیہ کے پلانز ہیں' تالیہ کی مرضی۔'' اس نے مسکراہٹ دبا کے شانے اچکائے۔ ''میں نے اس کے ایک پہریدار کو خرید لیا تھا۔ وہ ہر رات اس کے بال کاٹ دیتا تھا۔ مرسل سمجھا میں وہاں آتی ہوں۔ وہ ڈر گیا۔ یہ کام آسان تھا ویسے۔ مجھے آپ سے شادی کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔'' آخر میں چوٹ کی جسے وہ نظرانداز کر گیا۔

''یعنی یہ طے ہے کہ وہ جھوٹے صفحات ایڈم نے نہیں لکھے تھے۔ بلکہ نئے مورخ سے لکھوائے گئے تھے۔''

اردگرد سے گزرتے چند لوگ تالیہ کو مسکرا کے دیکھتے گزر رہے تھے۔ ان کی رحم دل شہزادی جب بھی بازار سے گزرتی تھی' کسی کو کچھ دے کر ہی جاتی تھی۔

''اس قلعے کے بارے میں کچھ معلوم ہوا؟''

''نہیں۔'' فاتح نے افسوس سے سر ہلایا۔ ''بہت کوشش کی مگر کوئی نہیں جانتا وہ کس کا ہے۔ کسی سرکاری دفتر میں اس زمین کی تفویض کا کاغذ تک نہیں ہے۔''

''آپ مجھے اس قلعے میں لے جائیں۔''

''تمہیں؟'' وہ حیران ہوا۔

''ہاں۔ میں اس کو دیکھنا چاہتی ہوں۔ شاید دو دماغ زیادہ بہتر کھوج لگا سکیں۔''

فاتح نے ایک نظر مجھے کو دیکھا' اور پھر سر اثبات میں ہلایا۔ ''میں اپنا گھوڑا لاتا ہوں۔''

چند ثانیے بعد وہ دونوں آگے پیچھے وہاں سے جاتے دکھائی دے رہے تھے۔ مراد راجہ بظاہر لوگوں سے محوِ گفتگو تھا مگر انکھیوں سے سارا منظر بخوبی دکھائی دے رہا تھا اور اس کے چہرے پہ پھیلتی ناپسندیدگی واضح تھی۔

☆☆==========☆☆

چند میل کا یہ فاصلہ آج جلد طے ہو گیا تھا۔ سارا راستہ وہ خاموش رہے تھے۔ سوائے کسی ضروری بات کے' ان کے درمیان الفاظ کا تبادلہ نہیں ہوا تھا۔

سرسبز ٹیلوں کے درمیان دور سے وہ قلعہ دکھائی دینے لگا تو تالیہ نے اپنا گھوڑا روکا' اور نیچے اتری۔

''پیدل چلتے ہیں۔'' وہ اس سے بات کرنے کا موقع تلاش کر رہی تھی۔ اور کم از کم اس ویران قلعے میں وہ بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔

''تمہیں کچھ کہنا ہے۔'' وہ چند ثانیے بعد خود ہی بول اٹھا۔ وہ دونوں اپنے اپنے گھوڑوں کی لگامیں تھامے' ساتھ ساتھ روش پہ چل رہے تھے۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کیا آپ وہ سن سکتے ہیں جو مجھے کہنا ہے؟'' اس نے پونی ہاتھ سے کھینچ اتاری تو سیاہ بال آزاد ہو گئے اور ہوا سے پیچھے کو اڑنے لگے۔

''تم واپس نہیں جانا چاہتیں؟'' سرسبز اونچے نیچے ٹیلوں کے درمیان بنی خاکی روش پہ وہ آگے بڑھتے جا رہے تھے۔

''ظاہر ہے میں جانا چاہتی ہوں۔'' وہ بُرا مان گئی۔ ''لیکن آپ کیا چاہتے ہیں؟''

''میں نے کہا نا' میں تمہیں اس الزام سے بچا لوں گا۔ میں ایک وکیل بھی ہوں۔ تمہارا کیس لڑوں گا۔''

''اور خود کو بچانے کے لئے کیا کریں گے؟''

وہ چونکا۔ پھر رک گیا۔ لگام چھوڑ دی اور اس کی طرف پورا مڑ گیا۔

''میرے اوپر صرف اثاثے چھپانے کا الزام تھا۔ میں نے اخلاقی جواز پہ استعفیٰ دیا تھا۔ ملائیشیاء میں سیاستدانوں کا اثاثے چھپانا قانوناً نہیں' اخلاقاً جرم ہے۔ مجھے کوئی گرفتار نہیں کر سکتا۔ پھر مجھے کیوں خود کو بچانا ہو گا؟''

''آپ کا استعفیٰ ابھی تک کارمن کے پاس ہے۔ اس نے جمع نہیں کروایا۔''

وان فاتح رامزل کے تاثرات ایک دم سخت ہو گئے۔ ''تم چاہتی ہو کہ میں استعفیٰ واپس لے لوں؟''

''میں چاہتی ہوں کہ آپ اپنے خوابوں سے دستبردار نہ ہوں۔''

فاتح نے سر جھٹکا اور آگے بڑھ گیا۔

روش سامنے قلعے تک ختم ہوتی تھی۔ شام کی ٹھنڈی چھایا سارے پہ پھیلی تھی۔ دور دور تک سبزہ اور درمیان میں یہ پراسرار قلعہ.... بے حد حسین منظر تھا۔ وہ تیزی سے اس کے پیچھے آئی۔

''آپ کا جرم اتنا بڑا نہیں تھا۔''

''میں نے دعویٰ کیا تھا.... کہ اثاثے نہیں چھپاؤں گا پھر بھی بے پرواہی میں' میں اس اخلاقی جرم کا مرتکب ہوا ہوں۔''

''ہم سب زندگی میں بڑی بڑی باتیں کہتے ہیں۔ مگر ہم سب ان کو پورا نہیں کر سکتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ خود کو سزا دیں۔''

''مگر میں باقی لوگوں جیسا نہیں تھا۔ میں لیڈر تھا۔ میں اب اس کرسی کا اہل نہیں رہا۔''

''آپ صرف معذرت بھی تو کر سکتے ہیں۔ قوم سے معافی مانگ لیں۔ اور بس۔''

''بغیر استعفیٰ کے معذرت کی کوئی اخلاقی حیثیت نہیں ہوتی۔'' وہ تیز تیز چلتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''کیا آپ کے بعد آنے والے آپ سے بہتر ہیں؟ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں فاتح کہ وہ آپ سے بہتر ہیں تو آپ کا استعفیٰ

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

عظمت کا ثبوت کہلائے گا۔لیکن اگر حقیقت اس کے برعکس ہے تو آپ کا استعفیٰ بزدلی ہے۔حقیقت سے فرار ہے۔"

وہ ٹھہر گیا اور گردن موڑ کے عجیب سی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"جس وقت لوگوں کو آپ کی ضرورت تھی' آپ نے ان کو چھوڑ دیا اور ملک کو ناخلف جانشینوں کے حوالے کر دیا۔مرسل شاہ جیسے لوگ پردھان منتری بن جائیں گے۔کیا آپ اس بوجھ کے ساتھ زندگی گزار سکیں گے؟"

بولتے بولتے اس کا سانس پھول گیا۔پھر وہ قلعے کی جانب بڑھ گئی۔اس کا سفید گھوڑا پیروی میں پیچھے چلنے لگا جبکہ فاتح کا گھوڑا گھاس میں ادھر ادھر منہ مارنے لگا تھا۔

قلعہ پراسرار اور ویران ہونے کے ساتھ ساتھ خوبصورت بھی تھا۔اس کی دیواریں اونچی تھیں۔سرمئی پتھروں اور لکڑیوں کی بنی دیواریں۔صحن کے احاطے میں جنگلی گھاس پھوس اُگا تھا مگر وہ بہت بڑا نہ تھا۔ایک طرف لکڑی جلانے کا سامان رکھا تھا اور وسط میں جلی بجھی لکڑیوں کی سیاہی بتاتی تھی کہ یہاں الاؤ جلایا گیا تھا۔

تالیہ نے اپنے گھوڑے کی لگام احاطے کے کونے میں باندھی اور خود اطراف کا جائزہ لیتی آگے بڑھنے لگی۔

"تو تم یہاں قلعہ دیکھنے نہیں آئی تھیں؟ تم مجھ سے یہ بات کرنے آئی تھیں؟" وہ چوکھٹ پہ کھڑا غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔

شہزادی نے پلٹ کے اسے دیکھا اور مسکرا کے پلکیں جھپکائیں۔

"بات کرنے کے لئے اتنی پرسکون جگہ اور کہاں ملے گی' فاتح صاحب؟" اس کی آنکھوں میں شرارت کی چمک تھی۔

"شاید یہی وہ معمہ تھا۔" وہ چونک کے بولا۔"یہ بات کرنے کے لئے بہترین جگہ ہے۔خفیہ باتوں کے لئے....." اس کی نظریں گھاس پہ ایک جگہ جلی ہوئی لکڑیوں پہ پڑیں۔"ایک آدمی خود اپنے لئے اتنا بڑا الاؤ نہیں جلاتا۔یہاں ایک سے زیادہ لوگ بیٹھتے ہوں گے۔"

"یعنی.....سن باؤ یہاں کسی سے ملتا تھا۔اس کا کوئی خفیہ گروہ تھا۔"

وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا گھاس کو غور سے دیکھتا آگے بڑھ رہا تھا۔"کوئی ایسا خفیہ گروہ جو سلطان سے چھپا ہوا ہو اور اس کے آشکار ہونے سے سن باؤ ڈرتا ہو۔مگر یہ قلعہ.....یہ کس کا ہے؟" وہ پنجوں کے بل زمین پہ بیٹھا اور جلی ہوئی لکڑیوں کو آگے پیچھے کیا۔

"یہ سن باؤ کا گھر ہے۔" وہ جس انداز میں بولی' وہ چونکا۔گردن اٹھا کے دیکھا تو وہ ایک دیوار کے کونے میں کھڑی تھی۔ فاتح کی طرف پشت تھی اور دیوار پہ ہاتھ سے کچھ ٹٹول رہی تھی۔اس کی آواز میں حیرت تھی۔

"یہ وہی دیوار ہے جو میں نے خواب میں دیکھی تھی۔اس پہ تاشہ کے بارے میں ایک نظم لکھی تھی۔مگر...." وہ تعجب سے پلٹی

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اور خالی احاطے کو دیکھا۔" یہ دیوار سن باؤ کی حویلی کا حصہ تھی۔ میں نے مجسمہ دیکھا تھا اور کنواں بھی۔ یہ دونوں الگ الگ چیزیں تھیں مگر میں نے ان کو خواب میں اکٹھے دیکھا تھا جس کا مطلب ہے کہ....."

"کہ یہ دونوں سن باؤ کی ملکیت ہیں۔" وہ ہاتھ جھاڑتے ہوئے سیدھا ہوا۔ "کیا وہاں کچھ لکھا ہے؟"

تالیہ نے گردن جھکا کے غور سے دیکھا۔ شام ڈوب رہی تھی اور نیلا اندھیرا چھانے لگا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا دیوار پہ کچھ لکھا ہے مگر پڑھا نہیں جا رہا تھا۔

دیا سلائی رگڑنے کی آواز آئی اور پھر وہ قریب آیا۔ اس کے ساتھ کھڑے فاتح نے سلگتی ہوئی تیلی دیوار کے قریب کی۔

ایک لمحے کے لئے تالیہ نے نہیں دیکھا کہ دیوار پہ کیا تھا۔

زندگی ایک لمحے کے لئے کتنی خوبصورت تھی نا۔ وہ ہر مسئلے سے آزاد تھے۔ ساتھ تھے۔ دنیا کے شور ہنگامے سے دور..... اپنے گھوڑوں کے ساتھ اس خوبصورت قلعے میں.....

شعلہ پوری تیلی کو کھا گیا تو فاتح نے اسے گرا دیا۔ روشنی بجھی تو وہ چونکی۔

"نہیں۔ یہ نظم نہیں ہے۔ یہ لکیریں ہیں۔" وہ دوسری تیلی رگڑ رہا تھا۔ تالیہ نے سر جھٹکا اور توجہ دیوار کی طرف مرکوز کی۔ ابھی مسئلے ختم نہیں ہوئے تھے۔ ابھی وہ خوش نہیں ہو سکتی تھی۔

"ہر سات لکیروں کو کاٹا گیا ہے۔ یہ دنوں کا حساب ہے۔ ہفتوں کا۔"

"ہاں۔ قدیم زمانے میں لوگ اسی طرح دن گنتے تھے۔ یہ دیکھو۔ آخری..... (اس نے گنا) آخری ساٹھ دنوں کے اوپر کاٹا نہیں گیا۔"

"یعنی سن باؤ اور اس کے ساتھی جو بھی پلان کر رہے ہیں اس کے وقوع پذیر ہونے میں ساٹھ دن رہتے ہیں۔"

"شاید اس سے کم۔ کیونکہ ہمارے چھاپے کے بعد سن باؤ ادھر نہیں آیا اور جتنے دن گزرے وہ اس نے نہیں کاٹے۔ اب سوال یہ ہے کہ سن باؤ کے ساتھی کون ہیں اور وہ کیا پلان کر رہے ہیں؟"

وہ مڑ گیا اور لکڑیوں کی طرف آیا۔ پھر جھک کے انہیں اٹھانے لگا۔

"آپ کیا کر رہے ہیں؟"

"آگ جلا رہا ہوں۔ کیا تمہیں اندھیرے میں بیٹھنا ہے؟" اس کی غائب دماغی پہ اسے ٹوکا تو اس نے خفت سے سر جھٹکا۔

"اب آپ سن باؤ کے خلاف کیا کریں گے؟"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official
#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

قلعے کے احاطے میں الاؤ جل رہا تھا اور وہ دونوں پتھروں پہ اس کے گرد بیٹھے تھے۔ رات پوری طرح پھیل چکی تھی۔

وہ تھوڑی دیر کے لئے مشعلیں لئے اندر گئے تھے اور کھنڈر کمروں کا جائزہ لیا تھا۔ وہ ان چھوٹے لگتے تھے۔ گویا سن ہاؤ کے ساتھی صرف احاطہ استعمال کرتے تھے۔

"مجھے معلوم ہے مجھے سن ہاؤ کا کیا کرنا ہے۔" وہ اب مطمئن تھا جیسے اسے معلوم ہو وہ سن ہاؤ کو کیسے استعمال کر سکتا تھا۔

"آپ کو میرے ساتھ نہیں آنا چاہیے تھا۔" وہ شکوہ کرتے ہوئے بولی۔

"نہیں میرا کوئی خاص کام نہیں تھا آج۔ رابعہ بھی مصروف تھے سو میں آ گیا۔"

"میں وقت کے اس سفر کی بات کر رہی ہوں۔"

"مجھے معلوم ہے تم کیا بات کر رہی ہو۔"

اور پھر سے دونوں کے درمیان ایک شکوہ کناں خاموشی حائل ہو گئی۔ آگ سے لال انگارے چیخ چیخ کے اڑتے فضا میں گم ہونے لگے۔

"آپ مجھ سے چاہتے ہیں کہ میں واپس جا کے حالات کا مقابلہ کروں۔ اور خود آپ اپنے لوگوں سے فرار حاصل کر رہے ہیں۔"

"میں فرار نہیں حاصل کر رہا۔" وہ تیزی سے بولا۔ ایسا لگتا تھا اس نقطے پہ وہ ڈسٹرب ہوتا ہے۔

تالیہ نے اپنی مسکراہٹ چھپالی۔ اسے وان فاتح کی دکھتی رگ مل گئی تھی۔

"یہ فرار ہی ہے۔ آپ اپنے لوگوں کو نا اہل اور نا خلف جانشینوں کے سپرد کر کے فرار ہو چکے ہیں' وان فاتح۔" وہ اس رگ کو مزید دبا رہی تھی۔ "آپ نہیں ہوں گے تو اشعر وزیراعظم بن جائے گا۔ وہ ملک کو تباہ کر دے گا۔ اس کا ذمے دار لوگ آپ کو سمجھیں گے۔"

"میں خود کو اس عہدے کا اہل نہیں سمجھتا۔"

"تو خود کو اہل بنائیں۔ مقابلے سے بھاگیں تو نہیں۔"

"میں نے بھرے مجمعے میں دعویٰ کیا تھا کہ میں نے کبھی کوئی اثاثہ نہیں چھپایا۔ میری سزا ہے کہ....."

"ہم سب نے بہت سزا کاٹی ہے' فاتح۔ بہت بڑی سزا۔ اب ان سزاؤں کو بند ہو جانا چاہیے۔" وہ ناگواری سے بولی۔ "میں اپنے جرائم سے بھاگتے بھاگتے تھک چکی ہوں۔ میں واپس جاؤں گی' اس الزام کو فیس کروں گی اور آزادی حاصل کروں گی۔ آپ واپس جائیں' اس اخلاقی جرم کے بوجھ سے چھٹکارا پائیں اور اپنے مقصد کی طرف لوٹ جائیں۔ آج

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے بعد ہم میں سے کوئی اپنے خوابوں پہ سمجھوتہ نہیں کرے گا۔"

کوئی سلگتی لکڑی زور سے چٹخی۔لال انگارے اڑاڑ کے فضا میں گم ہونے لگے۔

وہ خاموش ہو گیا اور سر نیچے گرا دیا۔ پھر کافی دیر بعد اس نے چہرہ اٹھایا اور پوچھا۔

"کیا میرے عوام بھی تمہاری طرح سوچیں گے؟ کہ میں فرار ہو رہا ہوں؟"

اس کے چہرے سے لگتا تھا وہ ہرٹ ہوا ہے۔اس کا سوال سادہ تھا۔کسی حد تک معصوم بھی۔

اور اس لمحے تالیہ کو احساس ہوا کہ سب سے اونچی کرسی والا بھی سب کچھ نہیں جانتا ہوتا۔اسے بھی بہت سی باتیں دوسروں سے پوچھنی پڑتی ہیں۔یا شاید کوئی بھی سب کچھ نہیں جانتا ہوتا۔

"جی۔وہ بھی سوچیں گے۔" اس نے سر ہلایا۔ پھر ٹھہر کے بولی۔"کیا میرے الفاظ آپ کو تکلیف دے رہے ہیں؟"

الاؤ کے پار بیٹھا فاتح مسکرایا۔

"ایک آدمی تھا.....تمہاری طرح کا.....وہ ایک تتلی کے بچے کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔" وہ کہنے لگا اور وہ دلچسپی سے وان فاتح کی ایک نئی کہانی سننے لگی۔

"تتلی کا ننھا بچہ اپنے cocoon (حفاظتی ریشمی خول) میں بند تھا۔اس نے دیکھا کہ وہ باہر نہیں آ پا رہا۔اسے بہت کوشش کرنی پڑ رہی ہے..تو اس آدمی نے احتیاط سے اس 'کوکون' کو کاٹ کے کھول دیا اور تتلی کا بچہ باہر آ گیا۔اسے لگا اس نے اسے تکلیف سے بچایا ہے مگر....."اس نے افسوس بھری سانس کھینچی۔

"اس بچے کے پنکھ چھوٹے تھے اور مکمل طور پہ بن نہیں سکے تھے سو وہ جلدی مر گیا۔جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ اگر وہ کوکون سے نکلنے کے لئے خود اسٹرگل کرتا تو اس کے پروں تک خوراک پہنچتی۔وہ انہیں زور لگا کے پھیلاتا تو وہ مضبوط بنتے۔وہ اپنے زور پہ باہر آتا تو صحت مند ہوتا۔" وہ اداس مسکراہٹ سے کہہ رہا تھا۔

"ہماری پریشانیاں بھی ہمارا کوکون ہوتی ہیں۔ان سے نکلنے کے لئے تکلیف ہمیں ہی اٹھانی پڑتی ہے۔میں تمہاری باتوں کی تکلیف سے نہیں ڈرتا۔تم نے اچھا کیا مجھ سے سچ بولا۔جھوٹ بول کے' کسی کو تکلیف سے بچا کے خود ہی اس کا کوکون کھول دینا ٹھیک نہیں ہوتا۔اس لئے اپنے دوستوں کو ان کے حصے کی تکلیف کاٹنے دینی چاہیے۔"

وہ پھیکا سا مسکرائی۔وان فاتح کے سارے فلسفے ایک طرف' وہ جانتی تھی وہ اپنی باتوں سے اسے دکھ دے گئی ہے۔وہ اپنی طرف سے اخلاقی بنیاد پہ قربانی دے رہا تھا لیکن دنیا والے ایسی قربانیوں کی قدر نہیں کرتے تھے۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میرا وہ فیصلہ غلط تھا؟ اس کی وجہ سے میری یادداشت واپس آئی تھی۔" وہ آگ کو دیکھتے ہوئے یاد کر

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے بولا۔

"سارے کھیل وقت کے ہیں، فاتح۔اس وقت وہ درست فیصلہ تھا۔آپ نے اس کو لینے کی جراءت کی، یہ بہت بڑی بات تھی۔لیکن وقت نے آپ کو سوچنے کا موقع دیا ۔ ہماری دنیا میں وقت آپ کے اگلے اور بہتر فیصلے کے لئے ٹھہرا ہوا ہے۔"

وہ صرف مسکرا دیا۔نجانے راضی ہوا تھا یا نہیں۔فی الحال کے لئے اتنا بہت تھا۔

"اگر ہمارا پلان کامیاب ہو جائے تو ہم بہت جلد واپس جا سکیں گے۔" فاتح نے بات بدل دی۔

"کیا بابا ہمیں اتنی آسانی سے جانے دیں گے؟"

"میں ہر چیز ٹھیک کر لوں گا۔" وہ رکا۔ "بنگارایا ملایو کے مطابق شہزادی تاشہ کے کردار کا انجام کیا ہوا تھا؟ یاد ہے؟"

"ہوں۔" اس نے مڑ کے اس دیوار کو دیکھا جس پہ کوئی نظم نہ لکھی تھی۔" سلطان نے جب شہزادی سے راستہ الگ کیا تو شہزادی کی ملاقات برونائی کے ایک جلاوطن شہزادے سے ہوئی تھی۔"

"برونائی کا ولی عہد۔رائٹ۔" فاتح نے یاد کر کے سر ہلایا۔

"جی۔برونائی کے مرحوم بادشاہ کا بیٹا جو پناہ کی غرض سے ملاکہ آیا تھا۔مراد راجہ کا مہمان بنا اور شہزادی کو دیکھتے ہی (پلکیں سادگی سے جھپکائیں اور مسکراہٹ دبائی۔) اس کے عشق میں گرفتار ہو گیا۔شہزادی کو بھی وہ پسند آ گیا سو دونوں نے شادی کر لی۔"

"واٹ اے ٹریجڈی۔" وان فاتح نے ناگواری سے کندھے اچکائے اور گردن موڑی۔

"مگر تم نے کہا تھا اس دیوار کی نظم میں شہزادی کی غلام سے شادی کا تذکرہ تھا۔"

"وہ نظم بنگارایا ملایو میں نہیں ہے۔وہ میں نے صرف خواب میں دیکھی تھی ۔ بنگارایا ملایو کے مطابق شہزادی کی شادی برونائی کے ولی عہد سے ہوئی تھی۔"

فاتح نے سنجیدہ مگر ناپسندیدہ نظروں سے اسے دیکھا۔بولا کچھ نہیں۔

"برونائی کے ولی عہد اور شہزادی تاشہ شادی کے بعد برونائی کے لیے بحری سفر پہ روانہ ہو گئے۔راستے میں ایک روز شہزادی ایک جادوئی سوئی سے کڑھائی کر رہی تھی جب ولی عہد اس کے پاس آیا۔شہزادی نے منع کیا کہ اس کے ہاتھ میں جادوئی سوئی ہے، اس لئے وہ قریب نہ آئے مگر ولی عہد نے اسے مذاق سمجھا۔یوں ہنسی مذاق میں ولی عہد کی پسلی میں سوئی چبھ گئی۔اور وہ فوراً سے نیلا پڑ گیا۔چند لمحوں میں اس کی موت واقع ہو گئی۔شہزادی اس واقعے سے اتنی دل برداشتہ ہوئی کہ اس نے اپنی زندگی ختم کر لی۔یوں اس بحری سفر سے وہ کبھی واپس نہیں آئی۔"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

""شہزادی کو کیا ضرورت تھی جادوئی سوئی سے کڑھائی کرنے کی؟ اور غلطی سے کسی کی پسلی میں سوئی کیسے چبھ سکتی ہے؟ سو اسٹوپڈ۔"" اس نے ناگواری سے سر جھٹکا۔

""ویسے اگر کسی دن آپ کو باپا نے کسی نئے مہمان سے متعارف کروایا اور کہا کہ یہ بروناٸی کا ولی عہد ہے تو آپ کیا کریں گے؟.....""

""میں کہوں گا کہ یہ بہت جلد مرنے والا ہے۔ اب چلو' ہمیں دیر ہو رہی ہے۔""

وہ اکتا کے کہتا اٹھا' اور لباس جھاڑا۔ تالیہ کے لبوں سے مسکراہٹ جدا ہی نہیں ہو رہی تھی۔

""بھلے وہ آخر میں مر گیا ہو.... لیکن بنگارایا ملایو کہتی ہے کہ شہزادی اس کی محبت میں واقعی گرفتار ہوئی تھی۔""

وہ اسے مزید برہم کرنے کے لئے کہہ رہی تھی۔ مگر اندر سے وہ جانتی تھی کہ یہ ساری کہانی فرضی تھی اور ملینیا سلطان کے نئے مورخ نے لکھی تھی۔

واٹ اے ٹریجڈی۔

☆☆=========☆☆

جس وقت وہ دونوں بندا بارا کے محل میں واپس آئے' اس نے حرم کے دروازے پہ تالیہ کو الوداع کہا اور خود محل کے اس حصے کی جانب بڑھ گیا جہاں اس کا کمرہ تھا۔ گھوڑا راستے میں سائیس کے حوالے کر کے وہ ابھی راہداری میں داخل ہی ہوا تھا کہ دیکھا' مراد راجہ کا ایک سپاہی سامنے سے چلا آ رہا تھا۔

""وان فاتح۔"" اسے دیکھ کے وہ اطلاع دینے والے انداز میں بولا۔ ""صبح محل میں مقررہ وقت سے پہلے پہنچنا ہے۔""

""کوئی خاص بات ہے کیا؟""

""ہاں۔ راجہ نے کہا ہے کہ کچھ مہمان آئے ہیں۔ ان کا تعارف کروانا ہے آقا سے۔"" پھر چہرہ قریب کیا اور سرگوشی میں بتایا۔ ""سنا ہے بروناٸی کا ولی عہد بھی آ رہا ہے۔""

وان فاتح کے تاثرات سپاٹ ہو گئے۔ ماتھے پہ بل پڑ گئے۔

""بروناٸی کا جلاوطن شہزادہ؟""

""ہاں۔ راجہ نے کہا ہے کہ سارے شہر میں خبر پھیلا دی جائے کہ بروناٸی کا جلاوطن شہزادہ ہمارے محل میں قیام کرے گا اور دربار کا حصہ ہو گا۔""

""دیکھیں گے۔"" وہ ناگواری سے کہتا آگے بڑھ گیا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ایک عجیب سی بے چینی نے اسے آن گھیرا تھا۔

اس نے اپنا نکاح نامہ مراد راجہ کو دے دیا تھا۔ اس کے پاس اپنے اور تالیہ کے تعلق کا کوئی ثبوت نہ تھا۔ راجہ اس خوش فہمی میں تھا کہ تالیہ ہمیشہ اس کے پاس رہے گی۔ کیا اسی لئے وہ اب غیر ملکی امیر زادوں کو ملا کہ مدعو کر رہا تھا؟

☆☆==========☆☆

کال کوٹھڑی میں جڑی بوٹیوں کی عجیب سی مہک پھیلی تھی۔ نہ خوشبو تھی۔ نہ بدبو۔ بس ایسی بُو جسے پہلے چند لمحوں کے لئے برداشت کرنا مشکل لگتا۔ پھر اس کی عادت ہو جاتی۔

ایڈم بن محمد کڑاہی کے قریب بیٹھا اس میں ڈوئی ہلا رہا تھا۔ ہر چند ثانیے بعد ڈوئی ہلا کے رکھ دیتا اور گود میں رکھی کتاب کھول لیتا۔ وہ نڈھال سا لگتا تھا اور جسم پسینے میں بھیگا تھا۔

اندھیر کمرے کی ڈیوڑھی کے قریب ایک مشعل جل رہی تھی۔ اس کی روشنی مطالعے کے لئے کافی تھی۔

"کیا پڑھ رہے ہو؟" آواز پہ وہ ڈر کے پلٹا۔ پھر گہری سانس لی۔

"قدیم ملے شاعری کی کتاب ہے۔ اور کیا آپ دستک دے کر نہیں آ سکتیں؟"

مگر وہ مزے سے وہ چوکی کھینچ کے اس کے قریب بیٹھی اور دبے دبے جوش سے بتانے لگی۔

"میں نے فاتح سے بات کی ہے۔ ان کے استعفے کے بارے میں۔"

"کیا وہ اسے واپس لے لیں گے؟"

تالیہ نے انگلی تھوڑی پہ رکھ کے سوچا۔ "شاید ہاں۔ وہ چپ ہو گئے تھے۔ یعنی وہ اس بارے میں سوچنے لگے ہیں۔ یہ بڑا اگریس ہے۔"

"یہی ان کے لیے بہتر ہے۔ وہ اس کرسی کے اہل ہیں۔"

"اگر وہ وزیر اعظم بن گئے تو کیا میں اور وہ کبھی ایک ہو سکیں گے ایڈم؟" کڑاہی میں ابلتے مائع کو دیکھتے ہوئے وہ گم صم سے انداز میں بولی۔ ایڈم چند لمحے تک اسے دیکھتا رہا۔

"آپ نے تو ان سے کہا تھا کہ آپ ہماری دنیا میں بھی ان کے ساتھ نہیں رہنا چاہتیں۔"

"میں تالیہ ہوں۔ کیا میں نے کبھی اتنی آسانی سے سچ بولا ہے؟" وہ تنک کے بولی تو وہ مسکرا دیا۔

"آپ ان کے ساتھ رہنا چاہتی ہیں؟ باوجود اس کے کہ دنیا والے آپ کی اس شادی کو کبھی قبول نہیں کریں گے؟"

"ہاں۔ مجھے اپنی دنیا میں واپس اس لیے جانا ہے کہ وہاں فاتح ہوں گے۔"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official
#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

ایڈم کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ ''آپ صرف ان کے لیے واپس جانا چاہتی ہیں؟''

''میرا ان کے علاوہ وہاں اور کون ہوگا؟ مگر میں ابھی تک ان سے ہمارے تعلق کے بارے میں بات نہیں کرسکی۔ کیا کروں؟''

''آپ یہ مشورہ کسی اور سے نہیں مانگ سکتیں کیا؟'' وہ برہمی سے کہہ کے سامنے دیکھنے لگا۔

''میرے پاس تمہارے علاوہ کوئی اور ہے کیا؟'' وہ برا مان کے بولی تو ایڈم چپ ہوگیا۔

وہ بھی کیا کرتا؟ اس موضوع پہ وان فاتح سے بات کرنا جتنا تکلیف دہ تھا' تالیہ سے بات کرنا زیادہ کٹھن تھا۔ جس کو آپ پسند کریں' وہ آپ کے سامنے کسی اور کی بات کرے' کیسا اذیت ناک احساس تھا مگر اسے اپنا وقار بھی نہیں کھونا تھا۔ اس لئے ....گہری سانس لی اور تحمل سے کہا۔

''تو آپ ان سے خود کیوں نہیں پوچھ لیتیں کہ آپ ان کی زندگی میں کہاں کھڑی ہیں؟''

''میں needy اور desperate نہیں لگنا چاہتی۔ یاد کرو' میرے بابا کے ساتھ اس قدیم دنیا میں رہنے کے فیصلے کا مطلب تھا میں فاتح کو چھوڑ رہی ہوں۔''

''اور ایڈم کو بھی۔'' اس نے یاد دلایا۔ اسے ہمیشہ اپنا آپ یاد دلانا پڑتا تھا۔ مگر وہ اپنی کہہ رہی تھی۔

''اتنے دعوے کر کے اب میں ان کو کیسے کہوں کہ میں ان کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔''

''آپ میں سے کسی کو انا کی دیوار گرانی پڑے گی۔'' اس نے جھک کے ڈوئی اٹھائی اور اسے کھولتے ہوئے کاڑھے میں چلانے لگا۔

''تمہیں کیا لگتا ہے؟ وہ دنیا کے سامنے مجھے اپنی بیوی کہہ سکیں گے؟''

ایڈم نے ڈوئی چلاتے ہوئے اسے دیکھا اور اداسی سے مسکرایا۔

''وہ آپ کو کبھی نہیں چھوڑیں گے۔''

''کیا واقعی؟ تو پھر وہ کبھی کچھ کہتے کیوں نہیں ہیں؟''

''پہلے تو ان کی یادداشت واپس نہیں آئی تھی۔ مگر جب انہیں یہ تعلق یاد آیا تو آپ انہیں وقت کے سفر پہ لے آئیں۔ اور اپنا فیصلہ بھی سنا دیا کہ آپ انہیں چھوڑ رہی ہیں۔ اس کے باوجود بھی اگر وہ آپ کے ساتھ آئے ہیں تو اس کا اور کیا مطلب ہے؟ وہ چاہتے ہیں کہ آپ ان کے ساتھ رہیں' چے تالیہ۔ آپ کو ان سے کھل کے بات کرنی چاہیے۔ کھل کے بات کر لینا ہمارے اکثر مسائل سے نکلنے کا راستہ ہوتا ہے۔''

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"تھینک یو ایڈم۔ میرا دل تم سے بات کر کے ہمیشہ ایسے ہی ہلکا ہو جاتا ہے۔" وہ مسکرا دی۔

"دوست اسی لیے ہوتے ہیں۔" وہ مسکرا کے کہتا' اپنی کتاب لیے اٹھ گیا۔ اس کا دل پہلے سے زیادہ بوجھل ہو گیا تھا۔

تالیہ ڈیوٹی سنبھال چکی تھی۔ ان دونوں نے اپنی باریاں مقرر کر رکھی تھیں اور سختی سے اس پہ کاربند تھے۔

☆☆=========☆☆

اس صبح سلطنت محل کے دربار کے دروازے کھلے تھے اور تمام شرکاء اندر کی طرف جا رہے تھے۔ برآمدے میں چند افراد سلطان مرسل کے منتظر کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک مراد راجہ بھی تھا جو اپنے غیر ملکی مہمانوں کے ساتھ معروف نظر آتا تھا۔

یہ برونائی کے چند تاجر تھے۔ شاہانہ قباؤں میں ملبوس' نگینوں والی انگوٹھیاں پہنے' وہ مسکرا کے مراد کی کسی بات پہ سر ہلا رہے تھے۔ وان فاتح ایک ستون کے ساتھ کھڑا چبھتی نظروں سے ان کو دیکھ رہا تھا۔

ان میں سے ولی عہد کون تھا؟ یہ سب ادھیڑ عمر یا عمر رسیدہ لگتے تھے۔ اس نے سنا تھا کہ برونائی کے بادشاہ نے اپنے ایک بیٹے کو جلاوطن کر دیا ہے۔ وہ اصل ولی عہد تھا اور گزشتہ چند ماہ سے گمنامی کی زندگی گزار رہا تھا۔ کیا مراد نے اسے ملاکہ بلوالیا تھا؟ کہیں مراد اس سے شہزادی کی شادی کا ارادہ تو نہیں رکھتا؟

یہ خیال سیاہ قبا میں ملبوس تنہا کھڑے وان فاتح کا مزاج مزید خراب کر رہا تھا۔

دفعتاً مراد نے اسے اشارے سے قریب بلایا۔ فاتح سنجیدہ چہرے کے ساتھ ان کے قریب جا کھڑا ہوا۔ مراد نے اس سے کوئی بات نہیں کی۔ بس مہمانوں سے بات کرتا رہا۔

دفعتاً نقارہ بجا۔ ہٹو بچو کی صدا بلند ہوئی اور جھٹ سب قطار بنا کے کھڑے ہو گئے۔ مرسل شاہ تشریف لا رہا تھا۔

ان کے قریب وہ رکا۔ یہ توقف غیر معمولی تھی۔ مراد نے بات کرنے کی اجازت طلب کی۔

"آقا!" تعظیم پیش کرنے کے بعد مراد نے سر اٹھایا۔ "یہ میرے مہمان ہیں۔ برونائی سے آئے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا تھا کہ آپ ان کے بارے میں سوال کر رہے ہیں' اس لئے سوچا ان کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔"

مرسل کے تاثرات بدلے۔ وہ مسکرایا۔ "کیا برونائی کا جلاوطن ولی عہد ہمارے ملک میں ہے؟" سرسری نگاہ اس وفد پہ ڈالی۔

"جی آقا۔ یہ شمس الدین ہے' برونائی کا جلاوطن ولی عہد۔" مراد راجہ نے کہتے ہوئے ہاتھ سے وان فاتح کی طرف اشارہ کیا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سب کی نگاہیں اس اشارے کی سمت اٹھیں۔

فاتح رامزل اپنی جگہ سن ہو گیا۔

مرسل نے اسے دیکھا تو چہرے کے زاویے بدلے۔"اچھا۔تو تمہارا مشیر بروناَئی سے تعلق رکھتا ہے۔تم نے پہلے ذکر نہیں کیا۔"اس کی سرد آنکھیں فاتح پہ جمی تھیں۔وہ جو چونک کے مراد کو دیکھنے لگا تھا' سنبھل کے سیدھا ہوا اور سر جھکا کے تعظیم پیش کی۔

"آپ نے سوال نہیں کیا تھا' آقا۔ملکہ نے ویسے بھی غیر ملکی مشیروں سے کام لینے کا جو رواج ڈالا ہے' مجھے لگا اس پہ عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔اور شمس الدین اپنی شناخت خفیہ رکھنا چاہتے تھے۔"

"ہوں۔اچھا لگا تم سے مل کے۔"

مرسل شاہ آگے بڑھ گیا۔دوسرے لوگ بھی اس کے ہمراہ ہو گئے۔وہ دونوں تنہا رہ گئے تو فاتح کا ضبط جواب دے گیا۔

"آپ نے اتنا بڑا جھوٹ کیوں بولا؟"اس کے انداز میں برہمی تھی۔

"کیونکہ اگر تم بھرے بازار میں شہزادی کے ساتھ گھومتے نظر آؤ گے تو تمہارے بارے میں سوال اٹھیں گے۔مجھے ان کا جواب دینا تھا۔سلطان کے کارندے بھی ٹوہ لینے لگے ہیں۔اور کیا کہتا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟کسی دوسری دنیا سے؟یہ تاجر میرے جاننے والے ہیں۔یہ راز کو راز رکھیں گے۔"

"اور اگر اصلی ولی عہد آ گیا؟"

"کیا تم نے نہیں کہا تھا کہ سلطان مرسل چند دن کا مہمان ہے؟چند دن کے لئے اس کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے۔"

فاتح نے ضبط کا تلخ گھونٹ اندر اتار لیا اور خاموش ہو گیا۔لیکن پھر وہ دربار میں نہیں گیا۔وہ اس وقت تازہ ہوا میں رہنا چاہتا تھا۔

وہ گھوم کے محل کے پچھلے حصے میں آ گیا۔یہاں درختوں کے درمیان مصنوعی فوارہ ابل رہا تھا۔وہ اس کے قریب آیا' اور جھک کے چلو بھر پانی بھرا۔پھر اسے چہرے پہ ڈالا۔یہ عمل کئی دفعہ دہرایا یہاں تک کہ گریبان بھیگ گیا۔

ملاکہ آنے کے بعد اور اس سے پہلے وہ مختلف قسم کے احساسات سے گزرا تھا۔مگر یہ احساس سب سے عجیب تھا۔

(برونائی کے ولی عہد کی موت شہزادی تاشہ کے ہاتھوں ہوئی تھی۔)

اس نے سر جھٹک کے اس خیال کو بھی جھٹکنا چاہا مگر اب یہ آسان نہ تھا۔یہ ایسے تھا جیسے گردن کی پشت پہ کوئی بچھو دھیرے دھیرے چل رہا ہو۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official　#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM　ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN　RSPK.PAKSOCIETY.COM　PAKSOCIETY1　PAKSOCIETY

جیسے رات کو کمرے کے باہر قدموں کی چاپ مدھم آواز سنائی دیتی ہو۔

جیسے کوئی بلا تعاقب میں ہو.....

وہ آستین سے چہرہ پونچھتے ہوئے مڑا تو ٹھٹک گیا۔

سامنے سن باؤ کھڑا تھا۔ چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

''مرونائی کا ولی عہد؟ مراد راجہ نے اچھی کہانی گھڑی ہے لیکن میں تمہاری حقیقت جانتا ہوں۔'' وہ طنز سے کہتا اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اب وہ دونوں درختوں کے درمیان آمنے سامنے کھڑے تھے۔

''میں نے مراد راجہ کی چند چیزوں کی تلاشی بھی لی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پاس لوگوں کو مستقبل کے زمانے میں بھیجنے کا جادو ہے۔ تم... تم مستقبل سے آئے ہو اور تم ہم سب کا مستقبل بھی جانتے ہو۔''

''بس؟ یہی معلوم ہوا ہے تمہیں؟ اگر تم مجھ سے مہذب انداز میں پوچھتے تو میں خود ہی بتا دیتا۔ تم نے ایسے ہی وقت ضائع کیا' سن باؤ۔'' وہ ہنس دیا تھا۔ جیسے اسے کوئی فرق نہ پڑا ہو۔ ''میں چھ سو برس بعد کے زمانے سے آیا ہوں۔''

سن باؤ کی چھوٹی آنکھیں برہمی سے مزید چھوٹی ہوئیں۔

''تم نے ملکہ کو دھمکی دی۔ پھر میرے پیچھے آئے۔ اس وقت سے ڈرو دان فاتح' جب ہم تمہارے پیچھے آئیں گے۔''

فاتح آرام سے فوارے کی منڈیر پہ بیٹھا اور سر اٹھا کے سن باؤ کو دیکھا۔ پیچھے فوارے سے آتے چھینٹے اس کی پشت پہ ٹھنڈی پھوار کی طرح برسنے لگے۔

''ہمارے زمانے میں ایک محاورہ بولا جاتا ہے' وانگ لی۔ کہ پھندا صرف تب تک پھندا ہوتا ہے جب تک آپ کو اس کے بارے میں معلوم نہ ہو۔ جب معلوم ہو جائے تو وہ پھندا نہیں رہتا۔ وہ مقابلہ بن جاتا ہے۔ مجھے مقابلے کب برے لگے ہیں؟'' مسکرا کے شانے اچکائے۔

وانگ لی نے بس طنزیہ مسکرا کے ہنکارا بھرا اور مڑ گیا۔

اس کے جاتے ہی فاتح کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی۔ مرونائی کے ولی عہد کا انجام پھر سے یاد آنے لگا تھا۔

☆☆=========☆☆

محل کی پشت پہ حرم کا برآمدہ بنا تھا جس میں شاہانہ طرز کی کرسیاں لگی تھیں۔ ملکہ یان سو فو وہاں بیٹھی چائے پی رہی تھی۔ کنیزیں اور غلام ارد گرد مستعد کھڑے تھے۔ ملکہ کا لباس گلابی تھا اور پیالی پہ بھی گلابی رنگ کے نقش و نگار بنے تھے۔ اس کا پیالی تھامنے کا انداز بھی محبت لئے ہوئے تھا۔ پیاس کے چمن سے لائے خاص برتن تھے۔ اور ان کے ساتھ ملکہ کے جذبات جڑے

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھے۔

وہ مسکرا کے نقش و نگار کو دیکھ رہی تھی جب کنیز نے کھنکھار کے اطلاع دی۔

”وان فاتح آیا ہے۔ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔“

یان سو فو چونک کے سیدھی ہوئی۔ پیالی سامنے رکھ دی۔ چہرے کا رنگ بدلا مگر گردن کڑا دی۔ ”ہاں اسے بھیجو۔ اور اس کے ہوتے ہوئے ہر وقت سپاہی یہاں تعینات رہیں گے۔“

”درست' ملکہ۔ مگر وہ نہتا ہے۔ اس کے پاس اسلحہ تک نہیں ہوتا۔“

”جو کہا ہے وہ کرو۔“

وہ جب برآمدے کے زینے چڑھ کے سامنے آیا تو یان سو فو نے دیکھا' وہ مزید مختلف نظر آنے لگا تھا۔ اس نے کرتے پاجامے پہ نفیس سی سیاہ قبا پہن رکھی تھی اور ایک آزاد رئیس نظر آتا تھا۔ یہ وہ غلام نہیں تھا جسے وہ چند ماہ پہلے ملی تھی۔

دور دور تک سپاہی تعینات کھڑے اسے گھور رہے تھے۔ فاتح نے ایک نظر ملکہ کو دیکھا' سر جھکا کے تعظیم پیش کی اور مسکرایا۔

”ان کی ضرورت نہیں ہے۔ میں آپ سے تنہائی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔“

”اور میں تم سے تنہائی میں بات کیوں کروں گی؟ اس روز کی دھمکی یاد ہے مجھے' ولی عہد برونائی۔“ وہ طنز سے بولی۔

فاتح نے ایک تہہ شدہ کاغذ نکال کے کنیز کی طرف بڑھایا۔ کنیز نے جھٹ اسے ملکہ کے سامنے کیا۔

یان سو فو نے اسے گھورتے ہوئے کاغذ کی تہیں کھولیں۔ پھر اسے پڑھا۔

پھر چونک کے سامنے کھڑے مرد کو دیکھا۔

”ہمیں اکیلا چھوڑ دو۔“ سپاہیوں کو اشارہ کیا۔ وہ وان فاتح کا مدعا سننے کے لئے تیار تھی۔

☆☆==========☆☆

وانگ لی کی سرخ حویلی دوپہر کی روشنی میں چمک رہی تھی۔ وانگ لی کی سواری ابھی ابھی وہاں آن کے رکی تھی اور وہ گھوڑے سے اتر رہا تھا۔ چونکہ کافی فربہ تھا' اس لئے اترنے کے بعد پہلے اپنا سانس بحال کیا' پھر چغہ درست کیا' پھر دروازے کی طرف بڑھا۔ دفعتاً ٹھٹک کے رکا۔

سامنے ملکہ کا قاصد منتظر کھڑا تھا۔

”سن باؤ۔ میں محل میں آپ کو ڈھونڈ نہیں پایا۔ ملکہ نے آپ کو طلب کیا ہے۔“ ساتھ ہی اس نے ایک مہر بند خط اس کی طرف بڑھایا۔ وانگ لی نے تیزی سے اسے تھاما۔ ملکہ کی خاص مہر توڑی اور خط نکالا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"وانگ لی.....غلام فاتح میرے پاس آیا تھا اور جو اس نے مجھے تمہارے خفیہ قلعہ کے بارے میں بتایا ہے'اس کے بعد سے میں تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتی۔اپنا سامان سمیٹو اور ملاکہ سے کوچ کر جاؤ۔"

وانگ لی کی رنگت پھیکی پڑی۔اس نے کاغذ جیب میں ڈالا اور جلدی سے گھوڑے کی طرف لپکا۔"ملکہ محل میں ہیں؟"

"نہیں۔وہ اپنے دو چینی سپاہیوں کے ہمراہ کہیں روانہ ہوئی ہیں۔معلوم نہیں کہاں۔"

"یعنی فاتح نے ان کو اس قلعے کا پتہ دے دیا ہے۔"اس نے تیزی سے گھوڑے کا رخ موڑا اور اسے ایڑھ لگا دی۔گھوڑا اب سرپٹ دوڑتا'دھول اڑاتا دور جا رہا تھا۔اسے جلد از جلد اپنی ملکہ کے سامنے اپنی صفائی پیش کرنی تھی۔

ابھی شام نہیں اتری تھی جب وانگ لی اونچے نیچے سبز ٹیلوں کے درمیان بنے قلعے کی سڑک تک آ پہنچا۔قلعے کے باہر ملکہ کے دو سپاہی کھڑے تھے۔اسے آتے دیکھ کے انہوں نے راستہ دیا۔وہ تیزی سے نیچے اترا اور دروازے کی طرف بھاگا۔

صحن کی چوکھٹ پہ وہ ٹھٹک کے رکا۔ملکہ کہیں نہیں تھی۔

مگر سامنے وان فاتح کھڑا تھا۔

اور اس کے پیچھے بنداہارا کے مسلح سپاہی گھوڑوں پہ موجود تھے۔

وانگ لی چونک کے پلٹا مگر اب چند سپاہی جانے کہاں سے نکل کے اس کے عقب میں آ کھڑے ہوئے تھے۔

"ملکہ کہاں ہیں؟"اس نے بظاہر رعب دار آواز میں پوچھا۔

فاتح نے مسکرا کے اسے مخاطب کیا۔

"تمہیں ملکہ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے'سن پاؤ۔وہ اس قلعے کے بارے میں ابھی کچھ نہیں جانتیں۔"

"وہ خط.....وہ سپاہی؟"وانگ لی کا سانس اٹک گیا۔

"میرے لئے ملکہ کے تین چینی سپاہی خریدنا یا شہزادی تاشہ کے لئے جعلی خط تیار کرنا قطعاً مشکل کام نہیں ہے۔تم ہمیں نہیں جانتے'وانگ لی۔"

کھیل سمجھتے ہی وانگ لی کا چہرہ سرخ پڑنے لگا۔اسے سمجھ نہیں آیا وہ کیا کہے۔

"یہاں ہر طرف بنداہارا کے سپاہی ہیں۔تمہارا گھوڑا بھی وہ تحویل میں لے چکے ہیں۔یہاں سے بھاگنے کا بھی فائدہ نہیں۔اس لئے بیٹھ کے بات کرتے ہیں۔کرسی میز پہ۔میرے ملک کے لوگوں کی طرح۔"

نرمی سے کہہ کے فاتح نے اندر چلنے کا اشارہ کیا۔

وانگ لی نے آستین سے ماتھے پہ آیا پسینہ پونچھا۔چند لمحے وہ متامل رہا۔پھر قلعے کے اندرونی حصے کی جانب بڑھ

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گیا۔فاتح اس کے پیچھے آیا۔

اندر ایک ویران کمرہ بنا تھا۔وہاں ایک میز کے گرد دو کرسیاں رکھی تھیں۔کمرے میں کوئی مشعل نہ تھی البتہ کھڑکی سے آتی دن کی روشنی کافی تھی۔

"تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟" وانگ لی بیٹھتے ساتھ ہی بے چینی سے بولا۔

"کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم یہاں کس طرح کے لوگوں سے ملتے ہو۔" وہ اس کے سامنے بیٹھا اور مسکرا کے اسے دیکھا۔

"تم چینی باغیوں کے ایک گروہ کی سرپرستی کر رہے ہو جو شاہ چین کا تخت چھیننا چاہتے ہیں۔تم یان سوفو کے باپ سے غداری کر رہے ہو۔"

وانگ لی میز پہ مٹھیاں رکھے آگے ہوا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"تم حب وطنی کے بارے میں کیا جانتے ہو' غلام فاتح؟"

"اوہ..تم خود کو محب وطن کہہ رہے ہو؟"

"میں غدار نہیں ہوں۔جو کر رہا ہوں' اپنے ملک کے لئے کر رہا ہوں۔" وہ ہٹ دھرمی سے بولا۔اس نے نہ تردید کی نہ کوئی صفائی دی۔"تم ملکہ کو بتا کے مجھے چوک میں پھانسی دلوانا چاہتے ہو۔تو ٹھیک ہے میں تیار ہوں۔"

"تم نے مجھ سے یہ نہیں پوچھا کہ میرے پاس اس الزام کا کیا ثبوت ہے؟"

"تمہیں ثبوت کی کیا ضرورت ہے؟تم بندا ہارا کے مشیر ہو اور میں ٹھہرا ایک غیر ملکی۔میرے قول پہ تمہارے الزام کو ہمیشہ فوقیت دی جائے گی۔" وانگ لی نے شانے اچکا دیے۔فاتح چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔

"تمہارا ذکر تاریخ کی کتابوں میں پڑھا ہے میں نے۔چھ سو سال بعد کے زمانے میں بھی تمہارا مجسمہ اور تمہارا گھر لوگوں نے محفوظ کر کے رکھا ہے۔"

وانگ لی اپنی جگہ بالکل ساکت ہو گیا۔"تم کہہ رہے ہو کہ میرا ذکر صدیوں بعد بھی محفوظ رہے گا؟"

"ہاں۔اور میں نے اپنے باپ سے کہہ کے تمہاری سرخ حویلی خریدی تھی۔جانتے ہو کیوں؟کیونکہ اس میں ایک مجسمہ تھا۔سن باؤ وانگ لی کا مجسمہ۔میں وانگ لی کا بچپن سے پرستار تھا۔میں نے تاریخ کی کتابوں میں اس کا ذکر اچھے الفاظ میں پڑھا تھا۔" وہ زخمی مسکراہٹ کے ساتھ کہہ رہا تھا اور وانگ لی سکتے میں چلا گیا تھا۔

"مجھے کیسے معلوم کہ تم سچ کہہ رہے ہو؟"

فاتح نے شانے اچکا دیے۔"کیا میں نے آج تک تم سے کوئی جھوٹ بولا ہے؟کیا میں نے تمہاری جان نہیں بچائی

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھی؟ ہم ایک دوسرے کے مخالف ہو چکے ہیں' لیکن میں اب بھی جھوٹ نہیں بولتا۔ تمہیں تاریخ شاہ چین کے وفادار غلام کی حیثیت سے ہمیشہ یاد رکھے گی۔"

کافی دیر تک اس ویران قلعے میں سناٹا چھایا رہا۔

"تم مجھ سے کیا چاہتے ہو' غلام فاتح؟"

"میرے پاس دو راستے ہیں۔ میں یا تو ملکہ کو تمہاری اصلیت بتا دوں کیونکہ جس بغاوت کو تم اٹھا رہے ہو' یہ بہت جلد شاہ چین کا تختہ الٹ دے گی۔ یہ معلوم ہونے پہ ملکہ تمہیں مروا دے گی۔ اور دوسرا راستہ....." فاتح نے گہری سانس لی اور لمحے بھر کے لئے آنکھیں بند کیں۔

(وہ کم عمر لڑکا سرخ اینٹوں والے فرش پہ اکڑوں بیٹھا تھا اور گردن اٹھائے اس مجسمے کو دیکھ رہا تھا۔

اس کا باپ اس کے قریب جھکا کھڑا تھا۔

"یہ وانگ لی ہے۔ ایک جری مرد۔ حالانکہ وہ ایک تائی ژان (مخنث غلام) تھا مگر بہت سے مردوں سے بہتر تھا۔ وہ شاہ چین کا سب سے وفادار غلام تھا۔ جب چین میں بغاوت اٹھی' تو وانگ لی وہاں نہیں تھا۔ ہوتا تو اپنے بادشاہ کو بچا لیتا۔"

"وہ کہاں تھا' بابا؟"

"اس کو ملاکہ کے بنداہارا نے کسی قلعے میں دیکھا اور اس کا کوئی راز پالیا۔ وانگ لی عزت دار آدمی تھا۔ اس نے توہین کروانے کی بجائے اپنے عہدے سے استعفیٰ دیا اور چپ چاپ ایک سمندری سفر پہ روانہ ہو گیا جس سے وہ واپس نہیں آیا۔ کہتے ہیں کہ اس کی موت اسی ساتویں بحری سفر کے دوران واقع ہو گئی تھی۔")

"دوسرا راستہ یہ ہے کہ....." فاتح نے پلکیں اٹھائیں اور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ "میں تمہیں رسوا نہ کروں اور تمہیں محفوظ راستہ فراہم کروں۔ تم استعفیٰ لکھ دو اور اپنے ملک واپس چلے جاؤ۔ میں کسی کو نہیں بتاؤں گا کہ تم اپنے بادشاہ سے غداری کر رہے تھے۔ تمہارا نام تاریخ میں اچھے الفاظ سے لکھا جائے گا۔"

"میرے ساتھ بھلائی کر کے تمہیں کیا ملے گا؟" من باؤ نے چبھتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"تمہارے جانے سے میرے چند کام آسان ہو جائیں گے۔"

"تم اور مراد راجہ مرسل شاہ کے خلاف بغاوت تیار کر رہے ہو۔ میں جانتا ہوں۔ اگر میں یہاں رہوں گا تو اس بغاوت کو روک دوں گا۔ لیکن تم مجھے پھانسی چڑھوا کے بھی راستے سے ہٹا سکتے ہو۔ پھر محفوظ راستے کا مقصد؟"

فاتح نے آزردہ مسکراہٹ کے ساتھ کندھے اچکائے۔ "ایک پرانے دوست کے لئے میں اتنا کر سکتا ہوں۔"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official
#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"میں اور تم کبھی دوست نہیں رہے۔"

"ایک دوسری دنیا میں تم میرے لئے ایک پرانے دوست کی طرح ہی تھے۔"

چند لمحے دونوں کے درمیان بوجھل خاموشی چھائی رہی۔

"کیا واقعی شاہ چین کے خلاف بغاوت کامیاب ہو جائے گی؟" وہ غور سے فاتح کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"ہاں۔"

"اور اگر میں نے محفوظ راستہ نہ لیا تو تم مجھے گرفتار کر کے پھانسی چڑھوا دو گے؟"

"بالکل۔"

وانگ لی نے گہری سانس لی۔ "میرے پاس محفوظ راستے کے علاوہ دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے غلام فاتح۔ میں عزت سے اپنے ملک واپس جانا چاہتا ہوں۔"

فاتح نے کرسی دھکیلی اور اٹھا۔ "میرے سپاہی تمہارا سامان سمیٹنے سے بندرگاہ تک تمہارے ساتھ رہیں گے تاکہ اگر تم کوئی چالاکی دکھانے کی کوشش کرو تو وہ تمہیں روک سکیں۔ تم ملکہ سے ملے بغیر یہاں سے چپ چاپ روانہ ہو جاؤ گے۔"

وہ سپاٹ انداز میں کہہ کے دروازے کی طرف بڑھا جب بن ہاؤ نے پکارا۔

"اگر تم واقعی مستقبل کے زمانے سے آئے ہو تو مجھے بتاؤ.... چین واپس جا کے میرے ساتھ کیا ہو گا؟"

فاتح کے قدم وہیں زنجیر ہو گئے۔ پھر اس نے گہری سانس اندر کھینچی۔

"تم کبھی ملاکہ واپس نہیں آؤ گے۔ میں بس اتنا بتا سکتا ہوں۔"

وانگ لی نے شانے اچکائے۔ "مجھے نہیں معلوم تم سچ بول رہے ہو یا جھوٹ۔ لیکن میں واپس چین جانا چاہتا ہوں۔"

وانگ لی کے پاس اس کے علاوہ کوئی راستہ نہ تھا۔ مرنے سے یہی بہتر تھا۔

مگر اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ کبھی بھی چین نہیں پہنچ پائے گا۔

☆☆=========☆☆

اتوار۔ بائیس جنوری۔ جونکر اسٹریٹ۔ ملاکہ۔

وہ انسانوں کے ہجوم کی درمیان میں سر جھکائے چل رہی تھی۔ پیر اٹھاتی کہیں تھی۔ وہ پڑتا کہیں تھا۔ کبھی ذہن یہ سوچنے لگتا کہ وہ اب کیا کرے۔ کبھی وہ گزرے واقعات کو یاد کرنے لگ جاتی۔

اسے وہ دن یاد آیا جب فاتح نے اسے تنبیہ کی تھی۔ وہ درست کہہ رہا تھا۔ اس کی ایک لمحے کی خطا اتنا بڑا نقصان کر سکتی

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Paksociety.com

تھی۔ کیسے....اس سے کیسے ہوئی یہ غلطی؟ سب کچھ ٹھیک جا رہا تھا۔ ہر چیز پلان کے مطابق جا رہی تھی...پھر...وہ کیسے ایک لمحے کے لیے ہر شے سے غافل ہو گئی؟

چلتے چلتے وہ ایک دفعہ پھر اسی کافی شاپ کے دروازے تک آ رکی۔ باریستا نے اس کی طرف دیکھا تو مسکرا کے استقبالیہ انداز میں اندر آنے کو کہا۔ وہ گم صم سی اسے دیکھنے لگی۔ پھر اندر داخل ہو گئی۔

"کیا اب آپ کچھ لیں گی؟" وہ اس کے قریب آ کے بولا۔ کچھ دیر پہلے وہی تھا جس کے سامنے وہ روئی تھی۔ اور پھر شاپ سے باہر نکل گئی تھی۔ باریستا کو ابھی تک سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ تنہا' اداس سی لڑکی اتنی عام سی بات پہ کیوں رونے لگ گئی تھی۔ البتہ اب وہ بہتر لگ رہی تھی۔ آنکھیں خشک تھیں۔ اور انداز گم صم سا تھا۔

"میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ میں....میں دور سے سفر کر کے آئی ہوں۔ اکیلی ہوں۔" وہ اٹک اٹک کے کہہ رہی تھی۔

"فکر نہ کریں۔ ایک کپ ہمارے اوپر ہے۔ آیئے۔"

وہ اسے ایک میز تک لے آیا۔ اس سے من پسند کافی پوچھی اور خود واپس کاؤنٹر کی طرف چلا گیا جہاں دو تین گاہک آن کھڑے ہوئے تھے۔

وہ شیشے والے دروازے کے ساتھ بیٹھی' گم صم سی باہر دیکھ رہی تھی۔

☆☆=========☆☆

باغ کے سرسبز درختوں کے درمیان وہ ایزل اور کینوس سیٹ کیے' پینٹ کرتی دکھائی دے رہی تھی۔ رنگ کے دھبے انگلیوں اور بازوؤں پہ بھی لگے تھے۔ وہ گردن جھکائے مسکراتے ہوئے رنگ بھر رہی تھی جب آہٹ پہ چونکی۔ سر اٹھایا تو دیکھا' وہ سامنے سے چلا آ رہا تھا۔

آج اس نے بھورا کرتا پاجامہ پہن رکھا تھا۔ سیاہ قبا ندارد تھی۔ اسے دیکھ کے تکان سے مسکرایا۔

"آپ تھکے تھکے لگتے ہیں' ولی عہد برونائی۔"

"سن باؤ کو روانہ کر کے آیا ہوں۔ ساتھ میں شاہی مورخ کو وہ سب بھی لکھوایا ہے جو ہم نے کتاب میں پڑھا تھا۔ سن باؤ عزت سے ہماری کہانی سے الگ ہو چکا ہے۔ اور ثابت ہوا کہ اس قصے کو ایڈم نے نہیں' میں نے کتاب کا حصہ بنایا تھا۔"

تالیہ برش رکھنے لگی تو وہ بے دھیانی سے ہاتھ سے پھسل گیا۔

"ان اوزاروں کے ساتھ احتیاط کیا کریں' شہزادی۔ آپ کی ذرا سی غلطی کسی کی جان لے سکتی ہے۔" اس کے انداز میں جانے کیا تھا' تالیہ نے چونک کے اسے دیکھا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"اوہ پلیز' فاتح ۔ مجھے اب اس کتاب کے ایک لفظ پہ بھروسہ نہیں ہے۔" وہ برا مان گئی۔"میں آپ کی جان نہیں لوں گی۔ بے فکر رہیں۔"

"معلوم نہیں کیا حقیقت ہے' کیا فسانہ ہے۔" فاتح نے شانے اچکائے۔ وہ اس بارے میں نہیں سوچنا چاہتا تھا۔

"آپ نے اپنے استعفے کے بارے میں کیا فیصلہ کیا؟" کچھ دیر بعد وہ دونوں ساتھ ساتھ باغ کے درمیان روش پہ چل رہے تھے جب تالیہ نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔"

"اور ہمارا رشتہ؟ اس کے بارے میں بھی کچھ نہیں معلوم؟"

اس نے کہہ ڈالا۔ بنا کسی تاثر کے۔ سپاٹ سے انداز میں۔ مگر فاتح کے قدم رک گئے۔ وہ اس کی طرف مڑا اور چونک کے اسے دیکھا۔

"میں سوچتا تھا یہ آسان ہوگا۔"

"تعلق توڑنا؟" اس کا دل زور سے دھڑکا۔

"اونہوں۔ استعفیٰ دے کر تمہارے ساتھ زندگی گزارنا آسان ہوگا۔ میرے اوپر سے ذمہ داریوں اور خوابوں کا بوجھ ختم ہو جائے گا۔ میڈیا مجھ سے جواب طلبی نہیں کرے گا۔ میں جس کے ساتھ چاہوں رہ سکوں گا۔ ایک پرسکون پرائیوٹ لائف۔"

وہ چند لمحے کے لئے کچھ بول نہیں سکی۔ وہ واقعی ان دونوں کے بارے میں سوچتا تھا؟

"لیکن؟" تالیہ نے سوالیہ ابرو اٹھایا۔

"لیکن اگر میں اپنے عہدے پہ قائم رہا تو میں کیسے دنیا کو سمجھاؤں گا کہ میری ایک دوسری بیوی بھی ہے جو....."

"جو میری پہلی بیوی کی قاتل ہے۔" وہ برہمی سے بولی۔ فاتح نے گہری سانس لی۔

"نہیں۔ جو مجھ سے عمر میں بیس سال چھوٹی ہے اور جو مجھ سے بہت مختلف ہے۔"

"آپ لوگوں سے ڈرتے ہیں؟" اسے یقین نہیں آیا تھا۔

"ہاں۔ اپنے لئے نہیں۔ نہ ہی اس بات سے کہ عصرہ کی موت تازہ ہے' یا میرے دو بچے ہیں۔ میں تمہارے لئے ڈرتا ہوں۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔ "تم اس دن درست کہہ رہی تھیں۔ اگر تم مجھ سے تعلق کے حوالے سے تم لائم لائٹ میں آئیں تو میڈیا تمہیں Home wrecker ثابت کرے گا۔ عصرہ کے قتل کا الزام سب کو سچ لگے گا۔ وہ تمہاری کردار کشی کریں گے۔ وہ تم پہ اتنا کیچڑ اچھالیں گے کہ میں برداشت نہیں کر سکوں گا۔" وہ دکھ سے کہہ رہا تھا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تالیہ چند لمحے اس کی آنکھوں کو دیکھتی رہی۔

''آپ کیا چاہتے ہیں؟''

''تم نے کہا تھا کہ تم میرے ساتھ نہیں رہنا چاہو گی کیونکہ اس طرح سب تمہیں قصوروار کہیں گے۔''

''مجھے معلوم ہے میں نے کیا کہا تھا۔'' وہ تیزی سے بولی۔'' کچھ اختلافات انسان رد کیے جانے کے لئے پیش کرتا ہے۔

لیکن میں آپ سے پوچھ رہی ہوں کہ ''آپ'' کیا چاہتے ہیں؟ کیا آپ مجھے چھوڑنا چاہتے ہیں؟''

تالیہ کو محسوس ہوا کہ اس کی آنکھیں بھیگ رہی ہیں۔ اسی لئے وہ انہیں جھپک نہیں رہی تھی۔

''کوئی تالیہ مراد کو کیسے چھوڑ سکتا ہے؟''

وہ مسکرا کے بولا اور ایک لمحے کے لئے اس کی ساری مسافتیں انجام کو پہنچیں۔

ساری ریاضتوں کا پھل مل گیا۔

اس کی آنکھ کے کنارے سے پانی کا قطرہ نکلا اور نیچے لڑھک گیا۔

''مگر.....''

(ایک تو یہ مگر!)

''مگر اس روز جو کچھ تم نے کہا.....ان باتوں نے میرے لئے یہ فیصلہ مشکل بنا دیا ہے۔''

''اور میں نے ہی کہا تھا کہ میں آپ کے ساتھ واپس جانا چاہتی ہوں۔ کیا آپ میرے ساتھ رہنا چاہیں گے؟''

وہ درختوں کے درمیان آمنے سامنے کھڑے تھے۔

''اگر مجھے تمہارے ساتھ نہ رہنا ہوتا تو میں اپنی ''دنیا'' چھوڑ کے تمہارے لئے یہاں نہ آتا۔''

اور تالیہ کو اپنے سارے جواب مل گئے تھے۔ وہ ایک دم ہلکی پھلکی ہو کے مسکرا دی۔

''لیکن آپ اپنا استعفیٰ واپس لیں گے۔'' یہ سب کہنا آسان ہو گیا تھا۔

وہ چپ ہو گیا۔ ''اگر میں دوبارہ اپنے کیریئر کی طرف گیا تو تمہارے لئے زندگی مشکل ہو جائے گی۔''

''ہو جائے۔'' وہ ابھی تک مسکرا کے اس کو دیکھ رہی تھی۔

''اور تم میرے سب مسئلوں میں آخر تک میرے ساتھ رہو گی؟''

''میں نے آپ سے بہت پہلے کہہ دیا تھا کہ اگر سارے ملائیشیاء میں کوئی آپ پہ یقین کرنے کو تیار نہ ہو تب بھی میں وہ

واحد انسان ہوں گی جو آپ کے ساتھ کھڑی ہوں گی۔ کیا آپ کو اب بھی تالیہ کی ہمت پہ شک ہے؟''

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ہم اسی لئے یہاں کھڑے ہیں کیونکہ تمہارے اعصاب عصرہ کے قتل کا الزام نہیں سہہ سکے تھے۔''

''مگر میں نے سبق سیکھ لیا ہے۔وہ میری غلطی تھی۔اب میں اس کو نہیں دہراؤں گی۔''

وہ کچھ کہے بنا آگے بڑھ گیا تو وہ اس کے پیچھے آئی۔

''اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے تھے تو اتنا عرصہ مجھے بتایا کیوں نہیں اور....''

وہ گھوم کے اس کے سامنے آنے لگی جب ایک عجیب سی آواز آئی۔

زن سے ایک تیر قریبی درخت میں پیوست ہوا۔

تالیہ تیزی سے نیچے ہوئی۔یکے بعد دیگر تیر چل رہے تھے اور درختوں میں پیوست ہو رہے تھے۔

چند لمحے کے لئے اس کا ذہن بالکل سُن ہو گیا۔وہ محسوس کر سکتی تھی کہ فاتح اس کے ساتھ زمین پہ جھکا ہوا ہے۔وہ اس کو نیچے رہنے کا کہہ رہا ہے اور پھر چلا چلا کے سپاہیوں کو بلا رہا ہے....عجیب خوف زدہ کر دینے والی گھڑی تھی وہ....وہ چہرے کے سامنے بازوؤں کی قینچی بنائے' سر نیہوڑائے بیٹھی رہی۔

''وہ حملہ آور تھے آقا۔سپاہیوں کے آتے ہی بھاگ گئے۔اور محل میں کہیں گم ہو گئے۔یا کیا معلوم باہر نکل چکے ہوں۔''

اس نے سر اٹھایا تو ارد گرد جمگھٹا لگ چکا تھا۔مراد راجہ کی پریشان اور غصیلی شکل سب سے پہلے نظر آئی۔

مراد نے ہاتھ سے اسے سہارا دیا تو وہ اس کے سہارے سے اٹھی پھر اس کے کندھے سے لگ کے کھڑی ہو گئی۔

''پیذ ہر میں بجھے تیر تھے۔'' فاتح نے ایک تیر درخت کے تنے سے کھینچ نکالا اور پہلے اس کے پھل کو دیکھا۔پھر نظر اٹھا کے مراد کو۔

''درختوں کے باعث وہ نشانہ نہیں لے سکے۔عجلت میں لگتے تھے۔مگر وہ ڈرانے نہیں مارنے آئے تھے۔''

''مجھے کوئی کیوں مارنا چاہے گا؟'' وہ دھیمی آواز میں بولی۔''اب تو ہر چیز ٹھیک ہو چکی ہے۔''

''کیا واقعی؟'' فاتح ابھی تک تیر کے پھل کا معائنہ کر رہا تھا۔

مراد کے ماتھے پہ شکنوں کا جال بچھا تھا۔اس نے ہاتھ کے اشارے سے سپاہیوں کو اشارہ کیا اور خود ان کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔فاتح نے اسے کہنی سے تھاما اور اسے لیے محل کی طرف چل دیا۔وہ پریشان لگتا تھا۔

وہ بھی قدرے شل سی اس کے ساتھ چل رہی تھی۔انتہائی صدمے سے وہ سنبھل چکی تھی لیکن تعجب ابھی تک برقرار تھا۔

''مجھے کون مارنا چاہے گا؟'' اور ذہن مزید بیدار ہوا تو صبح کے سویرے کی طرح دماغ کے خانوں میں روشنی بھرنے لگی۔

''ظاہر ہے وہ شخص جس کی گردن پہ تم نے چاقو رکھا تھا۔'' وہ غصے سے بولا۔اس کی کہنی اس نے اس کے کمرے کے

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official
#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دروازے تک پہنچ کے چھوڑی تھی۔

"اب تم یہیں رہو گی۔ اندر۔ سپاہیوں کے حصار میں۔" وہ فکرمندی اور برہمی سے کہہ رہا تھا۔" ہر چیز ہمارے منصوبے کے مطابق جا رہی ہے۔ ہم ذرا سی غلطی بھی نہیں افورڈ کر سکتے تالیہ۔"

تالیہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جب محبت کو پا لینے کی امید بندھ جائے تو جان جانے کا خوف کتنا بڑھ جاتا ہے۔

وہ بہت بہادر تھی۔ آج وہ ڈر گئی تھی۔

"وہ مجھے نہیں مار سکتا۔ آپ فکر نہ کریں۔" اس نے فاتح سے زیادہ خود کو تسلی دی۔ وہ پلٹنے لگا جب وہ ایک دم بولی....

"اگر اس نے مجھے مار دیا.... اور میں آپ کے ساتھ واپس نہ جا سکی.... تو؟"

وہ آہستہ سے پلٹا اور افسوس سے اسے دیکھا۔" کیا تم کوئی اچھی بات نہیں کہہ سکتیں؟"

"اگر میں آپ کے ساتھ واپس نہ جا سکی تو آپ مجھ سے ایک وعدہ کریں۔ نہیں مجھے ایسے نہ دیکھیں۔ میری بات سنیں۔ آپ کو میری بات ماننی ہو گی۔"

"کہو۔"

"مجھے کچھ بھی ہو جائے.... لیکن آپ اپنے خوابوں سے دستبردار نہیں ہوں گے۔ آپ اپنا استعفیٰ واپس لیں گے اور اس عہدے تک پہنچیں گے جو برسوں سے آپ کا خواب تھا۔ آپ ایسا کریں گے نا' فاتح؟"

وہ مشعلوں سے روشن قدیم راہداری میں کھڑے تھے۔ ان کے سایے دیوار پہ پڑ رہے تھے اور ماحول میں ان جانا سا خوف در آیا تھا۔

"میں استعفیٰ واپس لے لوں گا۔ اور ہم تینوں ایک ساتھ واپس جائیں گے۔ میں "یہ" وعدہ کرتا ہوں۔"

تسلی دلانے والے انداز میں کہہ کے فاتح نے اسے اندر جانے کو کہا اور خود آگے بڑھ گیا۔

☆☆==========☆☆

آدھی رات کو شہزادی تاشہ کی خواب گاہ میں مدھم بتیاں جلتی دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ بستر پہ چت لیٹی چھت کو دیکھ رہی تھی۔ ذرا سی آہٹ پہ چونک چونک جاتی۔ تکیے تلے رکھے خنجر تک ہاتھ جاتا۔ پھر سر جھٹک دیتی۔

دفعتاً وہ بستر سے نکلی۔ بال باندھے۔ چمڑے کے اونچے جوتے پہنے' اور سر پہ شال لپیٹے کھڑکی کی طرف آئی۔ بنا آواز کے وہ باہر کود گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اصطبل سے اپنا گھوڑا نکال رہی تھی۔

دفعتاً قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اس نے تیزی سے خنجر نکالا اور دیوار کے ساتھ جا کھڑی ہوئی۔ سانس روک لی۔ خنجر تان

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لیا۔ اگر حملہ آور اس کا تعاقب کر رہا تھا تو وہ.....

"تالیہ.....؟" وہ اکتا سے اسے آواز دے رہا تھا۔

فاتح کی آواز نے ایک دم خنجر پہ اس کی گرفت ڈھیلی کر دی۔ وہ اوٹ سے باہر نکلی۔

"آپ یہاں کیسے؟"

وہ چوکھٹ پہ کھڑا تھا۔ کچھ فکرمند' کچھ خفا لگتا تھا۔ آستینیں موڑ رکھی تھیں اور ابرو بھنچے ہوئے تھے۔

"کیونکہ میں نے تمہاری حفاظت کے لئے بہت سے سپاہیوں کو مامور کر رکھا ہے۔ تم کمرے سے نکلو گی تو مجھے خبر ہو جائے گی۔" پھر تاریک اصطبل پہ نظر ڈالی۔ "تم اس وقت کہاں جا رہی تھیں؟"

وہ مسکرا دی۔ "چلیں گے میرے ساتھ؟"

"آپ کی کافی۔" وہی باریستا نے ایک دفعہ پھر کاؤنٹر چھوڑ کے اس کے پاس آیا اور میز پہ کافی سے بھرا کپ رکھتے ہوئے بولا تو تالیہ چونکی۔ چہرہ موڑ کے اسے دیکھا۔ پھر کپ کو۔

"آپ کو کچھ اور چاہیے' مادام؟"

"اب مجھے کچھ نہیں چاہیے۔" اس نے گم صم سے انداز میں دائیں بائیں گردن ہلائی۔ باریستا واپس اپنی جگہ پہ آیا تو ایک دوسرے ویٹر نے اس کو خفگی سے کہا۔

"ہم فری کافی صرف اس کسٹمر کو دیتے ہیں جس کی سالگرہ ہوتی ہے۔ تم نے خوامخواہ اس لڑکی کو دے دی۔"

"اس نے کہا تھا اس کی سالگرہ ہے۔" وہ مدافعانہ انداز میں بولا۔ لڑکی کی میز قریب ہی تھی۔ اس نے بھی سن لیا تھا۔ ان دونوں کو دیکھا اور پھیکا سا مسکرائی۔

"یہ درست کہہ رہا ہے۔ آج میری سالگرہ ہے۔ میرا اس دنیا میں آنے والا دن۔"

اور پھر سے گردن موڑ لی۔ دوسرا ویٹر عجیب سی نظروں سے اس لڑکی کے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی انگلیوں پہ واضح طور پہ خون لگا ہوا نظر آتا تھا۔ تازہ خون جو اب خشک ہو چکا تھا۔ وہ خون ہی تھا۔ رنگ نہیں۔

وہ بھی اب اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔ اس کا ذہن دوبارہ سے پیچھے اس رات تک جانے لگا جب وہ دونوں ایک دفعہ پھر اسی قلعے کی طرف چلے آئے تھے۔ فاتح اتنا لمبا سفر خوامخواہ کرنے پہ ناخوش تھا لیکن شہزادی کی بات ماننے کے سوا چارہ نہ تھا۔

قلعے کے صحن میں جلی بجھی لکڑیوں کا ڈھیر ویسے ہی پڑا تھا۔ وہ دونوں ان سر دلکڑیوں کے پاس آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تم آج کے واقعے سے ڈر گئی ہو؟'' وہ اس کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

تالیہ نے پلکیں اٹھائیں۔ ''تالیہ مرنے سے نہیں ڈرتی۔''

''پھر کس چیز کا خوف تالیہ کو سونے نہیں دے رہا تھا؟''

''اگر وہ تیر میرے بجائے آپ کو لگ جاتا؟ تو میں کیا کرتی؟''

فاتح نے چہرہ تعجب سے پیچھے کیا۔ پھر ہلکا سا مسکرایا۔

''تو تم میرے لئے فکرمند تھیں؟ میں اپنی حفاظت کر سکتا ہوں' تالیہ۔''

''میں نے آپ کو جادوئی سوئی سے مار دیا تھا۔ کیا میں واقعی اتنی بڑی غلطی کر سکتی ہوں۔'' وہ ایک دم روہانسی ہو گئی۔

''اوہو... وہ کتاب سچ نہیں بول رہی۔''

''مجھے اس دنیا سے بہت خوف آنے لگا ہے۔ میں واپس جانا چاہتی ہوں۔ کسی بھی بڑے نقصان سے پہلے۔ پلیز فاتح۔''

''میں نے وعدہ کیا ہے نا' ہم واپس ضرور جائیں گے۔'' وہ اسے نرمی سے یقین دلا رہا تھا۔

اندھیرے صحن میں وہ دونوں آج بھی اسی طرح بیٹھے تھے۔ لیکن آج درمیان میں آگ کا الاؤ نہ تھا۔ نہ حدت تھی نہ روشنی۔ صرف سرد سا اندھیرا تھا۔

''اب مجھے امید ملی ہے۔ کہ میں اور آپ کبھی ایک ہو سکیں گے۔ میں اب اس کو کھونا نہیں چاہتی۔''

''ہمارے ایک ہونے سے تمہاری زندگی بہت مشکل ہو جائے گی۔''

''اس کریزی دنیا سے زیادہ مشکل تو نہیں ہو گی۔'' پھر قدرے شک سے اسے دیکھا۔ ''کیا آپ واقعی میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں؟''

وہ پورے دل سے مسکرا دیا۔ ''ہاں۔ میں تمہارے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ تم بھی میرے ساتھ رہو۔ کیونکہ.....''

''کیونکہ مجھے آپ کی اور آپ کو میری ضرورت ہے۔'' اسے کچھ یاد آیا تھا۔

''ہاں اور.... میں اب تالیہ مراد کے بغیر اپنے مستقبل کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔'' اندھیرے صحن میں بیٹھا فاتح بتانے لگا۔ اوپر آسمان پہ تارے اور چاند' سب اکٹھے ہو کے دلچسپی سے یہ منظر دیکھنے لگے تھے۔

''مجھے تمہاری عادت ہو چکی ہے۔ جب میں سب بھول چکا تھا اور تم صرف میری چیف آف اسٹاف تھیں' تب بھی تمہارے بغیر زندگی مشکل لگتی تھی۔ اور اب تو سب یاد آ چکا ہے۔''

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"مثلاً کیا؟" اندھیرے کے باوجود اس کی آنکھیں ہنا کسی دقت کے فاتح کا چہرہ دیکھ سکتی تھی۔

"مثلاً یہ کہ میرا اور تمہارا رشتہ زمان اور مکان کی قید سے آزاد ہے۔ زمانہ جو بھی ہو' زمین جیسی بھی ہو' فاتح رامزل تالیہ مراد کے بغیر نامکمل ہے۔ جو تم میرے لئے ہو تالیہ' وہ میرے لئے کبھی کوئی نہیں بن سکا۔ جو جگہ تمہاری ہے میرے دل میں' وہ کبھی کسی کی نہیں ہو سکی۔ میں تمہارے لئے جو fondness محسوس کرتا ہوں' وہ....."

"fondness?" شہزادی نے ناگواری سے ابرو اٹھایا۔ "صرف فونڈنیس؟ آپ کو اپنے احساسات بس یہی لگتے ہیں؟"

"شاید۔"

"آپ کو کبھی کسی سے محبت نہیں ہوئی شاید ورنہ آپ کو اپنے احساسات کے درست نام معلوم ہوتے۔"

اس نے مسکرا کے تالیہ کو دیکھا۔ "یعنی آپ کو محبت ہوئی ہے شہزادی؟"

"جی۔ مجھے ہوئی ہے۔ اور میں اتنی بہادر ہوں کہ برِعام اعتراف کر سکتی ہوں۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی تو فاتح نے گردن اٹھا کے اسے دیکھا۔

"جانتا ہوں۔"

وہ چونکی۔ رنگ بدلا۔ پوچھنا چاہتی تھی کہ کیا بات۔ کیسی بات۔ لیکن لبوں سے بس یہی پھسلا۔ "کب سے؟"

"قریباً پانچ سو ستاون برس سے۔"

چند لمحے کے لئے وہ سانس نہیں لے سکی۔

وہ ہمیشہ سے جانتا تھا کہ وہ اس کے لئے کیا محسوس کرتی ہے۔ ایسے شخص کو وہ کیا کہے؟ ظالم یا.....؟

"اگر آپ کو لگتا ہے کہ آپ میرے لئے صرف fondness محسوس کرتے ہیں تو آپ خود اپنے آپ کو بھی نہیں جانتے دان فاتح۔" تنک کے پیچھے سے بولی تو اس نے شانے اچکا دیے۔ اب وہ جھک کے لکڑیوں کو اکٹھا کر رہا تھا۔ غالباً اسے آگ جلانی تھی۔

"آپ واپس جا کے بدل تو نہیں جائیں گے؟"

"تم اس بات سے ڈرتی ہو کہ میں سب کچھ پھر سے بھول جاؤں گا؟"

"کیا مجھے ڈرنا نہیں چاہیے؟ اگر ہم میں سے کوئی ایک بھی کچھ بھول گیا تو ہم واپس اسکوائرون پہ کھڑے ہوں گے۔"

"کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ کاش ایڈم یہ سب بھول جائے۔ اس نے سب سے زیادہ تکلیف سہی ہے۔" وہ اب پنجوں

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official
#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

کے بل بیٹھا آگ جلا رہا تھا۔ پہلے چنگاریاں جلیں۔ پھر یکا یک شعلہ بھڑک اٹھا۔ فاتح نے مسکرا کے پیچھے دیکھا تو وہ وہاں نہیں تھی۔ اس نے چونک کے گردن ادھر ادھر گھمائی۔

وہ ایک دیوار کے ساتھ کھڑی تھی۔ اس کے ہاتھ میں کچھ تھا جس سے وہ دیوار پہ کچھ لکھ رہی تھی۔ وہ تعجب سے اٹھا۔

''کیا کر رہی ہو؟''

''اپنی تقدیر پوری کر رہی ہوں۔''

فاتح نے ایک جلتی لکڑی الاؤ سے نکالی اور اسے بلند کیے تالیہ کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔ دیوار کو شعلے نے مزید روشن کر دیا۔

تالیہ کے ہاتھ میں ایک موٹی' نوکیلی سوئی تھی جس سے وہ دیوار پہ کھرچ کھرچ کے لکھتی جا رہی تھی۔

''تاشہ.....

جو شہزادیوں جیسی تھی.....

اس نے ایک غلام سے شادی کی تھی

اور اسے آزاد کر دیا تھا۔

اس نے ملاکہ کے لوگوں کی

خدمت کی تھی پورے دل سے......

اس نے دشمنی مول لی سلطان سے

اور دوست بنائے عام لوگوں میں......

اور بالآخر اس نے خود کو بھی آزاد کر دیا......

ناکردہ گناہوں کے بوجھ سے......

ماضی کے غم سے......

وہ اس حال میں گئی اس دنیا سے

کہ وہ تیار تھی ہر الزام کا مقابلہ کرنے کے لیے......

بہادری سے......''

نظم مکمل کر کے اس نے سوئی نیچے کی اور پلٹی۔

''کیا یہ عمارت ہمارے زمانے تک محفوظ رہے گی؟ اور یہ نظم بھی؟'' فاتح کی محتاط نظریں اس سوئی پہ جمی تھیں۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''نہیں۔میں نے صرف اسے خواب میں دیکھا تھا۔ایسی کوئی عمارت ہمارے زمانے میں نہیں ہے۔غالباً پرتگالیوں نے اسے بھی جلا دیا تھا۔اور آپ فکر نہ کریں۔میں آپ کو اس سوئی سے نہیں ماروں گی۔'' آخر میں جل کے بولی۔

''میں نے بطور باس تم سے کافی سخت کام لیے ہیں۔میں اس کے لیے شرمندہ ہوں۔'' وہ چوکنا سا کہہ رہا تھا۔

''اُف فاتح۔یہ محض موٹی کڑھائی کی سوئی ہے۔میں اسے ابھی آگ میں پھینکتی ہوں۔'' وہ واقعی آگے آئی اور اس سوئی کو جلتے الاؤ میں پھینک دیا۔وان فاتح نے گہری سانس خارج کی۔

''آر یو شیور تمہارے پاس ایسی کوئی دوسری سوئی نہیں ہے؟''

تالیہ بے اختیار ہنس دی۔''آپ کو چاہیے کہ آپ میرے ساتھ اچھا برتاؤ رکھیں۔ورنہ کیا معلوم میرے پاس ایسی کئی سوئیاں پڑی ہوں۔''

''ہمیں واپس جانا چاہیے۔اب مجھے تم سے خوف آنے لگا ہے۔''وہ سر جھٹک کے کہتا آگے بڑھ گیا تو وہ ایک دفعہ پھر ہنس دی۔

☆☆=========☆☆

اگلا سارا دن خاموشی سے کٹا۔لگتا تھا محل پہ موت کا سناٹا چھایا تھا۔سب چپ چاپ اپنے کاموں میں لگے تھے۔اگلے روز مراد راجہ اور مرحوم سلطان کے بیٹوں نے بغاوت کرنی تھی۔یہ وہ بغاوت تھی جو مراد راجہ بہت عرصے سے تیار کر رہا تھا۔اور اب بالآخر وہ گھڑی آن پہنچی تھی۔تالیہ کو حکم تھا کہ وہ تہہ خانے کی کال کوٹھڑی میں ایڈم کے ساتھ رہے گی۔اسی لئے وہ سرِ شام ہی وہاں چلی گئی تھی۔

وسط کمرے میں انگارے دہک رہے تھے اور کڑاہی میں موجود مائع ابل رہا تھا۔وہ ڈوئی ہلاتی' خلاء میں دیکھتی کسی سوچ میں گم تھی۔کھلے بال شانوں پہ گر رہے تھے اور کان پہ ایک سوکھا پھول اٹکا تھا۔

ایڈم کمرے کے دوسرے کونے میں دیوار کے ساتھ فرش پہ بیٹھا تھا۔گھٹنوں پہ کتاب رکھی تھی جس کو وہ دیے کی مدھم روشنی میں پڑھ رہا تھا۔گاہے بگاہے نظر اٹھا کے اسے بھی دیکھتا جو کسی خیال میں غرق نظر آتی تھی۔

''آپ اداس کیوں ہیں؟ اب تو وہ کہہ چکے ہیں کہ وہ آپ کے ساتھ ایک نئی زندگی کی شروعات کرنا چاہتے ہیں۔''

تالیہ نے نظروں کا رخ اس کی طرف موڑا۔پھر ڈوئی رکھی اور دونوں ہتھیلیوں پہ تھوڑی گرا دی۔

''اور اگر پھر سے وہ سب کچھ بھول گئے؟''

''اس دفعہ ایسا کچھ نہیں ہوگا۔''وہ تسلی دینے لگا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Paksociety.com

"کیا میں غلطی سے ان کو سوئی چبھو کے مار سکتی ہوں؟"

"بے تالیہ..... بے تالیہ....." ایڈم نے افسوس سے کہتے ہوئے کتاب رکھی اور لاٹھی کے سہارے اٹھا۔ پھر لنگڑا کے چلتا ہوا اس کے سامنے آیا اور بیٹھا۔ "کسی کو کچھ نہیں ہوگا۔ اگر کوئی مر سکتا ہے تو وہ میں ہوں۔"

اس نے دہل کے ایڈم کو دیکھا۔ "اللہ نہ کرے۔ تمہاری دوا بالکل تیار....."

"Let's face it۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔ "ضروری نہیں ہے کہ دوا اثر کرے۔ اگر یہ ٹھیک نہ بنی.... یا اگر اس نے الٹا اثر کر دیا... تو میں مر بھی سکتا ہوں۔ میں ہماری کہانی کا بے کار کردار ہوں جس کی story arc ختم ہو چکی ہے۔ میرے کردار کے کرنے کے لئے اب کچھ نہیں بچا اس لئے اگر کوئی خطرے میں ہے تو وہ میں ہوں۔ وان فاتح یا آپ نہیں۔"

"ایڈم ہماری زندگی کوئی کتاب نہیں ہے۔ اور تمہارے پاس اب بھی کرنے کے لئے بہت کچھ پڑا ہے۔"

وہ تکلیف سے مسکرایا۔ "بس یہی کہ میں اپنے ماں باپ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ وہ میرے بغیر اکیلے ہوں گے۔ میں ان کی ساری زندگی کی کمائی ہوں۔"

"تم ان کے پاس ضرور جاؤ گے۔"

"اگر ایسا نہ ہو سکا تو کیا آپ مجھ سے ایک وعدہ کریں گی؟" وہ آگے کو جھکا اور سادگی سے پوچھا۔ تالیہ کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ میرے ماں باپ کا خیال رکھیں گی؟"

"ان کو کبھی کسی معاملے میں مشکل نہیں پیش آئے گی۔ آئی پرامس۔"

"میں مالی معاملات کی بات نہیں کر رہا۔" وہ آزردگی سے بولا۔ "جب بچے پاس ہوتے ہیں تو وہ ماں باپ سے باتیں کرتے ہیں۔ اگر میں نہ رہا تو میں چاہتا ہوں کہ ان سے کوئی بات کرنے والا ہمیشہ موجود رہے۔ آپ بس مجھ سے اتنا وعدہ کریں کہ آپ ان کے لئے "وقت" نکالتی رہیں گی۔ وقت وہ سب سے بڑا تحفہ ہے جو ہم کسی کو دے سکتے ہیں۔"

تالیہ نے سر ہلا دیا۔ سارے چکر اس 'وقت' کے ہی تھے۔

دروازے پہ آہٹ ہوئی تو وہ دونوں چونک کے مڑے۔ فاتح اندر داخل ہو رہا تھا۔ تالیہ نے تعجب سے اسے دیکھا۔

"آج تو بغاوت کی رات ہے۔ ایسے میں بندا ہارا کا مشیر یہاں کیا کر رہا ہے۔"

"یہ میری لڑائی نہیں ہے۔" وہ شانے اچکا کے کہتا ان کے قریب آیا اور تیسری چوکی کھینچی اور باری باری ان کو دیکھا۔

"دوا تیار ہو گئی؟"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

”صبح سے پہلے ہو جائے گی۔ یہ کافی تھکا دینے والا عمل تھا۔“ تالیہ نے ڈوئی پھر سے اٹھاتے ہوئے کہا۔ فاتح نے ایک نظر ایڈم کو دیکھا‘ پھر تسلی دی۔

”تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔ میں نے کہا نا‘ میں تمہیں واپس ضرور لے کر جاؤں گا۔“

”اگر آپ اپنا وعدہ پورا نہ کر سکے‘ مجھے تب بھی آپ سے گلہ نہیں ہوگا۔“

فاتح نے سوالیہ نظروں سے تالیہ کو دیکھا اور ابرو اچکائے۔ (اسے کیا ہوا ہے؟)

”ایڈم کو یقین نہیں ہے کہ دوا اثر کرے گی۔“

”دوا ضرور اثر کرے گی ایڈم۔“

”اور اگر کچھ غلط ہو گیا؟ یا ہمارا پلان فیل ہو گیا؟ کبھی کبھی میں سوچتا ہوں مجھے یہ نہیں کھانی چاہیے۔“ وہ متذبذب سا دھواں اڑاتی کڑاہی کو دیکھ رہا تھا۔

”کیا تم نے حرف بہ حرف ترکیب پہ عمل کیا ہے؟“

”جی..... لیکن.....“

”پھر کچھ غلط نہیں ہوگا۔ اپنا یہ مایوس چہرہ درست کرو اور دوا تیار کرو۔“

”مگر..... فاتح..... کیا معلوم دوا کی ترکیب غلط ہو..... یا کچھ اور..... شاید ایڈم کو یہ نہیں کھانی چاہیے۔“ وہ بھی متذبذب ہو گئی مگر وان فاتح نے سختی سے ہاتھ اٹھا کے اسے خاموش کرایا۔

”یہ ایڈم کا آخری آپشن ہے۔ اس کو شکوک میں مت ڈالو۔“ ایڈم نے سر ہلا دیا اور تہہ خانے میں پھر سے خاموشی چھا گئی۔ کڑاہی سے نکلتے دھوئیں کے مرغولے اوپر اٹھ اٹھ کے فضا میں گم ہونے لگے۔

”اب ہم ساری رات کیا کریں گے؟“ وہ دھیرے سے بولی۔

”صبح کا انتظار۔ ایک روشن صبح کا انتظار۔“ فاتح اوپر چھت پہ بنے روشن دان کو دیکھ کے کہہ رہا تھا۔ فی الوقت سب کچھ پلان کے مطابق جا رہا تھا۔

جس وقت مراد راجہ کے سپاہی مرسل شاہ کے محل کو اپنے قبضے میں لے چکے تھے اور مرسل کو نیند سے اٹھا کے زنجیروں میں جکڑے قید خانے میں بند کر رہے تھے..... اس کوٹھڑی میں جلتا الاؤ بجھ چکا تھا۔

کڑاہی اب ٹھنڈی تھی۔ سارا مائع سوکھ کے ایک سفید سفوف میں بدل چکا تھا۔ مٹھی بھر سفوف۔

ایڈم بن محمد اب اس سفوف کو پانی کے گھونٹوں کے ساتھ نگل رہا تھا۔ سفوف ختم ہوا تو اس نے جام رکھا اور گہری سانس لے

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کران دونوں کو دیکھا جو سانس روکے اسے دیکھ رہے تھے۔

"ترکیب کے مطابق دوا کھا کے مجھے سو جانا چاہیے۔ جب میں اٹھوں گا تو بالکل تندرست ہو چکا ہوں گا۔ میں اب سونے جا رہا ہوں۔ مجھے ابھی سے نیند آ رہی ہے۔" اس نے لاٹھی اٹھائی اور کھڑا ہو گیا۔ تالیہ امید اور فکرمندی کے ملے جلے جذبات سے اسے دیکھ رہی تھی۔

کیا وہ دوبارہ ایڈم کو دیکھ پائے گی؟ وہ بھی تندرست حالت میں؟ اس کا جواب صرف وقت کے پاس تھا۔

☆☆=========☆☆

سلطنت ملاکہ پہ آج صبح کا سورج بہت سی تبدیلیاں لیے طلوع ہوا تھا۔ مرسل شاہ قیدی بن چکا تھا۔ ملکہ یان سوفو ایک روز پہلے ہی محل سے فرار ہو چکی تھی۔ گزشتہ سلطان کے بیٹے تخت پہ قابض ہو چکے تھے اور مراد راجہ ان کا بندا ہارا تھا۔

بنگارایا ملایو کے مطابق یہ باغی شہزادے چند ہفتے ہی حکومت کر سکے تھے۔ مراد نے ان کی فوج کو استعمال کیا' ان کے ذریعے مرسل کو ہٹایا' اور چند ہفتے بعد ان شہزادوں کا پتہ بھی صاف کیا اور خود سلطان بن بیٹھا۔

مگر ابھی یہ سب ہونے میں کافی وقت تھا۔ اس لئے فی الحال وہ صرف بندا ہارا تھا اور درست موقعے کا انتظار کر رہا تھا۔

مرسل کو اس نے اپنے محل کے قید خانے میں ڈالا تھا اور سپاہیوں کی بھاری نفری اس پہ پہرے کے لئے تعینات کر رکھی تھی۔ اس تنگ و تاریک کال کوٹھڑی میں قید مرسل شاہ کی حالت عجیب تھی۔ رات اس کو نیند سے اٹھایا گیا تھا' اس لئے وہ ابھی تک شب خوابی کے پاجامے قمیص میں ملبوس تھا۔ بال بکھرے تھے اور دیوار کے قریب سکڑا بیٹھا تھا۔ یہ وہی قید خانہ تھا جہاں ایک زمانے میں ایڈم بن محمد کو قید کیا گیا تھا۔

خیر....وقت وقت کی بات تھی۔

مرسل ناخن چباتے ہوئے فرش کو دیکھ رہا تھا۔ جب اسے احساس ہوا سامنے کوئی کھڑا ہے۔ چونک کے سر اٹھایا تو دیکھا....سلاخوں کے پار مراد راجہ کھڑا تھا۔ اٹھی گردن' لبوں پہ تمسخرانہ مسکراہٹ' اور آنکھوں میں تپش۔ مراد کی شاہی پوشاک اور ماتھے کی پٹی سے لٹکتی سنہری زنجیریں بتاتی تھیں کہ وہ نئے سلطان کا بھی منظور نظر ہے۔

"مراد راجہ۔" وہ غصے سے اٹھا اور سلاخوں کی طرف آیا۔ پھر انہیں پکڑ کے جھٹکا دیا اور مراد کو گھورا۔ "تم نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ۔ میں نے تمہیں دوست سمجھا تھا۔"

"اب بھی بہت لوگ مجھے دوست سمجھتے ہیں۔ خدا معلوم ان کا انجام کیا ہو گا۔" مراد نے داڑھی کھجاتے ہوئے کہا۔

"مجھے یہاں سے نکالو مراد۔" وہ سلاخوں کو پکڑے غصے اور بے چینی سے بولا تو مراد نے سر سے پیر تک اسے دیکھا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official
#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

''جانتے ہو تم ابھی تک زندہ کیوں ہو؟'' پھر اس کے جواب کا انتظار کیے بغیر بولا'' کیونکہ تم نے ہمیں بتانا ہے کہ یان سوفو کہاں ہے۔''

''مجھے نہیں معلوم وہ عورت کہاں ہے۔'' وہ زچ ہو کے بولا۔بکھرے بال' بے ترتیب حلیے والا مرسل سلاخیں پکڑے کھڑا عجیب بے بس سا لگتا تھا۔

''یان سوفو کو بغاوت سے پہلے تم نے کہاں بھیجا ہے۔وہ ابھی تک ہمارے ہاتھ کیوں نہیں لگی۔''

''میں نے اسے کہیں نہیں بھیجا.... مجھے نہیں معلوم۔'' مرسل غصے سے کف اڑاتا اب زور زور سے مراد کو لعن طعن کرنے لگا تھا۔مراد سپاٹ چہرے کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔

''یان سوفو کی تلاش میں پوری سلطنت میں سپاہیوں کو دوڑایا گیا ہے لیکن اس کا کچھ پتہ نہیں چلا۔شاید مرسل نے اسے چین بھیج دیا ہے۔''

عارف کہتے ہوئے اس کے ساتھ قید خانے کی سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔مراد نے سوچتے ہوئے ہنکارا بھرا۔

''ہوں۔مرسل نے اسے بھیجا ہے' یعنی مرسل کو بغاوت کا علم تھا؟ اگر ایسا تھا تو وہ خود کیوں نہیں بھاگا؟'' مراد نے نفی میں سر ہلایا۔''یان سوفو کو کسی اور نے بھیجا ہے۔اسے بغاوت کی مخبری ہو گئی تھی۔وہ مرسل کو چھوڑ کے پہلے ہی نکل گئی تاکہ اس کی جان بچ جائے....''

''یان سوفو ملکہ تھی۔اس نے بغاوت کو بروقت کچلنے کی بجائے بھاگ جانے کو ترجیح کیوں دی؟'' عارف نے پوچھا تو آواز میں حیرت تھی۔

''اسے مرسل کی طاقت پہ بھروسہ نہ رہا تھا۔یا شاید اس نے ہماری بغاوت کو اس کے اصل قد سے بڑا سمجھا تھا۔وہ ڈر گئی اور بھاگ گئی۔''

وہ دونوں اب محل کی راہداری میں آ گئے تھے۔اونچی کھڑکیوں سے روشنی چھن کے اندر آ رہی تھی۔مراد کمر پہ ہاتھ باندھے آگے چل رہا تھا اور عارف پیچھے۔دفعتاً عارف اس کے برابر آیا اور سرگوشی میں بولا۔

''آدم نے آج صبح دوائی کھائی ہے' راجہ۔''

مراد نے چونک کے اسے دیکھا۔''اس کی حالت کیسی ہے؟''

''میں صبح اس کے کمرے میں گیا تو وہ بخار میں پھنک رہا تھا۔اور......'' عارف خاموش ہوا تو مراد نے تیزی سے کہا۔''کیا عارف؟''

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اس کے ہاتھ خراب ہونے لگے ہیں۔''

مراد نے سینے میں قید سانس آزاد کی اور سختی سے آنکھیں میچیں۔

''یعنی وہ کوڑھ سے مرے گا۔اس ترکیب کے مضر اثرات میں کوڑھ کا مرض شامل تھا۔تیزی سے پھیلتا کوڑھ جو اس کی جان لے لے گا۔''

راہداری میں ایک دم ویرانی سمٹ آئی۔کھڑکی سے اندر آتی چیونٹیوں کی قطار گیا سہم کے دونوں کی گفتگو سننے لگی۔مشعلوں نے اپنے شعلے افسوس سے نیچے کر لیے اور ہوا اپنا سانس روکے ساکت ہو گئی۔

''کتنی دیر لگے گی اس کو مرنے میں'راجہ؟''

''آج رات تک کوڑھ اس کے سارے جسم پہ پھیل جائے گا۔وہ کل کا سورج نکلنے سے پہلے مر جائے گا۔''مراد کا چہرہ سرد اور سپاٹ تھا۔

''شہزادی تاشہ کو آپ کیا کہیں گے؟وہ بہت واویلا کریں گی۔''عارف نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

''میرے پاس اس مسئلے کا حل موجود ہے'عارف۔تم نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے۔''مراد نے ابرو اٹھائے اور مسکرایا۔

اس کے چہرے کی جھریاں اور آنکھوں کی چمک عارف کو صاف دکھائی دے رہی تھی۔

☆☆=========☆☆

''ریڈی....سیٹ....گو۔''

اپنی خوابگاہ میں سنگھار میز کے آئینے کے سامنے تاشہ بیٹھی تھی۔کنیز اس کے بال بنا رہی تھی جب اس نے آنکھیں بند کر کے خود سے کہا۔پھر کھنکھاری اور پیچھے کھڑی کنیزوں کو حکم جاری کیا۔

''آدم اب تک بیدار ہو چکا ہو گا۔باغ سے تازہ پھول توڑ کے لاؤ۔ہر رنگ کے پھول۔ہر خوشبو کے پھول۔میں اس کے لئے گلدستہ خود بناؤں گی۔''اس کے انداز میں محبت ہی محبت تھی۔

جب تک کنیز نے اس کے بالوں پہ سنہری کلپ لگایا'اور ہار کا کنڈا اس کی گردن کے پیچھے بند کیا'غلام اور کنیزیں پیچھے رکھی میز پہ پھولوں کا ڈھیر لگا چکے تھے۔

''بہت خوب۔ہمیں آدم کا بھرپور طریقے سے استقبال کرنا ہے۔''

ہلکے نیلے کامدار باجو کرنگ میں ملبوس'کان میں ایک پھول اٹکائے کھڑی شہزادی اب مسکرا کے ٹہنیاں اکٹھی کر رہی تھی۔

اس نے خود گلدستہ بنایا'اسے باندھا'اور پھر کنیزوں کی معیت میں کمرے سے نکلی۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

باغیچہ پار کیا تو دور دور تک پھیلے غلاموں اور خادموں نے دیکھا کہ شہزادی کتب خانے کی طرف جا رہی ہے جہاں شاہی مورخ بیمار پڑا ہے۔ اتنا تو سب جان چکے تھے کہ اس کا علاج شہزادی خود کروا رہی تھی اور شہزادی کے تاثرات سے اندازہ ہوتا تھا کہ آج وہ تندرست ہونے والا ہے۔

"ایڈم.....ایڈم!" کھنکھار کے تالیہ نے ایک ہاتھ سے اس کے کمرے کا دروازہ کھولا۔ دوسرے ہاتھ میں گلدستہ تھا۔

دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اندر بستر نفاست سے بنا دکھائی دے رہا تھا۔ کھڑکی کے پردے ہٹے تھے اور.....

اور کمرہ خالی تھا۔

بستر سے یوں لگتا تھا یہاں رات کوئی سویا ہی نہیں ہے۔ ایڈم کی بیساکھی البتہ پلنگ کے ساتھ زمین پہ گری تھی۔

تالیہ کے ابرو اچنبھے سے اکٹھے ہوئے۔ "آدم کہاں ہے؟" وہ تیزی سے اندر آئی۔ کمرے کے ہر کونے میں دیکھا۔ بستر کے نیچے۔ الماری کے اندر۔ کھڑکی سے باہر۔ ایڈم کہیں نہیں تھا۔

"مجھے آدم بن محمد ہر حال میں چاہیے۔ اس کو ڈھونڈ کے لا کر دو مجھے ابھی۔"

اس کی رنگت سرخ ہو رہی تھی۔ غصے سے۔ پریشانی سے۔ اور وہ پہریداروں کو چلا چلا کے کہہ رہی تھی۔ گلدستہ اس کے ہاتھوں سے نیچے گر چکا تھا۔

مگر کسی کو نہیں معلوم تھا وہ کہاں تھا۔ اسے رات کمرے میں آتے سب نے دیکھا تھا۔ نکلتے نہیں۔ سپاہیوں کی دوڑیں لگ گئیں۔ سارے میں افراتفری مچ گئی۔

مگر ایڈم بن محمد کا سراغ کہیں نہیں ملا۔

بنداہارا کے محل سے دور.....ایک عمارت تھی جسے خطرناک قیدیوں کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اس میں ایک تنہا، تنگ تاریک کوٹھڑی تھی۔ تین طرف دیواریں اور ایک طرف سلاخوں والا دروازہ۔

مراد اس کوٹھڑی کے باہر کھڑا تھا۔ عارف بھی ہمراہ تھا اور دونوں کی نظریں کوٹھڑی کے فرش پہ لیٹے ایڈم پہ جمی تھیں۔

اس کی آنکھیں بند تھیں اور بازو پہلو میں گرے تھے۔ بایاں ہاتھ سیاہی مائل ہو رہا تھا جیسے جلد گل سڑ گئی ہو۔

کوٹھڑی کے باہر ایک ہی مشعل روشن تھی۔ مدھم روشنی میں بس یہی دکھائی دیتا تھا کہ گلنے سڑنے کا عمل اس کے بائیں ہاتھ سے ہوتا ہوا گردن تک پہنچ گیا تھا۔ کرتے کے گلے سے جھانکتے کوڑھ سے اس کا چہرہ ابھی محفوظ تھا۔

"اس کو ابھی تک ہوش نہیں آیا؟"

"یہ غنودگی میں ہے۔ ابھی جاگا تھا۔ پھر غش کھا گیا۔"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

عارف مدھم آواز میں کہہ رہا تھا۔مراد آگے آیا اور سلاخوں کے پار پیچھے چت لیٹے ایڈم کو غور سے دیکھا۔

''آدم۔''

اس کی آنکھیں کھلیں۔چند لمحے وہ چھت کو دیکھتا رہا۔پھر چونک کے ادھر ادھر دیکھا۔جیسے خواب میں کھویا انسان لمبی نیند سے اٹھتا ہے۔

وہ ہڑبڑا کے اٹھ بیٹھا۔پھر گردن جھکا کے خود کو دیکھا۔بائیں بازو پہ نظر پڑی تو آنکھیں خوف سے پھیلیں۔بے یقینی سی بے یقینی تھی۔اس نے جھٹکے سے گردن اٹھائی اور مراد راجہ پہ نظر ٹھہری۔

مراد نے محسوس کیا کہ وہ مسلسل بایاں بازو اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے لیکن اس کا بایاں بازو بے جان سا لگتا تھا۔وہ پہلو میں زمین پہ گرا تھا۔

ایڈم بن محمد نے بے بسی سے مراد کو دیکھا۔''میرا بازو....اس میں درد بھی نہیں ہو رہا۔مجھے یہ محسوس کیوں نہیں ہو رہا' مراد راجہ؟''اس کی آواز گھٹی گھٹی سی تھی۔

''مجھے افسوس ہے' آدم۔''مراد نے بنا تاثر کے محض اتنا کہا۔ایڈم نے دوسرے ہاتھ کے زور پہ اٹھنے کی کوشش کی مگر یوں معلوم ہوتا تھا گویا اس میں اب اٹھنے کی سکت نہ رہی تھی

''میں نے دوا بالکل ٹھیک بنائی تھی۔مگر....کیا ترکیب غلط تھی؟''ساتھ ہی بے یقینی سے نفی میں سر ہلایا۔''نہیں راجہ۔آپ مجھے غلط ترکیب نہیں دے سکتے۔''

''میں نے کہا نا' مجھے افسوس ہے۔''

''آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟''اس کی مراد پہ ٹھہری بے یقین آنکھوں میں پانی بھرنے لگا۔

''تم اس بات پہ قناعت کیوں نہیں اختیار کر لیتے کہ تمہارے مقدر میں بس اتنا ہی تھا؟تم عام سے نوجوان تھے۔تمہارے مقدر نے تمہیں مہینوں تک محل میں رہنے دیا۔امراء' وزراء اور سلطان کے ساتھ وقت گزارنے دیا۔تمہاری لکھی کتاب صدیوں تک یاد رکھی جائے گی۔اس سے زیادہ تم اپنے مقدر سے کیا چاہتے ہو؟''

''راجہ۔''وہ اسے دیکھ کے رہ گیا۔''میرے ماں باپ....وہ بوڑھے ہیں....وہ اکیلے ہیں۔''

''تم اتنے برس ان کے ساتھ رہے۔ان کی خدمت کی۔وہ اپنے مقدر سے اس سے بڑھ کے کیا چاہتے ہیں؟''مراد راجہ نے ساتھ ہی حیرت سے شانے بھی اچکائے تھے۔

''راجہ....خدا کے لیے۔مجھے ٹھیک کر دیں۔کوئی دوا' کوئی جادو' کچھ تو ہوگا۔''

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مگر مراد کمر پہ ہاتھ باندھے آگے بڑھ گیا۔ایڈم بے قراری سے پیچھے سے چلایا۔

''مجھے چہ تالیہ سے ملنا ہے۔ان کو میری خبر کر دیں۔ان سے کہیں ایک دفعہ مجھ سے ملنے آجائیں۔''

وہ خود کو گھسیٹ کے سلاخوں کے قریب لانے لگا۔مراد اَن سنی کیے آگے بڑھ رہا تھا جب ایڈم نے وہاں کھڑے عارف سے التجا کی۔

''تم....تم مجھے قلم کاغذ لا دو۔میرا پیغام ان تک پہنچا دو۔''پھر آواز دھیمی کی۔''وہ تمہیں اس کے بدلے میں انعام دیں گی۔مال'سونا'جو تم کہو۔''

عارف نے استہزائیہ مسکراہٹ سے اسے دیکھا۔''تم مجھے اپنے اس راجہ سے بددیانتی کرنے کا لالچ دے رہے ہو جو سلطان بننے والا ہے؟''

مراد نے پلٹ کے ایڈم کو دیکھا جو سلاخیں پکڑے بے بسی سے عارف کی منت کر رہا تھا۔

''یہ چند دن کا مہمان ہے'عارف۔اسے خط لکھنے دو۔''اور اسے اشارہ کیا۔عارف نے استعجاب سے ابرو اکٹھے کیے مگر راجہ کا حکم حتمی تھا۔اس نے بس ایک برہم نظر ایڈم پہ ڈالی اور راجہ کے ساتھ باہر نکل گیا۔ایڈم سلاخوں سے سر ٹکائے گہرے گہرے سانس لینے لگا۔

''اس کو قلم کاغذ دینا دانشمندی ہوگی'راجہ؟''عارف ناخوش لگتا تھا۔

''وہ جو لکھے'اس کو میرے پاس لانا۔ہم اس کی لکھائی کی نقل تیار کر کے اپنی مرضی کا خط شہزادی کو دے سکتے ہیں۔''

''اس کی لکھائی تو بنگارایا ملایو سے بھی مل جائے گی۔''

''مگر اس کتاب میں ذاتی نوعیت کی باتیں نہیں ہوں گی۔کوئی لقب'کوئی فقرہ'جو صرف شہزادی جانتی ہو۔ورنہ وہ کیسے یقین کرے گی کہ یہ خط آدم کا لکھا ہے؟''

وہ زینے چڑھتے آہستہ سے کہہ رہا تھا۔''اور ہاں۔اس کی خوراک بند کر دو۔صرف پانی دو۔پانی اس کا مرض بگاڑے گا۔میں اس سے جلد از جلد چھٹکارا پانا چاہتا ہوں۔''

عارف اثبات میں سر ہلا رہا تھا۔وہ دونوں اب قید خانے سے دور نکل آئے تھے۔

☆☆=========☆☆

بندا ہارا کے محل کے باغیچے میں تالیہ مراد اس وقت اضطرابی حالت میں ٹہلتی نظر آرہی تھی۔انگلیاں مروڑتی'دائیں سے بائیں چکر کاٹتی وہ دانتوں سے نچلا لب زخمی کیے جارہی تھی۔پس منظر میں قطار میں ہاتھ باندھے کھڑی کنیزیں اور غلام دکھائی

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Paksociety.com

دے رہے تھے جو پیچھے کھڑے تھے۔ صبح سے شہزادی چیخ چلا رہی تھی اور وہ نشانے پہ تھے۔

دفعتاً روش پہ دور سے آتا عارف دکھائی دیا تو ایک کنیز نے کھنکھار کے اسے اطلاع دی۔ وہ چونکی اور اس طرف پلٹی۔ پھر ماتھے پہ بل ڈالے عارف کو آواز دی۔ وہ فوراً اس کی طرف آیا۔

"تم صبح سے کہاں تھے؟ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔" اس کا ضبط کا دامن گویا چھوٹ گیا تھا۔ غصے میں زور سے بولی تو عارف نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

"کیا ہوا شہزادی؟"

"آدم کہاں ہے؟" وہ کمر پہ ہاتھ رکھے اسے گھور رہی تھی۔

"آج صبح تک تو یہیں تھا۔ اب کہاں گیا؟ کتب خانے میں نہیں ہے کیا؟"

وہ چونکی۔ "صبح؟ تم نے اسے صبح دیکھا تھا؟"

"جی شہزادی۔ وہ مراد راجہ کی خواب گاہ کی طرف جا رہا تھا۔" عارف نے بظاہر یاد کر کے بتایا۔ "اس کے کندھے پہ ایک تھیلا بھی تھا۔"

"وہ... وہ ٹھیک تھا؟" تالیہ نے بے قراری سے پوچھا۔ وہ پلک تک نہیں جھپک پا رہی تھی۔

"جی۔ وہ بالکل ٹھیک تھا کیونکہ اس نے گزشتہ رات دوا پی لی تھی۔ اس نے مجھے خود بتایا تھا۔ ظاہر ہے اس نے ٹھیک ہونا ہی تھا۔"

عارف کے الفاظ پہ پیچھے کھڑے غلاموں اور خادموں میں پرجوش سرگوشیوں کے تبادلے ہوئے۔ خود تالیہ کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے۔ اس نے گہری سانس لی۔

"تو وہ تندرست نظر آ رہا تھا۔" اس کا ہاتھ ابھی تک سینے پہ تھا۔ چہرے کے تاثرات ذرا بہتر ہوئے مگر پھر وہ دوبارہ سے فکرمند ہوئی۔ "وہ صبح بابا سے ملا۔ پھر کہاں گیا؟"

"مجھے نہیں معلوم شہزادی۔ میں تو سیدھا سلطنت محل چلا گیا تھا۔ آپ راجہ سے معلوم کر لیں۔" وہ سادگی سے بتا رہا تھا۔

"اوہ۔ اچھا۔" وہ اب اطمینان سے گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔ چہرے کی رنگت بحال ہو رہی تھی۔

"میں جاؤں شہزادی؟"

"ہاں۔ نہیں۔ ٹھہرو۔ بابا کہاں ہیں؟"

"وہ سلطنت محل میں ہیں۔ عشاء کے بعد آئیں گے۔ آپ کہتی ہیں تو میں آپ کو وہیں لے چلتا ہوں۔"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''نہیں۔ میں ان کا انتظار کر لوں گی۔'' پھر وہ بڑبڑائی۔ ''وہ ٹھیک تھا' اتنا ہی کافی ہے۔''

اس کا ہاتھ ہنوز دل کے مقام پہ تھا۔ اب وہ خود سے بڑبڑاتی پلٹ رہی تھی۔ عارف نے اسے جاتے دیکھا اور سوچا.... سب منصوبے کے مطابق جا رہا تھا۔ ساری اداکاری' سارے کرتب' سب درست تھے۔

بہت جلد اس کی ان دوسری دنیا کے لوگوں سے جان چھوٹنے والی تھی۔ اس کے بعد صرف وہ ہوگا۔ مراد راجہ کا دایاں ہاتھ۔ وہ دل ہی دل میں مسکرایا۔

پھر چونکا۔ اسے فوراً واپس جا کے مراد کو اس سارے واقعے کی اطلاع کرنی تھی۔

☆☆==========☆☆

جب عارف واپس قید خانے میں آیا' ایڈم دیوار سے ٹیک لگائے یوں بیٹھا تھا کہ قلم ساتھ پڑا تھا اور گھٹنوں پہ رکھا کاغذ ہنوز کورا تھا۔ وہ خلاء میں گھور رہا تھا۔ سیاہی اب اس کے آدھے چہرے تک پھیل چکی تھی۔ عارف کی نظریں اس کے دوسرے بازو تک گئیں۔

سیاہی نے اس کو بھی ڈھانک رکھا تھا۔ قید خانے سے جلد کے گلنے سڑنے کی بدبو الگ اٹھ رہی تھی۔ عارف نے ناک پہ رومال رکھا اور اس کے قریب آیا۔ پیچھے ایک سپاہی پہرے پہ کھڑا تھا۔ اس نے بھی ناک کو کپڑے سے ڈھانک رکھا تھا۔

''آدم....'' ناگواری سے اس کو آواز دی۔

ایڈم نے خالی نظروں سے اسے دیکھا۔ ''میں نہیں لکھ سکا کچھ۔'' اس کی آواز مدھم تھی۔

''دیکھو.... چند الفاظ لکھ لو۔ خدا کے لئے۔''

''میرا ہاتھ نہیں چل رہا۔ راجہ۔ راجہ کو بلاؤ۔ مجھے اس سے بات کرنی ہے۔'' اس کی آواز میں درد تھا۔ بے بسی تھی۔ عارف پریشانی سے مڑا اور سپاہی کو مخاطب کیا۔

''اسے کچھ کھانے کے لئے دو۔ تاکہ اس کی توانائی بحال ہو۔''

''راجہ نے منع کیا ہے۔ اسے پانی کے سوا کچھ نہیں دینا۔''

''یہ صبح تک ویسے ہی مر جائے گا۔ مجھے اس سے یہ خط لکھوانا ہے۔'' وہ زچ ہو کے بولا مگر سپاہی نے گردن ہلا دی۔

''راجہ نے جو فرض مجھے سونپا ہے' میں اسے پورا کروں گا۔''

''اچھا ٹھیک ہے.... راجہ کو بلاؤ۔ ان سے کہو جلدی آئیں۔ اس نوجوان کا آخری وقت ہے۔'' وہ فکرمندی سے بولا۔ پھر ایڈم کو پکارا۔ ''کیا تم چند سطور بھی نہیں لکھ سکتے؟''

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"راجہ کو بلاؤ۔" وہ خلاء میں دیکھ رہا تھا۔ سپاہی ناک پہ ہاتھ رکھے فوراً سے باہر نکل گیا۔

جس وقت مراد راجہ عجلت میں قید خانے میں پہنچا' عارف سر جھکائے سامنے ایک چوکی بیٹھا تھا۔ اس کے مقابل.... سلاخوں کے پار.... ایڈم اسی حالت میں دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے کی ساری جلد اب گلی سڑی نظر آتی تھی۔ سوائے چند دھبوں کے سارا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا۔ بس آنکھیں پہچانی جاتی تھیں۔

مراد نے اونہوں کہتے ہوئے ہاتھ ناک پہ رکھا اور برہم نظروں سے ایڈم کو دیکھا۔

"اس نے خط نہیں لکھا؟"

"راجہ.... اس کو کچھ کھانے کے لئے دے دیتے ہیں' تا کہ اس میں لکھنے کی توانائی آئے...."

"مراد راجہ...." کوڑھ زدہ قیدی بولا تو عارف خاموش ہو گیا۔ "مجھے درد نہیں ہو رہا.... آپ نے مجھ سے میرے سارے درد چھین لئے ہیں...."

مراد خاموشی سے اسے دیکھے گیا۔ ماتھے پہ بل تھے۔

"مجھے یہ فیصلہ مشکل لگتا تھا.... چ تالیہ کو چھوڑنا.... مگر آپ نے اسے میرے لئے آسان بنا دیا۔" وہ توڑ توڑ کے الفاظ ادا کر رہا تھا۔ نظریں در و دیوار پہ جمی تھیں۔ "حالانکہ.... حالانکہ میرے پاس اب کوئی راستہ نہیں بچا.... پھر بھی.... آپ چ تالیہ سے کہنا کہ میں ان سے دستبردار ہوتا ہوں۔ ایڈم بن محمد اب کبھی تالیہ اور فاتح کے درمیان آنے کا نہیں سوچے گا۔ مجھے اب چ تالیہ کے لئے جینے کی خواہش بھی نہیں رہی۔"

"میں سن رہا ہوں۔" مراد سپاٹ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"میری جتنی زندگی باقی ہے.... میں وہ اپنے لئے جیوں گا.... جہاں بھی.... جیسے بھی.... اب میں پرسکون ہوں۔ مگر...." اس نے نظریں مراد کی طرف پھیریں۔

"میں ایک عام انسان تھا.... مجھے عام موت نہیں چاہیے تھی۔ میں اپنی موت کو آپ کے لئے یادگار بنانا چاہتا ہوں۔"

وہ ہلکا سا کھانسا۔ مراد اتنی دور سے' اس نیم اندھیر ماحول میں بھی دیکھ سکتا تھا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک کے سیاہ گلی سڑی جلد کی تہہ میں جذب ہو رہے تھے۔

"میں آپ کو کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اچھے والد نہیں ہیں۔ آپ نے اپنی بیٹی سے ویسی محبت نہیں کی جیسی کرنی چاہیے۔ ماں باپ کا کام ہوتا ہے.... اپنے بچوں کی حفاظت کرنا۔ ان کو دوسروں کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے ان کی ڈھال بن جانا۔ آپ کو بس اتنا کرنا تھا۔ اتنی سازشوں کی ضرورت نہ تھی۔"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

عارف ناک پہ رومال رکھے خاموشی سے اسے سن رہا تھا۔ مراد کے چہرے پہ البتہ کوئی تاثر نہ تھا۔

''آپ کے پاس اب بھی موقع ہے۔ بے تالیہ سے ویسے پیار کر کے دیکھیں جیسے کرنا چاہیے تھا۔ وہ جس کے ساتھ رہنا چاہتی ہیں' جہاں رہنا چاہتی ہیں' ان کو ان کی مرضی کرنے دیں۔ آپ بے تالیہ کو ویسے نہیں جانتے جیسے میں جانتا ہوں۔ ان کو آزاد کر دیں۔ میری جان لے لیں' راجہ۔ مگر ان کو آزاد کر دیں۔''

پھر وہ خاموش ہو گیا۔ اور گردن راجہ کی طرف سے موڑ لی۔ اب مراد اس کا نیم رخ دیکھ سکتا تھا۔ وہ کافی دیر خاموش رہا تو مراد اکتا کے بولا۔ ''کہہ چکے؟''

ایڈم بن محمد نے جواب نہیں دیا تو مراد نے سر جھٹکا۔

''اس کو کھانا لا دو۔ شاید یہ چند سطور لکھ دے۔''

وہ مڑا اور باہر کی طرف بڑھا۔ دوسرے سپاہی نے قدرے سراسیمگی سے پکارا۔

''راجہ.... یہ زندہ ہے؟''

مراد نے اکتا کے کہا۔ ''ہاں وہ زندہ ہے۔ اسے کچھ کھانے کے لئے لا دو۔'' وہ باہر نکلا تو عارف بھی پیچھے ہو لیا۔

سیڑھیاں چڑھ کے وہ دونوں اوپر آئے تو مراد راجہ فکر مند دکھائی دیتا تھا۔

''مجھے اس کی کتاب لا کے دو۔ میں اس کی لکھائی میں خط لکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔''

''شہزادی تاشہ بہت زیرک واقع ہوئی ہیں۔ وہ پہچان جائیں گی۔''

''ہوں۔ شاید ہمیں خط کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف ایک گواہی کافی ہوگی۔'' مراد سوچ رہا تھا جب وہی سپاہی بھاگا بھاگا اوپر آیا۔

''راجہ۔ راجہ۔'' وہ ہانپ رہا تھا۔ ''وہ.... وہ جواب نہیں دے رہا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہیں۔ وہ شاید.... وہ مر گیا ہے۔''

انسانی موت ایسا المیہ ہے جو سخت سے سخت دل کو بھی ایک دفعہ ہلا دیتی ہے۔ چاہے وہ سخت دل اس کے منتظر ہی کیوں نہ ہوں۔ وہ تینوں واپس نیچے دوڑے۔

قید خانہ ویسا ہی تعفن زدہ تھا مگر اب.... کوڑھ زدہ ''قیدی'' دائیں پہلو فرش پہ گرا تھا جیسے بیٹھے بیٹھے ایک طرف لڑھک گیا ہو۔ بدبو پہلے سے کئی گنا بڑھ گئی تھی۔

''دیکھو.... وہ سانس لے رہا ہے؟''

سپاہی ہچکچایا۔ اس زمانے میں عام فہم رویہ یہ تھا کہ کوڑھ چھونے سے پھیلتا ہے۔ عارف تیزی سے تعفن زدہ کوٹھڑی کے اندر

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آیا اور جھک کے اس کی گلی سڑی کلائی چھوئی۔

وہاں نبض کب کی ختم ہو چکی تھی۔ دل کی دھڑکن اور سانسیں بھی رک چکی تھیں۔

کوڑھزدہ آدمی مر چکا تھا۔ وہ جا چکا تھا۔ عارف نے مراد کو دیکھا اور افسوس سے سر ہلا دیا۔

"اس کی لاش کو سمندر میں بہا دو۔ اور اس راز کو یہیں دفن کر دو۔ اگر یہ بات کسی تیسرے فرد کو معلوم ہوئی تو میں تم دونوں کو مثالِ عبرت بنا دوں گا۔" سرد آواز میں تنبیہ کی اور آگے بڑھ گیا۔ عارف نے جھٹ سر ہلایا اور لاش کی طرف بڑھ گیا۔ اسے ہی اس کوڑھزدہ لاش کو ٹھکانے لگانا تھا۔ جانتا تھا دوسرا سپاہی مدد نہیں کرے گا۔

☆☆==========☆☆

بنداہارا کا محل رات کی تاریکی میں ڈوبا تھا۔ چند قمقمے جل رہے تھے اور دیوار پہ لگی مشعلیں روشن تھیں جن کے باعث گرد و نواح میں راستہ تھوڑا بہت سجھائی دیتا تھا۔

مراد قید خانے سے سلطنت محل گیا تھا۔ اور عشاء کے بعد وہاں سے فاتح کے ہمراہ اپنے محل واپس آ رہا تھا۔ محل کے قریب اس نے سپاہیوں کو آگے بھیج دیا تھا اور خود گھوڑے سے اتر آیا۔ لگام تھامے گھوڑے کے ساتھ چلتے ہوئے وہ کنکھیوں سے فاتح کو دیکھ رہا تھا۔

وہ بھی اس کی تقلید میں گھوڑے کی لگام تھامے پیدل چل رہا تھا۔ سفید کرتے پاجامے میں ملبوس اپنی مخصوص سیاہ قبا کندھوں پہ ڈالے وہ سوچ میں گم لگتا تھا۔

"وفاداری تمہارے نزدیک کیا ہے ون فاتح؟" اندھیر سڑک پہ چلتے مراد نے اچانک سے سوال پوچھا تو فاتح نے محض آنکھیں اٹھا کے اسے دیکھا۔

"آپ کے نزدیک کیا ہے راجہ؟"

"اپنے مفاد پہ کسی دوسرے کو ترجیح دینا، اس کے رازوں کی حفاظت کو مقدم رکھنا، اور اس کا غیر مشروط ساتھ دینا۔"

"اگر وفا صرف یہی ہوتی تو یہ آپ مرسل کے ساتھ نبھا چکے ہیں۔" وہ سامنے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ مراد نے چونک کے قدرے دلچسپی سے اسے دیکھا۔

"اتنی وفاداری تو سب آپ کے اچھے وقت میں نبھاتے ہیں راجہ۔ وفاداری صرف یہ نہیں ہوتی۔"

"پھر کیا ہوتی ہے؟"

فاتح نے نگاہوں کا زاویہ اس کی طرف موڑا اور سادگی سے کہا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"جب راستہ تاریک ہو جائے تو الوداع نہ کہنا بلکہ ساتھ چلتے رہنا۔ وفاداری اندھیروں کے ساتھ کا نام ہے۔"

مراد رک گیا تو وہ بھی ٹھہر گیا۔ دونوں اب ایک دوسرے کے آمنے سامنے اندھیر سڑک پہ کھڑے تھے۔

"میں کیسے یقین کروں کہ تم میرے ساتھ وفادار ہو فاتح؟" مراد گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیا میں اب تک خود کو وفادار ثابت نہیں کر سکا؟"

"بظاہر تو تم نے سب کیا ہے لیکن ایک امتحان ابھی باقی ہے۔" وہ ٹھہرا۔ بادل آسمان سے ذرا سے سمٹے تو چاند کا چمکتا ہوا کنارہ دکھائی دیا۔ ذرا دیر کو اندھیر سڑک پہ روشنی بکھر گئی۔

"میں نے تمہیں برونائی کے ولی عہد کے طور پہ اس لئے متعارف کروایا تھا کیونکہ میں دیکھ چکا تھا' تاشہ تمہارے بغیر میری دنیا میں کبھی خوش نہیں رہے گی۔ کیا تم اس سے میری دنیا کے رواج کے مطابق شادی کرنا چاہتے ہو؟ ایسی شادی جس کا علم ساری سلطنت کو ہو۔"

ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی۔ فاتح کے چہرے پہ چھائے سکون میں واضح دراڑ پڑی تھی۔

"میں اور تالیہ ایک زمانہ پہلے اس رشتے میں خود کو باندھ چکے ہیں' راجہ۔"

"میں ایک علی الاعلان شادی کی بات کر رہا ہوں۔" مراد کی نظریں اس پہ جمی تھیں۔

"اور بدلے میں مجھے آپ سے چابی کا سوال نہیں کرنا ہو گا۔ ہے نا؟"

"ایسا ہی ہے۔ ویسے بھی تمہاری دنیا میں تمہارے لئے اب کیا رہ گیا ہے؟ تم وہاں کبھی حکومت نہیں کر سکو گے۔"

فاتح چپ ہو گیا۔

"میں نے سوچا تھا کہ اگر مجھے دوبارہ موقع ملے تو میں اپنا استعفیٰ واپس لے لوں گا اور دوبارہ سے...."

"تمہارے لوگ اب کبھی تمہارا اعتبار نہیں کریں گے' وان فاتح۔" مراد زور دے کر بولا۔ "تمہارے لئے وہاں اب کوئی محبت' کوئی التفات نہیں بچا۔ تاشہ نے بتایا تھا کہ تمہاری بیوی مر چکی ہے' تمہارے خواب ختم ہو چکے ہیں۔ بہت جلد تمہارے بچے تمہارا نام اپنے ساتھ لگانے سے احتراز کرنے لگیں گے۔ تمہاری دنیا راکھ ہو چکی ہے۔"

اندھیرے میں بھی وہ فاتح کی گردن میں ڈوب کے ابھرتی گلٹی دیکھ سکتا تھا۔

"مگر میری دنیا میں.... میں تمہیں ایک غیر ملکی شہزادے کے طور پہ خوش آمدید کہتا ہوں۔ تم سلطان کی بیٹی سے شادی کرو گے۔ تم میرے بنداہارا بن سکتے ہو۔ تم میرے ساتھ اس ملک پہ حکومت کر سکتے ہو۔ کیا تم ایسا نہیں چاہتے؟"

"میں نے ایک دفعہ اپنے دوستوں کو بتائے بغیر آپ کے ساتھ معاہدہ کیا تھا۔ اگر میں نے دوبارہ ایسا کیا تو وہ میرا

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official
#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اعتبار کبھی نہیں کریں گے۔"

"میں آدم کو واپس اس کی دنیا میں بھیج سکتا ہوں۔ اور تم.... تم ادھر ہی رہ سکتے ہو۔" مراد بہت آرام سے کہہ رہا تھا۔

"آپ یہ کیوں کر رہے ہیں؟" وہ مشتبہ نظروں سے راجہ کو دیکھ رہا تھا۔

"اپنی بیٹی کے لئے۔ وہ تمہارے بغیر کبھی خوش نہیں رہے گی۔"

"یعنی تالیہ کو پانے اور ایڈم کو واپس اس کے ماں باپ سے ملانے کے لئے مجھے ایک دفعہ پھر مراد راجہ کے ساتھ پسِ پردہ سودا کرنا پڑے گا؟" وہ ناخوشی سے بولا۔

"ہاں۔ مگر پہلے تمہیں اپنی وفاداری ثابت کرنی ہو گی۔" مراد معنی خیز انداز میں کہہ کے آگے بڑھ گیا تو فاتح نے الجھی ہوئی نظروں سے اسے دیکھا مگر فی الحال مراد کا رکنے کا ارادہ نہ تھا۔

وہ دونوں ساتھ ساتھ محل میں داخل ہوئے تو اندھیرے پڑے باغیچے کے سامنے برآمدے کی زینوں پہ وہ منتظر دکھائی دی۔ مراد کو آتے دیکھ کے وہ تیزی سے نیچے آئی۔

"بابا.... ایڈم کہاں ہے؟ کیا وہ آپ کے ساتھ ہے؟"

وہ ان کے سامنے آ رکی اور بے قراری سے بولی۔

مراد نے گہری سانس لی اور فاتح کو دیکھا۔ "تم نے اسے نہیں بتایا؟"

فاتح چونکا۔ مگر بولا کچھ نہیں۔ جیسے سمجھ نہ آیا ہو اس بات پہ کیا کہے۔

"آدم نے تندرست ہونے کے بعد مجھ سے پہلا سوال وقت کی چابی کے بارے میں کیا تھا۔"

"ظاہر ہے۔ وہ واپس جانا چاہتا تھا۔ مگر....." تالیہ ٹھہر گئی۔ بے یقینی سے مراد کو دیکھا۔ "کیا مطلب؟ بابا..... آپ نے....."

"ہاں۔ میں نے اسے وقت کی چابی دے دی۔ وہ اپنی دنیا میں واپس جا چکا ہے۔"

چند لمحے کے لئے اندھیر سیڑھیوں پہ ششدر سا سناٹا چھایا رہا۔ تالیہ اور خود فاتح بھی بے یقینی سے مراد کو دیکھ رہے تھے۔

"آپ نے..... ایڈم کو..... جانے دیا؟ مجھے بتایا بھی نہیں۔"

"یہ فاتح اور اس کی خواہش تھی کہ ایسا ہی ہو۔"

وان فاتح نے چونک کے مراد کو دیکھا اور پھر تالیہ کو جس کی بے یقین نظروں کا رخ اس کی طرف مڑ چکا تھا۔

مراد راجہ اتنی سادگی سے بتا رہا تھا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official
#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

”وہ چابی محض آدم اور فاتح کے لئے تھی۔ آدم چاہتا تھا کہ وہ تم سے ملے بغیر واپس جائے۔ اور وان فاتح....“مراد نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔”وان فاتح واپس نہیں جانا چاہتا۔ وہ یہیں رہنا چاہتا ہے۔ مجھے بتاؤ میں نے کیا غلط کیا؟“

وہ ابھی تک صدمے کے زیر اثر لگتی تھی۔ بس ٹکر ٹکر باپ کا چہرہ دیکھنے لگی۔

”وہ چابی...ظاہر ہے...فاتح اور ایڈم کے لیے تھی...مگر....“ ذرا سنبھل کے بولی' پھر شکایتی نظروں سے فاتح کو دیکھا۔”مگر آپ نے مجھے بتانا مناسب تک نہ سمجھا؟ ایڈم مجھ سے ملے بغیر یوں کیسے جا سکتا ہے؟ کیا اس نے....اس نے میرے لئے ایک فقرہ بھی نہیں کہا۔“

”کیا اس نے کچھ کہا تھا؟“مراد نے سنجیدگی سے فاتح کو دیکھا جیسے اس وقت فاتح وہاں موجود ہو۔”کیونکہ اگر کچھ کہا ہوتو وان فاتح ضرور تمہیں بتائے گا۔ مجھے اس کی وفاداری پہ شک نہیں۔“مراد اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا گویا کہہ رہا ہو...بنداہارا کا عہدہ...یا سچ؟ فیصلہ تمہارا ہے۔

”نہیں۔ وہ....وہ بس اپنے ماں باپ کے پاس واپس جانا چاہتا تھا۔“وہ رک رک کے بولا۔ وہ اس جھوٹ کے لیے تیار نہ تھا اس لیے یہ کہنا مشکل لگا تھا۔

”کیا تم بھی نہیں چاہتی تھیں؟ کہ وہ تندرست ہو جائے اور واپس چلا جائے؟“مراد اپنی بیٹی کو تعجب سے دیکھ رہا تھا۔

”آپ دونوں نے اسے واپس بھیج دیا؟ اور وہ بھی چلا گیا؟ مجھ سے ملے بغیر؟“وہ ہنوز شاک کے زیر اثر لگتی تھی۔ پھر سر جھٹکا۔”مجھے اکیلا چھوڑ دیں۔“

پھر وہ پلٹ گئی اور سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ تعلیم' آداب' سب آج بھلا دیے۔

”تالیہ۔“فاتح نے پکارا لیکن وہ نہیں رکی۔ وہ دور چلی گئی۔

”کیا یہ تھا وفاداری کا امتحان؟“وہ مراد کی طرف گھوما اور بہت ضبط سے بولا۔

”ہاں اور تم اس میں پورے اترے۔ تم ملاکہ سلطنت کے بہترین بنداہارا ہو گے' وان فاتح۔“

”میں نے ابھی ایسا کوئی فیصلہ نہیں کیا۔“

”میں تمہاری آنکھیں پڑھ سکتا ہوں۔“مراد نے مسکرا کے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔”تم نے جھوٹ اس لئے بولا کیونکہ تم تخت کھونا نہیں چاہتے تھے۔“

”آپ نے مجھے اس کی نظروں میں ناقابلِ اعتبار بنا دیا ہے۔“وہ بولا تو آواز میں دکھ اور بے بسی تھی۔ مراد صرف مسکرا دیا اور آگے بڑھ گیا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"کیا آپ کو واقعی اپنی بیٹی سے محبت ہے رُاجہ؟"

مراد کے قدم ٹھہر گئے۔وہ مڑا اور ناگواری سے فاتح کو دیکھا۔"کیا تمہیں اب بھی شک ہے؟"

میں نے آپ سے کہا تھا کہ جب میں آپ کو تخت دلاؤں گا تو میں آپ سے کچھ مانگوں گا۔"

"ابھی میں سلطان نہیں بنا۔"

"لیکن تخت آپ کا ہی ہے۔یہ شہزادے تو کٹھ پتلی ہیں۔" فاتح سنجیدگی سے کہتا اس کے سامنے آیا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا۔" آپ کو اپنا وعدہ پورا کرنا ہوگا۔"

"کہو۔" مراد نے لب بھینچ لیے۔

"میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ 'مراد راجہ' بنے بغیر صرف....صرف ایک باپ کی طرح اپنی بیٹی سے پوچھیں کہ وہ کیا چاہتی ہے۔"

مراد کے ابرو اچنبھے سے اکٹھے ہوئے۔"یہ کس قسم کی شرط ہے؟"

"میں اس کو نہیں بتاؤں گا کہ آپ نے ایڈم کو مجھ سے پوچھے بغیر واپس بھیجا ہے اور میرے لئے چابی بنائی ہی نہیں ہے۔اگر آپ یہ کام کر لیں تو میں یہاں رہنے کے لئے تیار ہوں۔کیا آپ ایک دن کے لئے تالیہ کے باپ بن کے دکھا سکتے ہیں؟"

"تمہیں لگتا ہے میں ایک اچھا باپ نہیں ہوں؟"

"یہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔کیا آپ اپنی بیٹی کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے بجائے اس سے اس کی مرضی پوچھ سکتے ہیں؟"

"اور اس سے کیا ہوگا؟"

"اگر آپ واقعی اس کے باپ بن کے اس سے بات کریں گے تو آپ کو اسے ایڈم کے بارے میں سچ بتانا ہوگا۔سچ بتائے بغیر آپ دونوں کا رشتہ کھوٹا رہے گا۔میں نہیں مان سکتا کہ بغیر کسی بڑی وجہ کے آپ نے ایڈم کو خاموشی سے واپس بھیج دیا۔کچھ ہے جو آپ چھپا رہے ہیں۔"

مراد چند لمحے اس کا چہرہ دیکھتا رہا۔پھر گہری سانس اندر کھینچی۔

"اس نے جاتے وقت کہا تھا کہ وہ "تالیہ" اور "فاتح" کے درمیان نہیں آنا چاہتا۔وہ "چے تالیہ" سے دستبردار ہونا چاہتا ہے۔وہ اب 'چے تالیہ' کے لئے نہیں جیئے گا۔"

مراد نے اس کے الفاظ دہرا دیے اور فاتح چند ثانیے کے لئے کچھ بول نہ سکا۔یہ ایڈم کے ہی الفاظ تھے۔اور یہ اس کے

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لئے نئے تھے۔ یہ الفاظ کسی سازش' کسی منصوبے کا حصہ نہ تھے۔

''اس نے ایسا کہا؟'' جو بات دونوں کے درمیان تکلف میں ہمیشہ ادھوری رہ گئی تھی' اسے ایڈم جاتے جاتے پورا کر گیا تھا۔

مراد اسے وہیں چھوڑ کے اندر آیا تو نیم اندھیر روشن راہداریاں ویران پڑی تھیں۔ اپنی خواب گاہ کی طرف جانے کے بجائے وہ تالیہ کے کمرے کی طرف آیا۔ دروازہ کھلا تھا۔ پہریدار بت بنے کھڑے تھے اور وہ پلنگ پہ بیٹھی تھی۔ ننگے پیر فرش پہ تھے۔ اور خود گم صم خلاء میں دیکھ رہی تھی۔

آہٹ پہ نظریں اٹھائیں۔ پھر نقاہت سے مسکرائی۔ کمرے میں دو مشعلیں روشن تھیں اس لئے اس کا چہرہ زرد روشنی میں واضح دکھائی دیتا تھا۔

''تم مجھ سے خفا ہو کہ میں نے اسے جانے دیا؟'' وہ اس کے پلنگ پہ بیٹھا اور نرمی سے پوچھا۔

''نہیں۔'' تالیہ نے نفی میں سر ہلایا۔ ''میں خود سے خفا ہوں۔''

''کیوں؟''

''کیونکہ میں نے آپ پہ شک کیا تھا' بابا۔'' اس کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔ مراد نے اپنے چہرے سے اندرونی جذبات کی خبر نہ ہونے دی اور بظاہر عام انداز میں حیران ہوا۔

''کیسا شک؟''

''یہی کہ وہ کام نہیں کرے گی۔ یا شاید ترکیب درست نہ ہو۔ لیکن آپ نے اپنا وعدہ نبھایا۔ مجھے آپ پہ کبھی شک نہیں کرنا چاہیے تھا۔'' پھر اس نے گہری سانس لی۔ ''جب مرسل نے اپنے بھائی کو مارا تو مجھے لگا میں اس پاگل دنیا میں نہیں رہ پاؤں گی۔ میں بھی ایڈم اور فاتح کے ساتھ واپس جانے کا سوچنے لگی تھی لیکن آپ نے جو کچھ میرے دوست کے لیے کیا... اس کے بعد میں آپ کو کبھی نہیں چھوڑ سکتی۔'' وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرائی۔ ''ایڈم صحت یاب ہو گیا' اور واپس چلا گیا' مجھے یہی چاہیے تھا۔ لیکن وہ مجھ سے مل کے کیوں نہیں گیا۔''

مراد چند لمحے اس کا اداس چہرہ دیکھتا رہا۔

''وہ تمہارا دوست تھا' تو قف کیا۔ ''تمہارے نزدیک دوستی کیا ہے' تاشہ؟''

اس نے آنکھیں رگڑیں اور سادگی سے کہنے لگی۔

''کسی کی خوشی میں خوش' اس کے غم میں غمگین۔ اس کو اعتبار اور مان دینا۔ وفا نبھانا۔''

''اور محبت کیا ہوتی ہے؟''

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تالیہ نے ہلکے سے شانے اچکائے۔" پتہ نہیں۔"

"میں بتاؤں؟" مراد آگے کو جھکا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا۔"محبت وہ دوستی ہوتی ہے جس سے آگ کی لپٹیں اٹھنے لگیں۔"

تالیہ مراد اپنی جگہ پتھر ہو گئی۔

"اس نے جاتے ہوئے کہا تھا کہ وہ پےتالیہ اور فاتح کے درمیان سے نکلنا چاہتا ہے۔وہ پےتالیہ سے دستبردار ہونا چاہتا ہے۔اور اب وہ پےتالیہ کے بجائے اپنے لئے جینا چاہتا ہے۔"

اس کا انداز گہرا تھا۔وہ جانتا تھا کہ اس کا یہی کہنا کافی تھا۔

وہ یہ کہہ کے اٹھ گیا اور شہزادی پتھر کا مجسمہ بنی بیٹھی رہی۔

یہ بات نئی تھی۔یہ کسی سازش' کسی جھوٹ کا حصہ نہ تھی۔یہ ایڈم کیا کہہ گیا تھا؟

ایڈم اس کا دوست تھا۔صرف دوست۔وہ اس سے زیادہ کچھ نہ تھا مگر وہ ایڈم کی نظر میں کیا تھی؟ وہ خالی نظروں سے مشعل کے شعلوں کو دیکھ رہی تھی۔

وہ اس کو عصرہ کی گیلری میں ملا تھا۔وہ اس کو چور سمجھتا تھا۔وہ اس کو پولیس کے حوالے کرنا چاہتا تھا۔وہ اس کے پیچھے کنویں تک آیا تھا اور پھر وہ ہمیشہ اس کے پیچھے آنے لگا۔

ایڈم بن محمد ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتا تھا۔مشکل میں اس کے پاس تسلی دینے کے لئے۔اس کو سمجھانے اور کبھی کبھار صرف اس کو سننے کے لیے۔ایڈم وہ سایہ تھا جو خاموشی سے اس کی چھاؤں بنا رہتا تھا۔اور اسے کبھی خبر ہی نہ ہوئی؟

ایک ایک کر کے یادیں ذہن سے ٹکرا رہی تھیں۔

"ایڈم کا دل قدیم ملاکہ میں ٹوٹا تھا۔"(فاتح جانتا تھا؟وہ کیوں نہ جان پائی؟)

"تم نے کبھی ایڈم کو غور سے دیکھا ہے؟"(داتن بھی محسوس کر گئی تھی۔ایک وہ نہ کر سکی جس کی عقل سمجھ دان سب سے زیادہ تھی۔)

وہ اس کے انٹرویوز دیکھنا بھول جاتی تھی۔وہ اس کی ای میلز کے جواب نہیں دیتی تھی۔وہ اس کے پاس صرف اپنی کہنے آتی تھی۔اس نے کبھی بیٹھ کے سنا ہی نہیں کہ وہ کیا چاہتا ہے۔وہ اس کی زندگی کا کون سا رتن تھا؟ اور وہ اس کی زندگی میں کیا تھی؟

"کیا میں کبھی اس سے پوچھ پاؤں گی کہ اس نے یہ سب مجھے بتایا کیوں نہیں؟" وہ ابھی تک سُن سی بیٹھی تھی۔

(آپ کتابیں نہیں پڑھتیں' پےتالیہ؟)

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official
#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

Paksociety.com

مسکراتا ہوا لہجہ یاد آیا تو احساس ہوا کہ وہ خود بھی تو ایک کتاب ہی تھا۔ کیا وہ ہمیشہ یہ پوچھا کرتا تھا کہ وہ اسے کیوں نہیں پڑھتی؟ اور وہ آگے سے کیا کہتی تھی؟ اپنے جواب یاد ہی نہیں تھے۔

"اوہ ایڈم!" اس نے سر دونوں ہاتھوں میں گرا دیا۔ ایڈم بن محمد اظہار کے اس عجیب طریقے سے اسے اداس کر گیا تھا۔

☆☆=========☆☆

صبح کی دودھیا روشنی ملاکہ کے اونچے محلوں پہ پھیلی تھی۔ رات کی ساری سیاہی کو اس نے دھو ڈالا تھا۔ پرندوں کا ایک غول چہچہاتا ہوا بندا ہارا کے محل کے اوپر سے گزر رہا تھا اور وہ بالکونی میں کھڑی سر اٹھائے ان کو دیکھ رہی تھی۔ ماتھے پہ ہاتھ کا چھجا بنا رکھا تھا اور آنکھیں تیز روشنی کے باعث چندھیا رکھی تھیں۔

"تالیہ!" آواز پہ اس کا ہاتھ نیچے آن گرا۔ وہ ٹھٹک گئی۔ پھر بے یقینی سے پلٹی۔

مراد کمرے کے دروازے پہ کھڑا تھا جو بالکونی میں کھلتا تھا۔ کتنے عرصے بعد اس نے تالیہ کو تالیہ کہہ کے پکارا تھا۔

"بابا؟" وہ خوشگوار حیرت سے بولی' پھر اسے دیکھا تو مزید چونکی۔

مراد کا حلیہ پہلے سے مختلف تھا۔ وہ خاکی رنگ کی بنا آستین کی جیکٹ میں ملبوس تھا اور اس نے گہرا سبز پاجامہ پہن رکھا تھا۔ ماتھے پہ پٹی میں باندھنے کی بجائے بالوں کو پونی میں جکڑ رکھا تھا۔ نہ میان میں تلوار تھی نہ ہاتھ میں قیمتی انگوٹھیاں۔ بس کندھے پہ ترکش تھا اور چہرے پہ مسکراہٹ۔

"کیا تم شکار پہ جانا چاہتی ہو؟"

وہ کھلے دل سے مسکرا دی اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

ملاکہ کا جنگل الور سونگائی کے جنگل سے مختلف تھا جس میں بچپن میں وہ جایا کرتی تھی مگر شاید سارے جنگل اندر سے ایک جیسے ہوتے ہیں۔ ان میں سارے راستے گم ہو جاتے ہیں اور وہ زندہ ہوتے ہیں۔

وہ دونوں شکار کے لباس میں ملبوس' کندھوں پہ ترکش اٹھائے جنگل میں چلتے جا رہے تھے۔ یہ ایک رین فاریسٹ تھا اور اونچے درختوں نے اوپر سبز چھت بنا رکھی تھی۔ بمشکل سورج کی روشنی جنگل کے فرش پہ پہنچ پاتی تھی۔

"کیا تم آدم کے لئے فکر مند ہو؟" ایک سبز پانی کے جوہڑ کے کنارے پتھر پہ بیٹھتے ہوئے مراد نے سرسری انداز میں پوچھا۔ پھر ترکش اتار کے نیچے رکھا۔

"نہیں' بابا۔ وہ اپنی دنیا میں پہنچ جائے' اس سے زیادہ مجھے کیا چاہیے۔" وہ ساتھ بیٹھتے ہوئے بولی البتہ اس کے انداز میں اداسی تھی۔ مراد نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔ وہ جوہڑ کی سطح پہ چمکتے درختوں کا عکس دیکھ رہی تھی۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Paksociety.com

''میں تمہیں یہاں کسی وجہ سے لایا ہوں۔''

تالیہ نے نظریں اٹھا کے اسے دیکھا۔ چھوٹے سیاہ بالوں کو پونی میں باندھے وہ بھی شکاریوں والے سادہ خاکی کرتے پاجامے میں ملبوس تھی۔

''کیا؟''

''میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی زندگی کو کسی کنارے سے لگالو۔ آدم جا چکا ہے اور فاتح یہاں رہنا چاہتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس کو اپنے خاندان کا حصہ بنا لیں۔''

تالیہ نے تعجب سے پلکیں جھپکائیں۔''آپ چاہتے ہیں میں وان فاتح سے شادی کرلوں؟''قدرے توقف سے تصحیح کی۔''مطلب....ہم اپنی شادی کو ظاہر کردیں؟''

''برونائی کے ولی عہد سے شادی برا سودا نہیں ہے۔''مراد مسکرا کے بولا تو وہ بس اسے دیکھ کے رہ گئی۔

''بابا....ان کو اپنی دنیا میں واپس جانا ہے۔وہ یہاں نہیں رکنا چاہتے۔''

''وہ رکنے پہ تیار ہے۔''

تالیہ کی آنکھیں مشتبہ انداز میں چھوٹی ہوئیں۔''آپ نے ایک دفعہ پھر ان سے پسِ پردہ کوئی سودا تو نہیں کرلیا؟''

''میں نے اس سے پوچھا تھا کہ وہ یہاں رکنا چاہتا ہے تو اس نے رضامندی ظاہر کردی۔وہ آدم کے ساتھ واپس نہیں جانا چاہتا تھا۔اس میں سودا کیسا؟''

''مگر میں ایسا نہیں چاہتی۔''وہ تیزی سے بولی۔پھر لب کاٹے۔مراد نے غور سے اسے دیکھا۔

''تم یہاں نہیں رہنا چاہتیں؟''

''میں....بس یہ چاہتی ہوں کہ آپ فاتح کو چابی بنا دیں تاکہ وہ چلے جائیں۔وہاں ان کی زندگی ان کی منتظر ہے۔ہم ان سے وہ نہیں چھین سکتے۔''

''کہیں تم اس کے ساتھ خاموشی سے چلے جانے کا ارادہ تو نہیں رکھتیں؟''مراد کا لہجہ خشک ہو گیا۔زیرک نگاہیں تالیہ پہ جمی تھیں۔

وہ چند لمحے لب کاٹتی رہی۔پھر گردن کڑا کے بولی۔''نہیں۔اگر ان کے لئے چابی بنانے کے عوض آپ مجھے یہاں رکھنا چاہتے ہیں تو میں اس کے لئے تیار ہوں۔''

''مگر وہ خود یہاں رہنا چاہتا ہے۔میں اسے ملاکہ سلطنت کا بندا ہارا بنا سکتا ہوں۔''مراد نے شانے اچکائے اور وہ بالکل

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ٹھہر کے اسے دیکھنے لگی۔

''یعنی آپ دونوں نے واقعی پس پردہ سودا کرلیا ہے؟ آپ نے انہیں تخت کی پیشکش کی اور وہ لالچ میں آگئے؟''

''تخت کا لالچ کسے نہیں ہوتا' تاشہ؟''

تالیہ نے ایک نظر اس کے شکاریوں والے حلیے پہ ڈالی۔ اسے تالیہ کہنا' یہ لباس' یہ ترکش' یہ جنگل کا سفر.... سب مراد راجہ اپنے نئے سودے کی تکمیل کے لئے کر رہا تھا۔

''آپ مجھے یہاں لائے تھے تو مجھے لگا آپ مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ مگر آپ صرف اپنے سیاسی مقاصد کے لئے ایک دفعہ پھر مجھے اور فاتح کو استعمال کرنا چاہ رہے ہیں۔'' وہ دکھ سے بولی۔

''کیا تم حکومت نہیں کرنا چاہتیں؟''

''میں کچھ نہیں چاہتی۔'' وہ رکھائی سے کہتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ ''مجھے اکیلا چھوڑ دیں۔''

''تاشہ....'' وہ ساتھ ہی اٹھا۔

''آپ نے مجھ سے میرے دو دوست دور کر دیئے' ابا۔ ایک کو وقت کے پار بھیج دیا۔ اور دوسرے کو بے اعتبار کر دیا۔ میں فی الحال تنہا رہنا چاہتی ہوں۔'' وہ اکتائے ہوئے انداز میں کہتی ایک طرف کو چلنے لگی۔ ترکش وہیں چھوڑ دیا۔ سینے پہ بازو لپیٹے اور دور چلتی گئی۔

''میں تمہارے بھلے کے لئے کہہ رہا ہوں۔''

مراد نے دیکھا وہ تھوڑی دور جا کے زمین پہ بیٹھ گئی تھی۔ وہ مسکرا دیا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے مٹی کھود رہی تھی۔ وہ بچپن میں اکثر ایسے کرتی تھی۔ ناراض ہوتی تو جا کے درختوں کے بیچ زمین پہ بیٹھ جاتی۔ جوتے اتارتی۔ مٹی کھودتی۔ اور ایک اونچا محل بناتی۔

وہ آج بھی یہی کر رہی تھی۔ اس کے ہاتھ غصے میں تیز تیز کام کر رہے تھے۔ وہ پھر سے محل بنا رہی تھی۔

وہ اسے وہیں چھوڑ کے آگے بڑھ گیا۔ دن چڑھنے لگا تھا اور مراد کو محل جا کے بہت سے کام کرنے تھے۔ اسے اس لباس سے بھی چھٹکارا چاہیے تھا جو اس نے اپنا عہد پورا کرنے کے لئے پہنا تھا۔ اس نے وان فاتح سے کیا وعدہ اپنے تئیں پورا کر دیا تھا۔ اب وہ دونوں اس کی مرضی کے منصوبے کے تحت چل رہے تھے اور چلتے رہیں گے۔ مراد کو مزید کسی محنت یا جہد کی ضرورت نہ تھی۔ وہ اپنا مقصد حاصل کر چکا تھا۔

وہ جنگل سے نکل کے محل کی طرف جانے والے راستے پہ چل رہا تھا جب ایک فقرہ ذہن سے ٹکرایا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تاشہ ایک سمندری سفر پہ جائے گی جس سے وہ واپس نہیں آئے گی۔''

مراد ٹھہر گیا۔ گردن موڑی۔ جنگل کے اس پار ساحل سمندر تھا جو ویران پڑا تھا۔

اس کے ذہن میں ایک دوسرا منظر لہرایا۔

وہ منظر جو وہ تھوڑی دیر پہلے دیکھ کے آیا تھا......

مٹی پہ غصے میں بیٹھی تالیہ...... محل بناتے اس کے کیچڑ میں لتھڑے ہاتھ.... اور اس کے جوتے۔

تالیہ نے جوتے نہیں اتارے تھے۔

(آپ بے تالیہ کو ویسے نہیں جانتے جیسے میں جانتا ہوں۔)

مراد ایک دم پیچھے کو بھاگا۔

(میں اپنی دنیا میں فریب کار تھی بابا۔ میرا ہنر فریب دینا تھا۔)

وہ تیزی سے جنگل کی طرف واپس جا رہا تھا۔

(فریب کار وہ ہوتا ہے بابا..... جو دوسرے کو وہ دکھائے جو وہ دیکھنا چاہتا ہے۔)

ہر طرف درخت ہی درخت تھے۔ وہ پسینے میں شرابور ان کے درمیان بھاگتا جا رہا تھا۔

(مجھے صرف فریب کاری آتی ہے۔ اور جو مجھے کرنا آتا ہے۔ وہ میری جان ہمیشہ بچاتا رہے گا۔)

وہ اس مقام تک آیا تو دیکھا..... مٹی کا محل آدھا بنا ہوا کھڑا ہے۔ اور تالیہ وہاں نہیں ہے۔

مراد نے آنکھیں بند کیں' زیرِ لب کچھ پڑھا اور پھر اسے اندازہ ہو گیا کہ اسے کس طرف جانا ہے۔ وہ تیزی سے اس سمت بھاگا۔

چند درختوں کے درمیان ایک خالی قطعہ تھا۔ وہاں زمین پہ ایک ڈھکن کھلا ہوا پڑا تھا۔ اس کے ساتھ ایک آدمی کھڑا تھیلے میں کچھ ڈال رہا تھا۔ اس کی مراد کی طرف پشت تھی۔ قدموں کی آواز پہ وہ ٹھٹھک گیا اور پھر آہستہ سے پلٹا۔ مراد کو دیکھا تو ساکت رہ گیا۔

''آدم بن محمد!''

مراد راجہ سرخ پڑتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

ایڈم کے ہاتھ تھیلے پہ رک گئے تھے۔ اس کا منہ ذرا سا کھل گیا' پھر اس نے افسوس سے سر جھٹکا اور اونچی آواز میں بولا۔

''سوری بے تالیہ...... لیکن آپ کے ولن باپ کو con کرنا اتنا آسان نہیں تھا۔''

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مراد کی نظریں ایڈم کے عقب میں اٹھیں۔ وہاں زمین میں ایک ڈھکن سا کھلا ہوا نظر آ رہا تھا۔ یقیناً نیچے سیڑھیاں تھیں کیونکہ اگلے ہی لمحے زینے چڑھنے کی آواز آئی اور پھر..... وہ باہر نکلی۔ مراد کو دیکھ کے اس کی رنگت بدلی۔

وہ آہستہ سے باہر نکلی۔ پھر ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

''ہم پکڑے گئے ہیں۔'' ایڈم سرگوشی میں بولا۔

''فکر نہ کرو۔ میرا دلہن باپ اکیلا ہے۔'' وہ اپنی زبان میں کہتی ایڈم کے سامنے آئی اور سرد مہری سے مراد کو دیکھا جس کے چہرے پہ ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا۔

''تم مجھے دھوکہ دے رہی تھیں؟''

''آپ اپنے مقدر سے اس سے زیادہ اور کیا چاہتے ہیں بابا کہ لوگ آپ کو پسند کرتے ہیں اور آپ سلطان بن جائیں گے۔'' وہ طنز سے بولی۔

مراد نے بے بسی بھرے غصے سے ایڈم کو دیکھا۔ ''تم..... زندہ تھے؟''

وہ بالکل صحت مند نظر آ رہا تھا اور اپنے پورے قد سے کھڑا تھا۔ ساتھ ہی بند ہونٹوں سے منہ میں کچھ چبا بھی رہا تھا۔

''جی، راجہ۔ یہ زندہ تھا۔ اپنے تئیں تو آپ اسے مار چکے تھے۔'' وہ رکھائی سے بولی۔ یہ وہ تالیہ نہیں تھی جسے مراد راجہ جانتا تھا۔

''وہ کیا ہے، مراد راجہ کہ.....'' ایڈم تھوڑی کھجاتے ہوئے بولا..... ''مجھے کتابوں نے کبھی دھوکہ نہیں دیا۔ اور آپ نے کبھی ہم سے سچ نہیں بولا۔ ہم تینوں کو معلوم تھا کہ آپ کبھی بھی اصل ترکیب نہیں دیں گے۔ مجھے اصل ترکیب کتابوں سے معلوم ہوگئی تھی۔ یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ آپ کی دوا مجھے کوڑھ میں مبتلا کر دے گی۔ اس لیے میں نے دوا اپنی ترکیب کے مطابق بنائی تھی، آپ کی نہیں۔ گو کہ خود مجھے اور بے تالیہ کو ڈر تھا کہ ہم بہت بڑا خطرہ مول لے رہے ہیں لیکن..... میں سورج نکلنے سے پہلے تندرست ہو گیا تھا۔''

''میں نے تمہاری لاش دیکھی تھی۔'' وہ مارے طیش کے یقین نہیں کر پا رہا تھا۔

ایڈم نے ابرو اچکائے۔ ''ہماری دنیا میں اپنی جعلی موت ظاہر کرنا بہت عام سی بات ہے۔ کوڑھ کا یہی فائدہ ہے۔ اس کی بدبو دوسرے سپاہیوں کو قریب نہیں لگنے دیتی۔ صرف ہمارا بندہ قریب آتا ہے۔''

''تمہارا بندہ؟'' مراد کا سانس تھم گیا۔

''عارف۔ ہم نے عارف کو خرید لیا تھا۔'' وہ اسی رکھائی سے مراد کی آنکھوں میں دیکھ کے بولی۔ ''عارف کی سب سے بڑی

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Paksociety.com

خواہش یہ تھی کہ ہم یہاں سے چلے جائیں۔ وہ ہم نے پوری کرنے کا وعدہ کیا۔ ڈھیر سارا سونا دیا۔ اور اس نے ہمارا ساتھ دیا۔ عارف بہانے بہانے سے آپ کے سپاہی کو قید خانے سے نکال دیتا اور ایڈم اپنی جلد پہ جعلی کوڑھ کا خول چڑھا لیتا۔"

"وہ سب..... وہ سب اداکاری تھی؟" مراد کی آنکھوں سے شعلے اٹھ رہے تھے۔ "میرے سامنے اس کے لیے پریشان ہونا..... وہ سب....."

"جی۔ سب فریب تھا۔ لیکن میں نے آپ کو ایک موقع دیا تھا۔" وہ تنفر سے اسے دیکھ کے بولی۔ "مجھے تالیہ سمجھ کے ملیں اور مجھ سے پوچھیں کہ میں کیا چاہتی ہوں۔ میں آخر تک آپ سے سچ سننے کی منتظر رہی تاکہ آپ کو الوداع بول سکوں لیکن آپ نے وہ موقع بھی گنوا دیا۔"

مراد نے غصے سے ہنکارا بھرا۔ "تو وہ تمہاری خواہش تھی۔ نہ کہ فاتح کی۔"

"میں نے کہا تھا نا' آپ جے تالیہ کو نہیں جانتے۔" ایڈم مسکرا کے بولا۔

"پتہ ہے راجہ..... "وہ دکھ سے کہہ رہی تھی..... "پھر بھی مجھے لگا تھا کہ آپ کہیں گے ایڈم مر گیا ہے۔ وہ صحت یاب نہیں ہو سکا۔ مگر مجھے یا خود فاتح کو بھی اندازہ نہ تھا کہ آپ اسے واپس بھیجنے والا جھوٹ بولیں گے۔ آپ نے خود مجھے اپنے ہاتھوں سے کھویا ہے۔ اب میں بغیر کسی بوجھ کے یہاں سے جاؤں گی۔"

مراد چونکا۔ نظریں عقب میں نظر آتے کھلے دہانے تک گئیں۔

"مگر تمہارے پاس وقت کی چابی نہیں ہے....."

"سرپرائز.... سرپرائز...." ایڈم نے گردن میں انجیر کے ساتھ پہنی چابی لہرائی۔

مراد کی آنکھیں بے یقینی سے پھیلیں۔ "یہ کیسے....."

"کیونکہ آپ ملاکہ کے واحد جادوگر نہیں ہیں۔"

آواز پہ ان تینوں نے گردن اس سمت موڑی جہاں سے وہ چلا آرہا تھا۔ کندھے پہ تھیلا ڈالے' چہرے پہ سنجیدہ سپاٹ تاثرات سجائے' وہ تالیہ اور ایڈم کے ساتھ آ کھڑا ہوا۔

"سوری۔ مجھے دیر ہو گئی۔" پھر مراد راجہ کی آنکھوں میں براہ راست دیکھا۔ "آپ کو سب معلوم ہو ہی گیا ہے تو بتاتا چلوں... میں جانتا تھا' آپ چابی کبھی نہیں بنائیں گے۔ اس لئے میں نے یان سوفو سے سودا کر لیا تھا۔"

مراد نے گہری سانس لی۔ "اور بدلے میں تم نے اسے بغاوت کی اطلاع اور بھاگنے میں مدد فراہم کی۔"

"بالکل۔ میں نے اس سے دشمنی ترک کر دی اور اس نے مجھے چابی بنا دی۔ مجھے یہی چاہیے تھا۔ اور ہاں' یہ سب میں نے

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اپنے دوستوں کے علم میں لا کے کیا تھا۔" وہ مراد کو دیکھتے ہوئے درشتی سے کہہ رہا تھا۔ "میں نے ایک دفعہ ان سے چھپ کے آپ سے سودا کیا تھا۔ لیکن میں اب وہ انسان نہیں رہا جو مصلحتوں پہ فیصلے کروں۔ میں ان چیزوں سے آزاد ہو چکا ہوں۔ میں اپنی غلطیوں سے سیکھ چکا ہوں۔"

وہ تینوں شانہ بشانہ ایک ساتھ کھڑے تھے۔ تینوں کی نظروں میں مراد راجہ کے لئے سرد مہری تھی۔

اس نے غصے بھری بے بسی سے انہیں دیکھا۔

"تم نے میرے ساتھ غداری کی۔ مجھے دھوکہ دیا۔" اس کا مخاطب فاتح تھا۔ "وہ میری بیٹی ہے' اسے میں معاف کر سکتا ہوں۔ لیکن تم..... تم نے اچھا نہیں کیا۔ میں تمہیں تخت میں حصے دار بنا رہا تھا۔ میں نے تم پہ اتنے احسانات کیے اور تم!"

"میں اپنے دوستوں کو نہیں چھوڑ سکتا تھا' راجہ!"

"اور تم تاشہ!" اس نے دکھ سے تالیہ کو دیکھا۔ "تم میرے پاس آئی تھیں اور کہا تھا کہ تم یہاں ہمیشہ کے لیے واپس آ گئی ہو۔"

"کیونکہ آپ نے فاتح سے ان کی یادیں چھین لی تھیں۔ آپ کے اس سودے کی وجہ سے کتنے مہینے میری زندگی جہنم بنی رہی' آپ کو اندازہ بھی نہیں ہے۔ میں کوئی شہزادی نہیں ہوں' راجہ۔ یہ میری دنیا نہیں ہے۔ نہ میرے اور آپ کے درمیان سچائی کا تعلق ہے۔ میں کے ایل کی عام سی تالیہ ہوں۔ مجھے اب محلوں میں رہنے کی خواہش نہیں رہی۔"

پھر اس نے گہری سانس لی اور جنگل میں اپنے سامنے کھڑے اکیلے مراد کو دیکھا۔

"میں پچھلی دفعہ گئی تھی تو آپ سے ناراض تھی۔ اکتائی ہوئی تھی۔ اس دفعہ ناراض نہیں ہوں۔ مجھے آپ سے جو محبت تھی وہ ہمیشہ رہے گی' لیکن مجھے وہ اب تکلیف نہیں دے گی۔ آپ کو چھوڑنا تکلیف دہ نہیں ہے۔"

مراد نے اپنے دائیں بائیں دیکھا۔ اس کے چہرے پہ جھنجھلاہٹ اور بے بسی تھی۔

"آپ اپنے ساتھ لاؤ لشکر نہیں لائے' اچھا ہے۔ لاتے بھی تو آپ ہمیں نہیں روک سکتے تھے' مراد راجہ۔ ہم اپنی دنیا میں واپس جا رہے ہیں۔ ایک دفعہ دروازہ بند ہو گیا تو آپ اسے نہیں کھول سکیں گے۔"

فاتح نے اب ان دونوں کو اشارہ کیا۔ وہ دونوں سپاٹ نظروں سے مراد کو دیکھتے کھلے دہانے کی طرف بڑھ گئے۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ نیچے اتر گئے۔ ڈھکن ابھی تک کھلا تھا۔

"مجھے آپ کے لیے افسوس ہے' راجہ۔ میں جانتا ہوں بیٹی کو کھونے کا دکھ کیا ہوتا ہے۔ اسی لیے میں نے آپ کو موقع دیا تھا اپنی بیٹی کی نظروں میں سرخرو ہونے کا..... لیکن خیر..... الوداع' مراد راجہ۔"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس نے گردن اٹھا کے آسمان کو دیکھا جو درختوں کے پتوں کے جھروکوں سے بدقت نظر آتا تھا۔

''الوداع ملاکہ۔''

یہ کہتے ہوئے وہ مڑا اور کھلے دہانے کی طرف بڑھا۔تبھی اسے احساس ہوا کہ مراد اس کی طرف لپکا ہے' لیکن اس سے پہلے کہ وہ مڑتا' مراد راجہ نے کوئی نوکیلی شے اس کی کمر میں گھونپ دی تھی۔

وقت تھم گیا۔

درختوں سے پرندے جھپاک سے اڑ گئے۔

فاتح کے منہ سے کراہ بھی نہیں نکلی۔وہ گھٹنوں کے بل زمین پہ بیٹھتا چلا گیا۔پہلو میں درد کی ناقابلِ برداشت لہر اٹھی تھی۔ بصارت دھندلا گئی تھی۔

مراد نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی۔

''جاؤ'میں نے تم تینوں کو آزاد کیا۔اور یہ.....یہ تمہاری غداری کا بہت چھوٹا بدلہ ہے۔''

یہ کہہ کے مراد سیدھا کھڑا ہوا اور تنفر سے اسے دیکھا۔وہ اپنے پہلو پہ ہاتھ رکھے جھکا ہوا تھا۔جنگل کی زمین پہ اس کا لہو ٹپکتا دکھائی دے رہا تھا۔

فاتح بہت ضبط سے پہلو پہ ہاتھ رکھے اٹھا۔وہ شدید تکلیف میں تھا مگر اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی۔مراد منتظر تھا کہ فاتح اس پہ حملہ آور ہوگا مگر فاتح نے صرف نفی میں سر ہلایا۔

''تم تالیہ کے باپ ہو۔اور میں تمہارا قاتل نہیں بننا چاہتا۔''

ایک نفرت بھری نظر اس پہ ڈال کے وہ دہانے کی طرف بڑھ گیا۔

مراد نے اسے سیڑھیاں اترتے دیکھا۔اس کی آنکھیں سرخ پڑ رہی تھیں۔

پھر اس نے ڈھکن بند ہوتے دیکھا۔وقت کے ان مسافروں کا قصہ تمام ہو چکا تھا۔وہ اپنی بیٹی کو کھو چکا تھا۔

اس نے قدم موڑ لئے۔اس کا رخ سلطنت محل کی جانب تھا۔

''اپنی کتاب کا آخری صفحہ تحریر کرو'ابن ابی بکر۔'' کچھ دیر بعد وہ فوارے کے ساتھ کھڑا تھا اور دور افق کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔سامنے بیٹھا مورخ جو ہنگامی حکم پہ بلوایا گیا تھا کبھی حیرت سے راجہ کی بکھری بکھری حالت دیکھتا اور کبھی سر جھکا کے تیز تیز لکھنے لگ جاتا۔

''لکھو کہ مراد راجہ نے برونائی کے ولی عہد سے اپنی بیٹی کی شادی کر دی تھی۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official
#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ دونوں بحری سفر پہ روانہ ہو گئے۔

لیکن مذاق مذاق میں.... شہزادی تاشہ نے ایک جادوئی سوئی ولی عہد کو گھونپ دی۔

ولی عہد کا خون بہتا گیا۔

وہ زخم کی تاب نہ لا کے مر گیا اور اس غم کے باعث تاشہ نے.... اس نے خود کو سمندر کی لہروں کے حوالے کر دیا۔

اس کے بعد تاشہ کو کسی نے ملاکہ میں نہیں دیکھا۔

وہ اس بحری سفر سے کبھی لوٹ کے نہیں آئی۔"

جس وقت مراد جنگل سے باہر جا رہا تھا' وان فاتح پہلو پہ ہاتھ رکھے دھیرے دھیرے نیچے آ رہا تھا۔ تالیہ اور ایڈم نیچے موجود اس قدیم دروازے کے ساتھ کھڑے تھے۔ ایڈم کے ہاتھ میں چابی تھی جس سے وہ تالہ کھول رہا تھا۔

تالیہ نے ایک گہری نظر اس پہ ڈالی اور آہستہ سے بولی۔ "تم نے اپنی جعلی موت کے وقت بابا سے جو کہا.... وہ پلان کا حصہ نہیں تھا.... تمہاری وہ بات...."

"چپ تالیہ!" اس نے سنجیدگی سے اسے ٹوک دیا۔ "وہ بات ہم وقت کے اس پار کریں گے۔"

"مگر ایڈم.... کیا وہ...."

"میں نے کہا نا.... ہم وہ بات کے ایل میں کریں گے۔ وان فاتح.... آپ آ گئے؟ گڈ۔ میں دروازہ کھول رہا ہوں۔"

وہ پہلو پہ ہاتھ رکھے زینے اتر رہا تھا۔ چہرے پہ تکلیف کو ضبط کرنے کے آثار تھے۔

ایڈم جو ساتھ ساتھ تالہ کھول کے دروازہ دھکیل رہا تھا' وہیں ٹھہر گیا۔ تالیہ نے بھی چونک کے اسے دیکھا۔

"فاتح۔" وہ بے یقینی سے اس کی طرف بڑھی۔ اس کا بازو تھاما۔ پہلو پہ رکھے اس کے ہاتھ خون سے سرخ ہو رہے تھے۔ تالیہ نے جگہ کو چھوا تو اس کی انگلیاں بھی سرخ خون سے بھیگ گئیں۔

"یہ.... یہ بابا نے کیا ہے؟" اس کی بے یقینی صدمے میں بدلی۔

"ان باتوں کا وقت نہیں ہے۔ تالہ کھل چکا ہے۔ ہمیں واپس جانا ہے۔" وہ قدرے سختی سے کہہ کے آگے بڑھا۔

"آپ زخمی ہیں۔" ایڈم ہکا بکا رہ گیا۔

"چلو.... ایڈم۔ جلدی کرو۔" وہ تکلیف برداشت کرتا' تیزی سے چوکھٹ کی طرف جا رہا تھا۔ ایڈم نے بھی پیچھے قدم بڑھائے۔ "جلدی چلو۔"

"بابا نے.... یہ کیسے کیا؟" اس کا صدمہ اب غصے میں بدل رہا تھا۔ رنگت سرخ پڑنے لگی تھی۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"بابا نے اس آدمی پہ حملہ کیا جو میرے لیے سب کچھ تھا؟" وہ ایک دم مڑی اور زینے پھلانگتی اوپر کو لپکی۔

"چے تالیہ..... آپ کیا کر رہی ہیں.....' ایڈم کی اکتائی ہوئی آواز سنائی دی۔

ڈھکن ابھی بند نہیں ہوا تھا۔ اس نے پوری قوت سے اسے ہٹایا اور سر باہر نکالا۔

"مراد راجہ....." وہ غصے سے غرائی۔ مگر سامنے جنگل کا فرش تنہا تھا۔ مراد دور جاتا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ آواز پہ بھی نہیں پلٹا۔ وہ اس کے پیچھے جانا چاہتی تھی' وہ اس کا گریبان پکڑ کے اس سے پوچھنا چاہتی تھی کہ اس نے ایسا کیوں کیا..... لیکن... یہ اس سب کا وقت نہیں تھا۔ اگر دروازہ بند ہو گیا تو وہ یہیں پھنس جائے گی۔ بدقت ضبط کر کے وہ تیزی سے واپس آئی۔ بھاری دروازہ دھیرے دھیرے چوکھٹ کے قریب جا رہا تھا۔ وہ چوکھٹ سے لگنے ہی والا تھا جب تالیہ نے اسے زور سے دھکیلا اور اندر داخل ہوئی۔ اس کے گھستے ہی دروازہ بند ہو گیا۔

اب ہر طرف اندھیرا تھا۔

"ایڈم؟" "فاتح؟" اس نے اندھیرے میں پکارا۔ جواب ندارد۔ وہ تیزی سے آگے بڑھی۔ پیر زینوں سے ٹکرایا۔ وہ اندھیرے میں ٹٹولتی اوپر چڑھنے لگی۔ آخری زینے کے اوپر ڈھکن تھا۔ تالیہ نے اسے کھولا اور باہر نکلی۔

وہ سڑک کے کنارے پہ کسی مین ہول سے باہر نکل رہی تھی۔ چند لمحے کے لئے ذہن کو سمجھ نہ آئی کہ وہ کہاں ہے مگر پھر..... آہستہ آہستہ اس نے گردن گھمائی۔

وہ جدید ملاکہ کی ایک سڑک تھی۔ دور دور تک دکانیں اور ریستوران بنے نظر آ رہے تھے۔ سڑک پہ دو رویہ ٹریفک رواں دواں تھی۔ رات کا وقت تھا اور اسٹریٹ لائٹس جگمگا رہی تھیں۔

سامنے ایک بورڈ نظر آ رہا تھا۔ "جونکر اسٹریٹ" اور آگے مڑنے کا نشان تھا۔

اوہ یعنی وہ جونکر اسٹریٹ کے قریب تھی۔ جونکر اسٹریٹ وہ جگہ تھی جہاں سے ذوالکفلی کا گھر تھوڑا ہی دور تھا۔ یعنی وہ درست مقام پہ تھی۔

اسے ذوالکفلی کے تہہ خانے سے نکلنا چاہیے تھا۔ وہ یہاں سے کیوں نکلی؟

وہ کپڑے جھاڑتی اٹھی۔ ادھر ادھر دیکھا۔ کوئی اس کی طرف متوجہ نہ تھا۔ مگر..... کوئی ارد گرد تھا بھی نہیں۔

"ایڈم؟ فاتح؟" اس نے زیر لب فکرمندی سے آواز دی۔ وہ دونوں وہاں نہیں تھے۔ پلٹ کے مین ہول کو دیکھا تو وہاں زمین برابر ہو چکی تھی جیسے وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ تینوں ہمیشہ ساتھ جاتے اور ساتھ نکلتے تھے۔"

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔فاتح کا خون ابھی تک ان پہ لگا تھا۔اسے پھر سے فکر ہونے لگی۔

اسے ذوالکفلی کے گھر جانا چاہیے۔وہ دونوں یقیناً وہیں سے نکلے ہوں گے۔

وہ تیزی سے جونکر اسٹریٹ کی سمت چل دی۔گردن میں موجود کپڑا سر پہ پہن لیا۔وہ ایک مفرور ملزمہ تھی۔اسے احتیاط سے کام لینا تھا۔

سڑک کے کنارے ایک جگہ اونچی سی ایل ای ڈی آویزاں تھی۔اس پہ کوئی میچ دکھائی دے رہا تھا۔تالیہ نے چلتے چلتے گردن اٹھا کے اسے دیکھا۔کونے میں تاریخ اور وقت لکھا آرہا تھا۔

اتوار۔بائیس جنوری۔

وہ مسکرائی۔یہ وہی وقت تھا جب وہ تینوں ذوالکفلی کے تہہ خانے سے وقت کے سفر پہ نکلے تھے۔

اور ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر وہ واپس آگئی تھی۔

مگر وہ دونوں کہاں تھے؟

وہ چلتے چلتے جونکر اسٹریٹ پہ آگئی۔وہاں بہت رش تھا۔لوگوں کا ہجوم چلتا ہی جارہا تھا۔وہ اداسی سے مسکراتی ادھر ادھر دیکھتی آگے بڑھتی گئی۔اتنا عرصہ قدیم ملاکہ میں رہنے کے بعد یہ سب نیا نیا لگ رہا تھا۔ٹریفک ....لوگوں کا انداز...عمارتیں....یہ وہی جونکر اسٹریٹ تھی جہاں وہ ان گنت دفعہ آئی تھی۔لیکن جدید زمانے کا سحر کتنا منفرد تھا۔

ماضی بالآخر پیچھے رہ گیا تھا۔وہ نئے سرے سے اپنی زندگی شروع کرنے کے لئے آزاد تھی۔

اسٹریٹ میں ایک جگہ وہ ٹھہر گئی۔گردن موڑی تو بائیں جانب ایک کافی۔کوکو کی مہک یہاں تک محسوس ہورہی تھی۔اسے ذوالکفلی کے گھر جانے کے لئے کافی لے لینی چاہیے۔وہ راستے میں پیتی جائے گی۔بیٹھ کے پینے کا وقت نہ تھا۔

اس کے پاس پیسے نہیں تھے لیکن اسے ایک کریڈٹ کارڈ کا نمبر یاد تھا جسے وہ استعمال کرسکتی تھی۔وہ کاؤنٹر پہ گئی تو باریستا نے اسے خوش آمدید کہا۔تالیہ نے اس کو آرڈر لکھوایا اور خود دروازے کے ساتھ ایک میز پہ جا بیٹھی۔

(خدا کرے یہ مجھے نہ پہچانے۔)وہ فاتح اور ایڈم سے ملنے سے پہلے گرفتار نہیں ہونا چاہتی تھی۔

کافی شاپ کی مرکزی دیوار پہ ٹی وی اسکرین نصب تھی۔اس پہ نیوز بلیٹن نشر ہورہا تھا۔تالیہ کی نظریں وہاں اٹھیں تو واپس مڑنا بھول گئیں۔

اسکرین پہ ایک تھائی آدمی ایک ملے آدمی سے ہاتھ ملاتا نظر آرہا تھا۔ملے آدمی کو وہ پہچانتی تھی۔

اسے ہی تو وہ پہچانتی تھی۔نیوز کاسٹر پس منظر میں کہہ رہی تھی.....

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official
#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

""تھائی لینڈ کے بادشاہ کا استقبال کرنے ملائیشیا ء کے وزیر اعظم وان فاتح خود نیچے تک آئے اور...""

اور یہ وہ لمحہ تھا جب تالیہ مراد کو احساس ہوا کہ کچھ غلط تھا۔

وہ چند لمحے ٹکر ٹکر اسکرین پہ نظر آتے فاتح کو دیکھے گئی۔تھری پیس میں ملبوس مسکراتا ہوا فاتح رامزل مختلف نظر آرہا تھا۔

پھر اس کی نظریں سست روی سے شاپ کے اطراف میں اٹھیں۔یہ جگہ مختلف تھی۔یہ جگہ اس جونکر اسٹریٹ سے مختلف تھی جو اسے یاد تھی۔اس نے اشارے سے باریستا کو بلایا۔

""آج بائیس جنوری ہے نا؟اتوار کا دن؟"" تالیہ نے بے یقینی سے پوچھا۔باریستا نے مسکرا کے اثبات میں سر ہلایا۔

""جی۔آج اتوار ہے۔بائیس جنوری۔""

""بائیس جنوری' 2017...رائیٹ؟""

باریستا کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔آنکھوں میں اچنبھا در آیا۔

""نہیں....یہ 2023 ہے۔""

اس کے الفاظ نے تالیہ مراد کی سانسیں روک دیں۔

نہیں۔یہ 2017 ہے۔تم مذاق کر رہے ہو' ہے نا؟"" وہ میز پہ زور سے ہاتھ مار کے بولی۔اس کے چہرے پہ بے پناہ خوف سمٹ آیا تھا۔

""سوری میم....میں سمجھا نہیں۔یہ 2023 ہے۔"" باریستا اسے عجیب الجھی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔تاریخ بہت سے لوگ پوچھتے تھے۔لیکن سال؟ سال کون پوچھتا تھا؟

تالیہ کی آنکھوں میں پانی بھرنے لگا۔اس نے بے یقینی سے اسکرین کو دیکھا۔

وہاں ملائیشیا ء کا وزیر اعظم اب تھائی لینڈ کے بادشاہ کے ساتھ عشائیے میں مصروف نظر آتا تھا۔اس کے دونوں بچے اس کے ہمراہ کھڑے تھے۔ٹین ایج سکندر اور جولیانہ۔وہ دونوں بڑے ہو چکے تھے۔عمر میں بھی۔قد میں بھی۔

چھ سال گزر چکے تھے۔

نہیں۔یہ نہیں ہو سکتا۔اس کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہنے لگے۔باریستا حیرت سے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

یہ نہیں ہو سکتا۔اس کا دم گھٹنے لگا۔آنکھوں کے آگے دھواں چھانے لگا۔وہ تیزی سے اٹھی۔گردن پہ ہاتھ رکھا۔ اور گہرے گہرے سانس لیتی....باہر آئی۔پھر شاپ کے آگے فٹ پاتھ پہ بیٹھ گئی۔

یہ ممکن نہیں تھا۔چھ سال کیسے گزر سکتے تھے۔وہ وقت میں اسی مقام پہ واپس کیوں نہیں آئی تھی؟ نہیں....یہ جھوٹ تھا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

خواب تھا۔اس نے آنکھیں بند کیں۔ابھی وہ جاگ جائے گی۔اس نے آنکھیں کھولیں۔

سب ویسا ہی تھا۔وقت نے سارے حساب الٹے کر دیے تھے۔

وہ چند لمحے کے لیے غصے میں مراد کے پیچھے بھاگی تھی۔جب وہ واپس آئی تو دروازہ چوکھٹ سے لگ چکا تھا۔اس نے اسے کھول لیا کیونکہ اس کا تالہ کھل چکا تھا یا جانے کیا بات تھی۔لیکن جب اس نے اسے کھولا تو وہاں ایڈم اور فاتح نہیں تھے۔چند لمحوں کے فرق نے جدید دنیا میں برسوں کا فرق ڈال دیا تھا۔

لوگ جونکر اسٹریٹ پہ گزر رہے تھے۔آگے بڑھ رہے تھے۔ہنس رہے تھے۔بول رہے تھے۔

اور تالیہ مراد سنسان سی فٹ پاتھ پہ بیٹھی تھی۔

☆☆=========☆☆

اگلا ایک گھنٹہ وہ غائب دماغی کی کیفیت میں اس اسٹریٹ پہ آگے پیچھے پھرتی رہی تھی۔کبھی کسی بنچ پہ جا بیٹھتی۔کبھی کسی دکان کے اندر۔کبھی سڑک کنارے سر جھکائے چلنے لگتی۔کبھی گھنٹہ گھر کے سامنے کھڑے گھڑی کی سوئیوں کو کوسنے لگتی۔اس کا ذہن بالکل ماؤف ہو چکا تھا۔نہ وہ کچھ سوچ پا رہی تھی نہ سمجھ پا رہی تھی۔

جب اس کا ذہن بیدار ہونے لگا تو اس نے خود کو کافی شاپ میں بیٹھے پایا۔جانے کب وہ اندر آئی تھی اور کافی منگوائی تھی۔

بالآخر اس کے حواس کام کرنے لگے تھے۔وہ تیزی سے اٹھی اور کاؤنٹر تک گئی۔

”میں.....آپ کا کمپیوٹر استعمال کر سکتی ہوں؟ پلیز تھوڑی دیر کے لئے۔“اس کے انداز میں اتنی شدید لجاجت تھی کہ باریستا نے فوراً سے ایک لیپ ٹاپ اس کی میز پہ رکھ دیا۔

وہ وہاں بیٹھی کچھ دیر اسکرین کو تکتی رہی۔اسے کیا معلوم کرنا تھا' اسے معلوم نہ تھا۔بائیس جنوری ۲۰۱۷...کیا فاتح اور ایڈم چھے سال پہلے اس تاریخ میں جدید دنیا میں واپس پہنچ گئے تھے؟ ۲۲ جنوری کو جو بھی ہوا ہو گا اس کی خبر اگلے روز کے اخبار میں چھپی ہو گی۔اس نے اپنی خون سے سرخ انگلیوں سے ٹائپ کیا۔

۲۳ جنوری۔2017۔

تالیہ نے اس تاریخ کا آن لائن اخبار کھولا۔

”وان فاتح زخمی حالت میں جونکر اسٹریٹ کے کنارے پائے گئے۔“

”وان فاتح ہسپتال میں داخل۔ان کی حالت تشویش ناک ہے۔حملہ آور کا فی الوقت پتہ نہیں چل سکا۔“

”وان فاتح چھے روز بعد ہسپتال سے ڈسچارج کر دیے گئے۔اب وہ روبہ صحت ہیں۔“

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official
#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ لبوں پہ ہاتھ رکھے بے یقینی سے پڑھ رہی تھی۔اس نے ایک دفعہ پھر بارٹینڈر کو بلایا۔وہ فوراً چلا آیا۔

''میں.....میں کافی عرصے بعد ملائیشیا آئی ہوں۔''اب کے وہ قدرے سنبھل کے پوچھنے لگی۔''وان فاتح وزیراعظم کب بنے تھے؟''

''پہلی دفعہ یا دوسری دفعہ؟''وہ احتیاط سے پوچھنے لگا۔

''اوہ۔وہ دوسری دفعہ وزیراعظم بن رہے ہیں؟''

''جی میم۔پہلی دفعہ ۲۰۱۷ کے جون میں۔اور دوسری دفعہ پچھلے برس ۲۰۲۲ کے جون میں۔وہ پچھلے ساڑھے پانچ سال سے ہمارے پرائم منسٹر ہیں۔''

وہ ٹکر ٹکر اسے دیکھنے لگی۔اب کیا پوچھے؟

''آپ کہاں سے آئی ہیں؟''

''امریکہ سے۔اچھا مجھے بتاؤ.....تم نے ایڈم بن محمد کا نام سنا ہے۔وہ ایک رپورٹر ہوتا تھا جس نے.....''

''ہانگ کانگ پیپرز والا ایڈم بن محمد؟ ''اینکر پرسن''ایڈم بن محمد؟''

''اینکر پرسن؟''اس نے دوبارہ سے لبوں پہ انگلیاں رکھ دیں۔آنکھیں بھیگنے لگ گئیں۔''ایڈم بن محمد اینکر بن گیا؟''

''جی.....وہ ملائیشیا کا معروف اینکر ہے۔''باریستا فخر سے امریکی سیاح کو بتانے لگا۔''اس کی تو چار پانچ بیسٹ سیلر کتابیں بھی ہیں۔اور وہ ایک پرائم ٹائم ٹاک شو کا اینکر پرسن ہے.....وہ ہانگ کانگ پیپرز کی وجہ سے Pulitzer پرائز کے لئے بھی نامزد ہوا تھا لیکن اسے پرائز نہیں ملا۔یو نو.....پرائز آخر میں گوروں کو ہی مل جاتا ہے۔''

''اس پہ.....اس پہ ایک زمانے میں قاتلانہ حملے ہوتے تھے.....''

''وہ تو پرانی بات ہے۔اب تو وہ اسٹار اینکر ہے۔اسے کون کچھ کہہ سکتا ہے۔خود پرائم منسٹر بھی نہیں۔آپ کو کچھ اور چاہیے۔''

''اونہوں۔''اس نے دائیں بائیں گردن ہلائی۔''مجھے اب اور کیا چاہیے ہوگا۔''

وہ واپس اسکرین کی طرف متوجہ ہوئی۔ایڈم کا نام کپکپاتی انگلیوں سے ٹائپ کیا۔

سوٹ میں ملبوس۔مسکراتا ہوا ایڈم بن محمد.....وہ اب سیلبریٹی رپورٹر سے کہیں آگے بڑھ چکا تھا۔وہ دنیا گھومنے والا...محفلوں میں اٹھنے بیٹھنے والا.....ایوارڈز اور انعامات جیتنے والا ایڈم بن محمد تھا۔

اس کا لباس قیمتی تھا۔اس کا گھر شاہانہ تھا۔اس کی کلاس مختلف ہو چکی تھی۔وہ اپنی زندگی میں کامیاب ہو چکا تھا۔

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس نے اسکرین فولڈ کر دی۔ دماغ ایک دفعہ پھر سے ماؤف ہونے لگا۔ نظریں اوپر ٹی وی اسکرین کی طرف اٹھیں تو وزیر اعظم وان فاتح پھر سے دکھائی دینے لگا۔ اب کے خبر مختلف تھی۔ یہ اگلا بلیٹن تھا۔ وہ بس ٹکر ٹکر اسے دیکھے گئی۔

وہ پہلے سے زیادہ باوقار لگتا تھا۔ گرے سوٹ میں ملبوس' روسٹرم پہ کھڑا تقریر کر رہا تھا۔ وہی اعتماد۔ وہی بے نیازی۔ وہی حکمرانی کا سا انداز۔

تالیہ نے سر میز پہ گرا دیا۔ یہ سب غیر حقیقی تھا۔ اس کا دماغ مزید کچھ قبول کرنے سے انکاری تھا۔ وقت نے اس کو بہت بڑی سزا دی تھی۔ بلکہ ان تینوں کو۔ ان تینوں کو ایک دوسرے سے چھین کے ان تینوں کو ادھورا کر دیا تھا۔

ابھی چند لمحے پہلے وہ تالیہ کے ساتھ تھے۔ اور اب.... سب بدل چکا تھا۔ وہ دونوں بہت آگے نکل چکے تھے۔ اور وہ کہاں تھی؟

اس نے کرنٹ کھا کے سر اٹھایا۔ ایک منٹ۔ تالیہ مراد کہاں تھی؟

اس نے تیزی سے اسکرین کھولی۔ پھر جلدی جلدی ٹائپ کرنے لگی.....

تالیہ بنتِ مراد۔

خبریں سامنے آنے لگیں۔ ایک کے بعد ایک صفحہ کھلنے لگا۔

2017 کے آغاز میں عصرہ محمود کے قتل کے بعد روپوش ہونے والی مفرور ملزمہ تالیہ مراد ابھی تک نہیں ملی تھی۔ غالباً وہ ملک سے بھاگ چکی تھی اور گمنامی کی زندگی گزار رہی تھی۔

عصرہ محمود کے قتل کا کیس ابھی تک بند نہیں ہوا تھا۔ وہ فائل پولیس ڈیپارٹمنٹ میں کھلی تھی اور اشعر محمود نے ہر طرح سے زور لگا کے اس کو کھلا رہنے دیا تھا۔

تالیہ مراد آج بھی ایک مفرور ملزمہ تھی۔

ایک بات وہ جانتی تھی۔ ملائیشیاء کے قانون میں کرمنل کیس کا کوئی statue of limitation (قانون میعاد سماعت) نہ تھا۔ اس قانون کے تحت ایک مقررہ مدت گزرنے کے بعد اگر مجرم پکڑا نہ جائے تو کیس بند ہو جاتا ہے اور مجرم بعد میں آ جائے' تب بھی اس پہ مقدمہ نہیں چلتا۔

مگر ملائیشیاء میں قتل کے کیس پہ کوئی قانون میعاد سماعت لاگو نہیں ہوتا تھا۔ اگر مجرم چھ برس بعد بھی آئے تو وہ مجرم ہی ہوگا۔

تالیہ کی زندگی کے دونوں ستون آگے بڑھ چکے تھے۔ وہ دونوں اپنے اپنے خواب پا چکے تھے مگر چھ سال گزرنے کے بعد

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official #TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Paksociety.com

بھی تالیہ مراد ایک مفرور ملزمہ تھی اور پولیس آج بھی اس کی تلاش میں تھی۔

باریستا نے ایک گاہک کو آرڈر تھماتے ہوئے گردن موڑ کے اس گم صم سی لڑکی کو دیکھنا چاہا تو ٹھٹھک گیا۔

کافی کا کپ اَن چھوا رکھا تھا۔

لیپ ٹاپ بند پڑا تھا۔

اور کرسی خالی تھی۔

اسے علم بھی نہ ہوا۔ وہ لڑکی جانے کب وہاں سے نکلی اور جونکر اسٹریٹ کے ہجوم میں گم ہو گئی۔

نہ کسی چاپ کے۔

نہ کسی آواز کے۔

(باقی آئندہ ان شاء اللہ)

☆☆==========☆☆

Downloaded from Paksociety.com
Nemrah Ahmed: Official
#TeamNA
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY